نبیوں کے قصے



تالیف
سید ابو الحسن علی ندوی
ترجمہ
محمود احمد غضنفر

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

نبیوں کے قصے

نبیوں کے قصے

تالیف

سید ابوالحسن علی ندوی

ترجمہ

محمود احمد غضنفر

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب و سنت

کی

نشر و اشاعت

کے لیے

کوشاں

اہتمام طباعت

ابوبکر قدوسی

اشاعت ـــــ ۲۰۱۱ء

مکتبہ قدوسیہ

قدوسیہ اسلامک پریس

رحمان مارکیٹ ● غزنی سٹریٹ ● اردو بازار ● لاہور پاکستان

Tel: +92-42-37351124,37230585
maktaba_quddusia@yahoo.com
www.quddusia.com

فہرست مضامین

حضرت ابراہیم علیہ السلام

بت کس نے توڑے؟

حضرت یوسف علیہ السلام

ایک اچھا قصہ

حضرت نوح علیہ السلام

کشتی نوح

حضرت ھود علیہ السلام

تیز آندھی

حضرت صالح علیہ السلام

ثمود کی اونٹنی

حضرت موسیٰ علیہ السلام

مردمومن

سیدنا شعیب علیہ السلام کا قصہ

سیدنا داؤد اور سیدنا سلیمان علیہما السلام کا قصہ

سیدنا ایوب اور سیدنا یونس علیہما السلام کا قصہ

سیدنا زکریا علیہ السلام کا قصہ

سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا قصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذات ہے رحمٰن تیری اے رحیم
ابتدا کرتا ہوں تیرے نام سے

تمام تعریفیں اس اللہ وحدہ لاشریک کے لیے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور درود وسلام اس پاکیزہ ہستی پر جسے سب جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔

رحمت کی برکھا برسے اس کی آل اس کے تمام صحابہ کرام اور تابعین عظام پر عالمی شہرت یافتہ عالم دین' مورخ' مصنف اور عربی زبان کے ماہر سید ابوالحسن علی الحسنی الندویؒ نے بچوں کی تعلیم وتربیت اور ذہنی نشو ونما کے لیے "قصص النبیین" کے نام سے پانچ حصوں میں یہ کتاب لکھی جس میں نہایت عمدہ اور دلچسپ انداز میں نبیوں کے قصے بیان کیے گئے۔ جملوں میں قرآنی آیات کا استعمال اس طرح کیا جس طرح سونے چاندی کے ہار میں ہیرے موتی جڑے جاتے ہیں۔

یہ کتاب اگرچہ عربی زبان میں بچوں کے لیے لکھی گئی لیکن لاکھوں کی تعداد میں بڑوں نے بھی اس سے بھرپور استفادہ کیا۔

اس کتاب کو عالمی سطح پر بڑی شہرت ملی یہ کتاب پانچ حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے چار حصوں میں حضرت ابراہیم یوسف نوح ہود صالح موسیٰ شعیب داؤد سلیمان ایوب یونس زکریا یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے قصے بڑے ہی پیارے انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ پانچویں حصے میں جہانوں کی رحمت پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی پاکیزہ سیرت کا بیان ہے۔ یاد رہے کہ پہلے چار حصے ایک جلد میں پیش کیے جا رہے ہیں اور پانچواں حصہ الگ مستقل کتاب کی صورت میں "انوار رحمت عالم" کے نام سے شائع کیا جائے گا۔

دل میں خیال آیا کہ پاکستان کا ہر بچہ اس پیاری عمدہ اور دلچسپ کتاب سے فائدہ حاصل کر سکے۔ یہ تب ہی ممکن ہے کہ یہ کتاب اردو قالب میں ہو۔

میں نے اس کتاب کو اردو لبادہ پہنانے کی ایک ادنی سی کوشش کی ہے۔ اس مقصد میں کس قدر کامیاب ہوسکا ہوں یہ آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔ کتاب کی طباعت و اشاعت کا اہتمام ''مکتبہ قدوسیہ'' کی جانب سے نہایت عمدہ' اعلیٰ اور معیاری انداز سے کیا گیا ہے۔ مکتبہ قدوسیہ طباعت اور نشر و اشاعت کی دنیا میں ایک اہم مقام حاصل کر چکا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسے اپنی حفظ و امان میں رکھے اور اپنی خصوصی رحمت اور برکت سے نوازے آمین۔ میری التجا ہے کہ آپ اپنی مخلصانہ دعاؤں میں مجھے میرے والدین اساتذہ اور اہل خانہ کو یاد رکھیں۔

صلی اللہ علی النبی محمد وعلی آلہ و اصحابہ و سلم

محمود احمد غضنفر

نومبر ۱۹۹۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ابراہیم علیہ السلام

بت کس نے توڑے؟

بت فروش

بہت دن پہلے کی بات ہے بہت ہی دن پہلے کی ایک بستی میں ایک مشہور و معروف آدمی رہتا تھا اس آدمی کا نام آزر تھا آزر بت بیچا کرتا تھا اس بستی میں ایک بہت بڑا گھر تھا اس گھر میں بت تھے بت بہت زیادہ تھے لوگ ان بتوں کو سجدہ کیا کرتے تھے آزر ان بتوں کو سجدہ کیا کرتا تھا آزر ان بتوں کی پوجا کیا کرتا تھا۔

آزر کا بیٹا

آزر کا ایک ہونہار بیٹا تھا وہ بہت ہی ہونہار تھا اس کے بیٹے کا نام ابراہیم تھا ابراہیم لوگوں کو دیکھا کرتا تھا کہ وہ بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اور یہ لوگوں کو دیکھا کرتا تھا کہ وہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں ابراہیم جانتا تھا کہ بت تو صرف پتھر ہیں وہ جانتا تھا کہ بت نہ بولتے ہیں اور نہ ہی سنتے ہیں وہ جانتا تھا کہ بت نہ نقصان دے سکتے ہیں اور نہ ہی فائدہ وہ دیکھا کرتا تھا کہ مکھی بتوں پر بیٹھتی ہے تو وہ اسے اڑا نہیں سکتے وہ دیکھا کرتا تھا کہ چوہا بتوں کا کھانا کھا جاتا ہے وہ اسے روک نہیں سکتے ابراہیم اپنے دل میں کہا کرتا تھا لوگ بتوں کو سجدہ کیوں کرتے ہیں؟

ابراہیم اپنے دل سے پوچھا کرتا تھا کہ لوگ بتوں سے کیوں مدد مانگتے ہیں؟

ابراہیم کی نصیحت

ابراہیم اپنے باپ سے کہا کرتا تھا ابا جان آپ بتوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟ ابا جان آپ بتوں کو سجدہ کیوں کرتے ہیں؟ ابا جان آپ بتوں سے کیوں مدد مانگتے ہیں؟ یہ بت نہ تو بولتے ہیں اور نہ ہی سنتے ہیں؟ یہ بت نہ تو نقصان دے سکتے ہیں اور نہ ہی فائدہ آپ ان کے سامنے کھانا اور پانی کیوں رکھتے ہیں؟ یہ بت ابا جان نہ کھاتے ہیں اور نہ ہی پیتے ہیں آزر ناراض ہو جاتا تھا اور سمجھتا نہیں تھا ابراہیم اپنی قوم کو نصیحت

کیا کرتا تھا لیکن لوگ ناراض ہو جاتے تھے اور سمجھتے نہیں تھے ابراہیم نے کہا میں یہ بت اس وقت توڑ دوں گا جب یہ لوگ باہر چلے جائیں گے تب یہ لوگ سمجھیں گے

ابراہیم بتوں کو توڑتا ہے

عید کا دن آیا تو لوگ خوش ہوئے لوگ عید کے لیے میدان میں باہر نکلے اور بچے بھی ان کے ساتھ نکلے ابراہیم کا والد باہر نکلا اور اس نے ابراہیم سے کہا بیٹا کیا تو ہمارے ساتھ باہر نہیں جائے گا؟ ابراہیم نے کہا میں بیمار ہوں لوگ چلے گئے اور ابراہیم گھر میں رہا ابراہیم بتوں کے پاس آیا اور کہا تم بولتے کیوں نہیں ہو؟ ارے تم سنتے کیوں نہیں ہو؟ یہ کھانا اور پانی ہے تم کھاتے پیتے کیوں نہیں ہو؟ بت خاموش رہے اس لیے کہ وہ پتھر ہیں اور پتھر بولتے نہیں بت خاموش رہے اور نہ بولے تب ابراہیم کو غصہ آیا اور اس نے کلہاڑا پکڑ لیا ابراہیم نے بتوں کو کلہاڑے سے مارا اور بت توڑ دیئے ابراہیم نے بڑے بت کو چھوڑ دیا اور کلہاڑا اس کی گردن میں لٹکا دیا

یہ کام کس نے کیا؟

لوگ واپس آئے اور بت خانے میں داخل ہوئے لوگوں نے ارادہ کیا کہ وہ بتوں کو سجدہ کریں اس لیے کہ آج عید کا دن ہے لیکن لوگ بتِ خانے کا منظر دیکھ کر حیران ہوئے اور دہشت زدہ ہو گئے لوگوں نے افسوس کا اظہار کیا اور غضبناک ہوئے انہوں نے کہا ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ ہاتھ کون کر گیا؟

وہ کہنے لگے کہا ہم نے سنا ہے کہ ایک نوجوان ان کا ذکر کیا کرتا ہے جسے ابراہیم کہا جاتا ہے انہوں نے دریافت کیا اے ابراہیم کیا ہمارے خداؤں کے ساتھ تو نے یہ سلوک کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا بلکہ ان کے بڑے نے یہ سب کچھ کیا ہوگا ان سے ہی پوچھ لو اگر یہ بولتے ہیں لوگ جانتے تھے کہ بت تو پتھر ہیں اور وہ جانتے تھے کہ پتھر نہ سنتے ہیں اور نہ ہی بولتے ہیں وہ جانتے تھے کہ بڑا بت بھی تو پتھر ہی ہے بڑا بت بھی تو یہ

طاقت نہیں رکھتا کہ وہ بتوں کو توڑ پھوڑ دے انہوں نے ابراہیم سے کہا ارے تو جانتا ہے کہ یہ بت بولتے نہیں ہیں ابراہیم نے جواب میں کہا تم ان بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہو جو نہ فائدہ دیتے ہیں اور نہ ہی نقصان؟ تم ان بتوں سے کیوں مدد مانگتے ہو جو نہ بولتے ہیں اور نہ ہی سنتے ہیں؟ لوگ خاموش رہے اور شرمندہ ہوئے

ٹھنڈی آگ

لوگ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے کہا اب ہم کیا کریں؟ ابراہیم نے تو بت توڑ دیئے اور خداؤں کو ذلیل و رسوا کیا لوگوں نے پوچھا کہ اب ابراہیم کو کیا سزا ملنی چاہیے؟ اب ابراہیم سے کیا سلوک کیا جائے؟ سب کا یہ جواب تھا اسے آگ میں جلا ڈالو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اور ایسے ہی ہوا انہوں نے آگ جلائی اور اس میں ابراہیم کو پھینک دیا لیکن اللہ نے ابراہیم کی مدد کی اور آگ کو حکم دیا اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا اور ایسے ہی ہوا آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگئی لوگوں نے دیکھا کہ آگ ابراہیم کا کچھ بھی تو نہیں بگاڑ رہی لوگوں نے دیکھا کہ ابراہیم بڑا خوش ہے اور ابراہیم ٹھیک ٹھاک ہے لوگ یہ دیکھ کر حیران و پریشان ہوئے

میرا ربّ کون ہے؟

ایک رات ابراہیم نے ایک ستارا دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے جب ستارا غروب ہوگیا ابراہیم نے کہا یہ میرا رب نہیں ہے ابراہیم نے چاند کو دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے جب چاند غروب ہوگیا تو ابراہیم نے کہا نہیں یہ میرا رب نہیں ہے پھر سورج طلوع ہوا تو ابراہیم نے کہا یہ میرا رب ہے یہ بڑا ہے جب شام کو سورج غروب ہوا تو ابراہیم پکار اٹھے نہیں یہ میرا رب نہیں ہے بے شک اللہ زندہ ہے وہ مرے گا نہیں بے شک اللہ باقی رہنے والا ہے وہ کبھی غیر حاضر نہیں ہوتا بے شک اللہ طاقت ور ہے اس پر کوئی چیز غالب نہیں آ سکتی ستارا کمزور ہے صبح اس پر غلبہ پا لیتی ہے چاند کمزور ہے سورج اس پر

غلبہ پا لیتا ہے سورج کمزور ہے رات اس پر غلبہ پا لیتی ہے اور بادل اس پر غلبہ پا لیتے ہیں ستارا میری مدد نہیں کر سکتا اس لیے کہ وہ کمزور ہے چاند میری مدد نہیں کر سکتا اس لیے کہ وہ کمزور ہے سورج میری مدد نہیں کر سکتا اس لیے کہ وہ کمزور ہے اللہ میری مدد کرے گا اس لیے کہ اللہ زندہ ہے وہ مرے گا نہیں وہ باقی رہنے والا ہے وہ غیر حاضر نہیں ہوتا اور وہ طاقت ور ہے اس پر کوئی چیز غلبہ نہیں پا سکتی

اللہ میرا رب ہے

ابراہیم نے پہچان لیا کہ اللہ اس کا رب ہے اس لیے کہ اللہ زندہ ہے وہ مرے گا نہیں اللہ باقی رہنے والا ہے وہ غیر حاضر نہیں ہوگا اللہ طاقت ور ہے اس پر کوئی چیز غلبہ نہیں پا سکتی ابراہیم نے پہچان لیا کہ اللہ ستارے کا رب ہے اللہ چاند کا رب ہے اللہ سورج کا رب ہے اللہ سب جہانوں کا رب ہے اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کی راہنمائی کی اور اسے نبی اور خلیل بنا دیا اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اب وہ اپنی قوم کو دعوت دے اور انہیں بتوں کی عبادت سے روکے

ابراہیم علیہ السلام کی دعوت

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف دعوت دی اور انہیں بتوں کی عبادت سے روکا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں ابراہیم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کیا وہ تمہاری سنتے ہیں جب تم انہیں پکارتے ہو؟ وہ بت تمہیں فائدہ دیتے ہیں یا نقصان؟ لوگوں نے کہا ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسے ہی عمل کرتے ہوئے پایا ابراہیم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا سنو میں بتوں کی عبادت نہیں کروں گا بلکہ میں ان بتوں کا دشمن ہوں میں تو سب جہانوں کے رب کی عبادت کروں گا جس نے مجھے پیدا کیا وہی میری راہنمائی کرتا ہے وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے وہ مجھے مارے گا اور پھر مجھے زندہ کرے گا بے شک

یہ بت نہ کچھ پیدا کرتے ہیں اور نہ کسی کی راہنمائی کرتے ہیں جب کوئی بیمار ہو جاتا ہے تو یہ اسے شفا نہیں دے سکتے اور نہ یہ کسی کو مار سکتے ہیں اور نہ کسی کو زندہ کر سکتے ہیں

بادشاہ کے سامنے

شہر میں ایک بہت بڑا بادشاہ رہتا تھا وہ بہت بڑا ظالم تھا لوگ بادشاہ کو سجدہ کیا کرتے تھے بادشاہ نے جب سنا کہ ابراہیم اللہ کو سجدہ کرتا ہے اور کسی کو سجدہ نہیں کرتا بادشاہ ناراض ہوا اور اس نے ابراہیم علیہ السلام کو طلب کیا ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے بادشاہ نے کہا ابراہیم تیرا رب کون ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میرا رب اللہ ہے بادشاہ نے کہا اللہ کون ہے اے ابراہیم؟

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جو زندگی دیتا ہے اور مارتا ہے بادشاہ نے کہا میں بھی زندگی دیتا ہوں اور مارتا ہوں بادشاہ نے ایک آدمی کو بلایا اور اسے قتل کر دیا اس نے ایک دوسرے آدمی کو بلایا تو اسے چھوڑ دیا اس نے کہا دیکھو میں زندہ بھی کرتا ہوں اور مارتا بھی ہوں میں نے ایک آدمی کو قتل کر دیا اور ایک کو چھوڑ دیا بادشاہ بہت ہی کند ذہن تھا اور اسی طرح ہر مشرک ہوا کرتا ہے ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ بادشاہ بات کو سمجھ جائے اور اس کی قوم بھی سمجھ جائے ابراہیم علیہ السلام نے بادشاہ سے کہا اللہ سورج کو مشرق سے لاتا ہے یعنی طلوع کرتا ہے اور تو اسے مغرب سے لا یعنی طلوع کر بادشاہ حیران و پریشان ہوا اور خاموش ہو گیا بادشاہ شرمندہ ہوا اور اسے کوئی جواب سجھائی نہ دیا

والد کو دعوت

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ اپنے والد کو بھی دعوت دے آپ نے اس سے کہا ابا جان آپ اس کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے ابا جان

آپ اس کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ فائدہ دیتا ہے اور نہ نقصان ابا جان شیطان کی پوجا نہ کرو ابا جان رحمان کی عبادت کیا کرو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد ناراض ہو گیا اور اس نے کہا میں تجھے ماروں گا مجھے کچھ نہ کہو مجھے میرے حال پہ چھوڑ دو حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑی دھیمی طبیعت کے تھے انہوں نے اپنے والد سے کہا آپ پر سلامتی ہو اور اس سے یہ بھی کہا میں یہاں سے جا رہا ہوں میں اپنے رب کو پکاروں گا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہت ہی افسوس کا اظہار کیا انہوں نے ارادہ کیا کہ کہیں دوسرے شہر چلے جائیں وہاں اپنے رب کی عبادت کریں اور لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیں۔

مکہ کی جانب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ناراض ہوئی بادشاہ ناراض ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد ناراض ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ کسی دوسرے شہر چلے جائیں اس میں اللہ کی عبادت کریں اور لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے شہر سے روانہ ہوئے اور اپنے والد کو خیر باد کہا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کا ارادہ کیا اور آپ کے ہمراہ آپ کی بیوی حضرت ہاجرہ بھی تھی۔ مکہ مکرمہ میں نہ گھاس تھا اور نہ ہی کوئی درخت' مکہ مکرمہ میں نہ کوئی کنواں تھا اور نہ ہی کوئی نہر' مکہ مکرمہ میں نہ کوئی جانور تھا اور نہ ہی کوئی انسان' حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ پہنچے اور وہاں پڑاؤ کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی حضرت ہاجرہ اور اپنے بیٹے اسماعیل کو وہاں چھوڑا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہاں سے جانے کا ارادہ کیا تو آپ کی بیوی حضرت ہاجرہ نے پوچھا: میرے آقا کہاں کے ارادے ہیں؟

کیا آپ مجھے یہاں اکیلے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ کیا آپ مجھے یہاں چھوڑ رہے ہیں؟ جب کہ یہاں نہ پانی ہے اور نہ ہی کھانا۔ میرے سرتاج کیا آپ کو اللہ نے یہ حکم دیا

ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہاں حضرت ہاجرہ نے فرمایا: تب اللہ ہمیں برباد نہیں کرے گا-

زمزم کا کنواں

اسماعیل کو ایک روز پیاس لگی اس کی ماں نے ارادہ کیا کہ اسے پانی پلائے لیکن یہاں پانی کہاں؟ مکہ مکرمہ میں کوئی کنواں نہیں، مکہ مکرمہ میں کوئی نہر نہیں؟ حضرت ہاجرہ اپنے لخت جگر کے لیے اس طرح پانی تلاش کرتی تھی کہ صفا سے مروہ کی طرف دوڑ کر جاتی اور مروہ سے صفا کی طرف- اللہ تعالی نے اماں ہاجرہ اور اس کے بیٹے اسماعیل کی مدد کی اور ان دونوں کے لیے پانی پیدا کر دیا- زمین سے پانی نکل آیا اسماعیل نے پانی پیا اور حضرت ہاجرہ نے پانی پیا جو پانی باقی بچا تو وہ زمزم کا کنواں بن گیا- اللہ تعالی نے زمزم مین برکت پیدا کی یہ وہ کنواں ہے جس سے لوگ حج کے دنوں میں پانی پیتے ہیں اور آب زمزم اپنے شہروں کی طرف لے جاتے ہیں- کیا آپ نے آب زمزم پیا ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کچھ مدت کے بعد واپس آئے- اسماعیل اور ہاجرہ سے ملے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل کو دیکھ کر خوش ہوئے اس وقت اسماعیل چھوٹا سا ایک لڑکا تھا دوڑتا کھیلتا اور اپنے والد کے ساتھ باہر جایا کرتا تھا- حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل سے بہت پیار کیا کرتے تھے- ایک رات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ وہ اسماعیل کو ذبح کر رہے ہیں- حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک سچے نبی تھے- حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل تھے آپ نے پختہ ارادہ کرلیا کہ وہ کچھ کر گزریں جس کا خواب میں اللہ نے انہیں حکم دیا ہے- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لخت جگر اسماعیل سے کہا: بیٹا میں خواب میں دیکھتا

ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں تیری کیا رائے ہے؟

اس نے کہا ابا جان کر گزریئے جو آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔ آپ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل کو اپنے ساتھ لیا اور ایک چھری بھی لے لی۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام منیٰ میں پہنچے یہ ارادہ کیا کہ اسماعیل کو ذبح کر دیں اسماعیل از خود زمین پر لیٹ گئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جونہی ارادہ کیا کہ اسماعیل کو ذبح کریں تو چھری اس کے حلق پر رکھ دی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو تو صرف یہ بات پسند تھی کہ وہ اچھی طرح پرکھ لے کہ کیا اس کا خلیل وہ کچھ کر گزرتا ہے جس کا وہ اسے حکم دیتا ہے۔ کیا وہ اللہ کے ساتھ زیادہ محبت رکھتا ہے یا اپنے بیٹے سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام امتحان میں کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو جنت سے ایک مینڈھا دے کر بھیجا اور فرمایا اسے ذبح کر دو اور اسماعیل کو ذبح نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس کارنامے کو پسند کیا اور تمام مسلمانوں کو عید الاضحیٰ میں قربانی دینے کا حکم دیا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر درود و سلام ہو۔ اس کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام پر درود و سلام ہو۔

کعبہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لے گئے اور کچھ عرصے کے بعد واپس آئے انہوں نے ارادہ کیا کہ اللہ کا گھر بنائیں دوسرے گھر بہت زیادہ تھے لیکن اللہ کا گھر کوئی نہیں تھا جس میں وہ اللہ کی عبادت کریں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے والد کے ہمراہ اللہ کا گھر بنائیں۔ حضرت ابراہیم اور حضرت علیہما السلام نے پہاڑوں سے پتھر منتقل کیے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے مبارک ہاتھوں سے کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اور اسماعیل علیہ السلام اپنے مبارک ہاتھوں سے کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کا ذکر کرتے اور دعا مانگتے تھے۔ حضرت اسماعیل

علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور یہ دعا مانگتے تھے۔ اے ہمارے رب ہماری طرف سے یہ عمل قبول فرما بلاشبہ تو سننے والا جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی طرف سے یہ عمل قبول کر لیا کعبہ میں برکت عطا کی ہم ہر نماز میں کعبہ کی طرف رخ کرتے ہیں۔ حج کے دنوں میں مسلمان کعبہ کی جانب سفر کرتے ہیں کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور اس کے پاس نماز پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کعبہ میں برکت عطا کی حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی جانب سے ان کا یہ کارنامہ قبول کر لیا۔ حضرت ابراہیم پر ورود و سلام ہو۔ حضرت اسماعیل پر درود و سلام ہو۔

بیت المقدس

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک اور بیوی تھی۔ جس کا نام سارہ تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سارہ کے بطن سے ایک اور بیٹا تھا اس کا نام اسحاق تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سرزمین شام میں رہائش پذیر ہوئے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام سرزمین شام میں رہائش پذیر ہوئے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام نے شام میں اللہ کا ایک گھر بنایا جس طرح کہ اس کے باپ اور بھائی نے مکہ مکرمہ میں اللہ کا ایک گھر بنایا تھا۔ یہ مسجد جو شام میں حضرت اسحاق علیہ السلام نے بنائی وہ بیت المقدس ہے۔ یہ وہ مسجد اقصیٰ ہے جس کے ماحول کو اللہ تعالیٰ نے بابرکت بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں برکت عطا کی جیسا کہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں برکت دی اور ان میں انبیاء اور بادشاہ ہوئے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کا ایک بیٹا تھا جس کا نام یعقوب تھا۔ یعقوب کے بارہ بیٹے تھے ان میں ایک یوسف بن یعقوب تھا۔ یوسف علیہ السلام کا قرآن حکیم میں ایک حیرت انگیز قصہ بیان ہوا ہے۔ اب وہ قصہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت یوسف علیہ السلام

ایک اچھا قِصّہ

ایک عجیب خواب

یوسف ایک چھوٹا سا لڑکا تھا اس کے گیارہ بھائی تھے۔ یوسف ایک خوبصورت لڑکا تھا یوسف ایک ذہین لڑکا تھا اس کا باپ یعقوب اس کے ساتھ بہت زیادہ پیار کرتا تھا اس کے دوسرے تمام بھائیوں سے بڑھ کر اس سے پیار تھا۔ ایک رات یوسف نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھی۔ اس نے گیارہ ستارے دیکھے اور ایک سورج چاند دیکھا کہ یہ سبھی اس کو سجدہ کر رہے ہیں۔ ننھا یوسف بہت حیران ہوا وہ یہ خواب سمجھ نہ سکا بھلا ستارے سورج اور چاند ایک آدمی کو کیسے سجدہ کر سکتے ہیں؟

ننھا یوسف اپنے باپ یعقوب کے پاس گیا اور اسے یہ عجیب وغریب خواب سنائی۔ کہا ابا جان میں نے گیارہ ستارے سورج اور چاند کو دیکھا کہ یہ سبھی میرے حضور سجدہ ریز ہیں۔ اس کا باپ یعقوب نبی تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اس خواب سے بہت زیادہ خوش ہوئے۔ اور فرمایا اے یوسف اللہ تجھے برکت دے تیری بڑی شان ہوگی۔ یہ خواب علم اور نبوت کی ایک خوش خبری ہے۔ تیرے دادا اسحاق علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا تیرے دادا ابراہیم پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا۔ یقیناً وہ تجھ پر اور یعقوب کے خاندان پر بھی انعام کرے گا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام بڑے عالم فاضل تھے وہ لوگوں کی عادات پہچانتے تھے وہ جانتے تھے کہ شیطان کیسے غلبہ پاتا ہے اور شیطان ان کے ساتھ کس طرح اٹھکیلیاں کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اے میرے بیٹے یہ خواب اپنے بھائیوں میں سے کسی کو نہ بتانا وہ تیرے ساتھ حسد کریں گے اور وہ تیرے دشمن بن جائیں گے۔

بھائیوں کا حسد

یوسف کا ماں کی جانب سے ایک اور بھائی تھا اس کا نام بنیامین تھا یعقوب علیہ السلام ان دونوں سے بہت زیادہ پیار کیا کرتے تھے ان جیسا کسی اور سے پیار نہیں کرتے

تھے۔ بھائی یوسف اور بنیامین سے حسد کیا کرتے تھے وہ ناراض ہوتے اور کہتے تھے
ہمارا باپ یوسف اور بنیامین کے ساتھ زیادہ پیار کیوں کرتا ہے؟
ہمارا باپ یوسف اور بنیامین کے ساتھ زیادہ پیار کیوں کرتا ہے حالانکہ وہ دونوں چھوٹے ہیں اور کمزور ہیں؟
ہمارے ساتھ یوسف اور بنیامین جیسی محبت کیوں نہیں کرتا جب کہ ہم طاقت ور نوجوان ہیں یہ بڑی عجیب وغریب بات ہے۔ یوسف ایک چھوٹا سا لڑکا تھا اس نے اپنے بھائیوں کو خواب بتا دیا بھائی بہت ناراض ہوئے جب انہوں نے خواب سنی تو ان کا حسد اور بڑھ گیا۔ ایک دن بھائی اکٹھے ہوئے اور انہوں نے کہا یوسف کو قتل کر دو یا اسے دور دراز کسی جگہ پھینک دو۔ تب تمہارا باپ تمہارے لیے خالص ہو جائے گا اور اس کا پیار تمہارے لیے خالص ہو جائے گا۔ ان میں سے ایک نے کہا نہیں بلکہ اسے راستے کے کسی کنویں میں پھینک دو اسے کوئی مسافر پکڑ لے گا۔ اس تجویز پر تمام بھائیوں نے اتفاق کیا۔

یعقوب علیہ السلام کی طرف ایک وفد

جب انہوں نے اس تجویز پر اتفاق کر لیا تو وہ سب یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے۔ یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے بارے میں بہت زیادہ ڈرتے تھے وہ جانتے تھے کہ بھائی اس سے حسد کرتے ہیں اور اسے پسند نہیں کرتے۔ یعقوب علیہ السلام یوسف کو بھائیوں کے ساتھ کہیں بھیجا نہیں کرتے تھے۔ یوسف اپنے بھائی بنیامین کے ساتھ کھیلا کرتا تھا اور دور نہیں جایا کرتا تھا۔ بھائی یہ سب کچھ جانتے تھے لیکن انہوں نے شرارت کا پختہ ارادہ کر لیا۔ انہوں نے کہا ابا جان آپ یوسف کو ہمارے ساتھ کیوں نہیں بھیجتے؟ آپ کیوں ڈرتے ہیں؟
وہ ہمارا پیارا بھائی ہے ہمارا چھوٹا بھائی ہے ہم ایک باپ کے بیٹے ہیں بھائی ہمیشہ اکٹھے کھیلا کرتے ہیں بھلا ہم باہر کیوں نہ جائیں اور اکٹھے کیوں نہ کھیلیں؟ کل اسے

ہمارے ساتھ بھیجیں تا کہ یہ کھائے پیے اور کھیلے ہم اس کے رکھوالے ہوں گے۔ یعقوب علیہ السلام بڑے عالم فاضل تھے یعقوب علیہ السلام بڑے دانا اور دھیمی طبیعت کے تھے یعقوب علیہ السلام یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ یوسف ان سے دور ہو وہ یوسف کے بارے میں بہت ڈرتے تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ اسے بھیڑیا کھا جائے گا اور تم اس سے غافل رہو گے۔ انہوں نے کہا ہرگز نہیں اسے بھیڑیا کیسے کھا جائے گا جب کہ ہم موجود ہوں گے؟ اسے وہ کیسے کھا جائے گا جب کہ ہم نوجوان اور طاقت ور ہیں؟ یعقوب علیہ السلام نے یوسف کو اجازت دے دی۔

جنگل کی طرف

بھائی بہت خوش ہوئے جب یعقوب علیہ السلام نے یوسف کو اجازت دے دی۔ وہ جنگل کی طرف گئے انہوں نے جنگل کے ایک کنویں میں یوسف کو پھینک دیا انہوں نے ننھے یوسف پر ترس نہ کھایا انہوں نے بوڑھے یعقوب علیہ السلام پر ترس نہ کھایا۔ یوسف ایک ننھا سا لڑکا تھا اس کا دل چھوٹا سا تھا کنواں گہرا تھا کنواں تاریک تھا اور یوسف اس میں اکیلا تھا۔ اللہ نے یوسف کو خوش خبری دی اور اس سے کہا غم نہ کرو ڈرو نہیں۔ بے شک اللہ تیرے ساتھ ہے تیری بڑی شان ہوگی۔ عنقریب بھائی تیرے پاس حاضر ہوں گے اور تو انہیں بتائے گا جو انہوں نے کرتوت کی۔ جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوئے اور انہوں نے یوسف کو کنویں میں پھینک دیا وہ سب جمع ہوئے اور انہوں نے کہا: اب ہم اپنے باپ سے کیا کہیں گے؟

ان میں سے ایک نے کہا ہمارا باپ کہا کرتا تھا میں ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھا جائے گا ہم کہیں گے ابا جان آپ نے سچ ہی تو کہا تھا واقعی اس کو بھیڑیا کھا گیا بھائیوں نے اس بات پر اتفاق کیا اور کہا ہاں ہم کہیں گے ابا جان واقعی اسے بھیڑیئے نے کھا لیا۔ ایک بھائی نے کہا اس کی نشانی کیا ہے؟ انہوں نے کہا اس کی نشانی خون ہے۔ بھائیوں نے ایک مینڈھا پکڑا اور اسے ذبح کیا۔ انہوں نے یوسف کی قمیص پکڑی اور

اسے خون میں رنگ دیا۔ بھائی بہت خوش ہوئے اور انہوں نے کہا اب ہمارا باپ تسلیم کر لے گا۔

یعقوب علیہ السلام کے روبرو

وہ اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے آئے۔ انہوں نے کہا ابا جان ہم گئے دوڑنے لگے یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تو اسے بھیڑیا کھا گیا۔ وہ اس کی قمیص پر جھوٹا خون لگا کر لائے اور انہوں نے کہا یہ یوسف کا خون ہے۔ ان کا باپ یعقوب علیہ السلام نبی تھا۔ وہ بہت بڑا عالم فاضل تھا وہ اپنی اولاد سے زیادہ عقل مند تھا۔ یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ جب بھیڑیا کسی انسان کو کھاتا ہے تو وہ اسے پہلے زخمی کرتا ہے اور اس کی قمیص کو پھاڑ دیتا ہے اور یوسف علیہ السلام کی قمیض ٹھیک ٹھاک تھی اور وہ خون میں رنگی ہوئی تھی تو یعقوب علیہ السلام پہچان گئے کہ یہ جھوٹا خون ہے اور بھیڑیئے کی کہانی ایک بناوٹی کہانی ہے۔

آپ نے اپنے بیٹوں سے کہا: تم نے یہ کہانی اپنے پاس سے گھڑ لی ہے صبر ہی بہتر ہے یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے بارے میں بہت زیادہ غم زدہ ہوئے لیکن انہوں نے بڑے اچھے انداز میں صبر کیا۔

یوسف کنوئیں میں

بھائی گھر واپس آئے انہوں نے یوسف کو کنوئیں میں ہی رہنے دیا بھائیوں نے کھانا کھایا اور بستر پر سو گئے۔ یوسف کنویں میں ہے نہ وہاں بستر ہے اور نہ ہی کھانا۔ بھائی یوسف کو بھول گئے اور سو گئے۔ یوسف نہ تو سوئے اور نہ ہی کسی کو بھولے۔ یعقوب علیہ السلام یوسف کو یاد کرتے رہے۔ یوسف کنویں میں تھے کنواں بڑا گہرا تھا۔ کنواں جنگل میں تھا جنگل ڈراؤنا تھا رات پڑ چکی تھی اور یہ رات بڑی تاریک تھی۔

کنویں سے محل کی طرف

ایک جماعت اس جنگل میں سفر کر رہی تھی انہیں راستے میں پیاس لگی انہوں نے کنواں تلاش کیا تو انہیں ایک کنواں دیکھائی دیا۔ انہوں نے ایک کنواں دیکھا اس کی طرف ایک آدمی کو بھیجا تاکہ وہ ان کے لیے پانی لائے۔ آدمی کنویں کی طرف گیا اور اس نے اپنا ڈول لٹکایا۔ اس نے ڈول کھینچا تو وہ ڈول بھاری تھا۔ آدمی حیران رہ گیا اور اس نے آواز دی۔ واہ رے خوش خبری یہ ایک لڑکا ہے۔ لوگ بہت ہی خوش ہوئے اور اسے اپنے پاس چھپا لیا۔ وہ لوگ مصر پہنچے بازار میں کھڑے ہوئے اور یہ آواز لگائی اس لڑکے کو کون خریدے گا؟ اس لڑکے کو کون خریدے گا؟

عزیز مصر نے یوسف کو چند درہموں کے بدلے خرید لیا۔ تاجروں نے اسے بیچ دیا اور انہوں نے یوسف کو نہ پہچانا۔ عزیز مصر اسے اپنے محل لے گیا اور اس نے اپنی بیوی سے کہا: یوسف کی عزت کرنا یہ بڑا ہونہار لڑکا ہے۔

وفاداری اور امانت داری

عزیز مصر کی بیوی نے یوسف کو خیانت کے لیے ورغلایا لیکن یوسف نے انکار کر دیا اور کہا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ میں اپنے آقا کی خیانت نہیں کروں گا۔ اس نے مجھ سے اچھا برتاؤ کیا اور میری عزت کی میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ عزیز مصر کی بیوی ناراض ہوئی اور اس نے اپنے خاوند سے شکایت کی۔ عزیز مصر جان گیا کہ عورت جھوٹی ہے۔ وہ پہچان گیا کہ یوسف دیانت دار ہے۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا بلاشبہ تو ہی غلط کار ہے۔

یوسف علیہ السلام مصر میں اپنے حسن و جمال کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ جب کوئی انہیں دیکھتا تو پکار اٹھتا یہ انسان نہیں بلکہ یہ تو معزز فرشتہ ہے۔ عورت کی ناراضگی بڑھ گئی اور اس نے یوسف سے کہا: میری بات نہ مانی تو جیل میں جائے گا۔ یوسف علیہ السلام نے کہا جیل مجھے پسند ہے۔ چند دنوں کے بعد عزیز مصر نے خیال کیا کہ یوسف کو جیل

بھیج دے۔ عزیز مصر جانتا تھا کہ یوسف بے قصور ہے۔ یوسف علیہ السلام جیل میں داخل ہو گئے۔

جیل کا وعظ

یوسف جیل میں داخل ہوئے تمام قیدی پہچان گئے کہ یوسف ایک شریف نوجوان ہے۔ بلاشبہ یوسف کے پاس بہت زیادہ علم ہے۔ یوسف کے سینے میں ایک شفیق دل ہے قیدیوں نے یوسف کو پسند کیا اور اس کی عزت کی۔ لوگ یوسف سے بہت خوش ہوئے اور اس کی تعظیم کی۔

یوسف کے ساتھ جیل میں دو آدمی داخل ہوئے اور ان دونوں نے اسے اپنے خواب بتائے۔ ایک نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں شراب کشید کر رہا ہوں۔ دوسرے نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوئے ہوں اور پرندے اس سے کھا رہے ہیں۔ دونوں نے یوسف سے خواب کی تعبیر پوچھی۔ یوسف علیہ السلام خواب کی تعبیر جاننے والے تھے یوسف علیہ السلام انبیاء میں سے ایک نبی تھے۔ اس کے زمانے میں لوگ غیر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے از خود بہت سے رب بنا رکھے تھے۔ لوگوں کا کہنا تھا یہ خشکی کا رب ہے یہ سمندر کا رب ہے یہ روزی کا رب ہے اور یہ بارش کا رب ہے۔ یوسف علیہ السلام یہ سب کچھ دیکھا کرتے تھے اور ہنس دیتے تھے۔ یوسف علیہ السلام یہ سب کچھ جانتے تھے اور آنسو بہاتے تھے۔ یوسف علیہ السلام چاہتے تھے کہ انہیں اللہ کی طرف دعوت دیں۔ اللہ نے چاہا کہ یہ دعوت کا کام جیل میں ہو۔ کیا قیدی وعظ و نصیحت کے مستحق نہیں ہیں؟ کیا قیدی شفقت کے مستحق نہیں ہیں؟ کیا قیدی اللہ کے بندے نہیں ہیں؟ کیا قیدی آدم کے بیٹے نہیں ہیں؟ یوسف علیہ السلام جیل میں تھے لیکن وہ آزاد بہادر تھے۔ یوسف علیہ السلام بے سر و سامان تھے لیکن پھر بھی بڑے دریا دل سخی تھے۔ انبیاء علیہم السلام ہر جگہ میں حق کا

بول بالا کرتے ہیں۔انبیاء علیہم السلام ہر زمانے میں خیر و بھلائی کی سخاوت کرتے ہیں۔

یوسف علیہ السلام کی دانائی

یوسف علیہ السلام نے اپنے دل میں کہا: بے شک ضرورت ان دو آدمیوں کو میرے پاس ہانک لائی۔ بلاشبہ ضرورت مند آدمی ہمیشہ نرمی اور جھکاؤ کا انداز اختیار کرتا ہے۔ بلاشبہ ضرورت مند کہنا مانتا اور سنتا ہے لیکن یوسف علیہ السلام نے جلدی نہ کی۔ بلکہ ان دونوں سے کہا: میں تمہیں تمہارا کھانا آنے سے پہلے خواب کی تعبیر بتاؤں گا۔تو وہ دونوں بیٹھ گئے اور مطمئن ہوئے۔ پھر یوسف علیہ السلام نے ان دونوں سے کہا: میں خوابوں کی تعبیر جاننے والا ہوں ان دونوں خوابوں کی تعبیر میرے رب نے مجھے سکھلائی ہے۔وہ دونوں خوش ہوئے اور مطمئن ہو گئے۔

یہاں یوسف علیہ السلام نے موقع غنیمت جانا اور اپنی نصیحت کا آغاز کر دیا یوسف علیہ السلام نے فرمایا یہ میرے رب نے مجھے تعلیم دی ہے لیکن اللہ اپنا علم ہر کسی کو عنایت نہیں کرتا بلاشبہ اللہ اپنا علم مشرک کو عنایت نہیں کرتا کیا تم دونوں جانتے ہو کہ میرے رب نے مجھے کیوں علم عطاء کیا؟

میں نے اہل شرک کا راستہ چھوڑ دیا ہے میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے مذہب کی پیروی اختیار کر لی ہے۔ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں۔ یوسف علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: یہ توحید صرف ہمارے لیے ہی نہیں ہے بلکہ یہ تمام لوگوں کے لیے ہے۔ یہ ہم پر اور لوگوں پر اللہ کا فضل ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ یہاں یوسف علیہ السلام قدرے ٹھہرے اور پھر ان دونوں سے پوچھا۔تم کہتے ہو خشکی کا رب سمندر کا رب روزی کا رب اور بارش کا رب اور ہم کہتے ہیں کہ اللہ سب جہانوں کا رب ہے۔

(کیا جدا جدا رب بہتر ہیں یا ایک زبردست اللہ)

خشکی کا رب سمندر کا رب روزی کا رب اور بارش کا رب کہاں ہیں؟ مجھے دکھلاؤ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا یا ان کا آسمانوں میں کوئی حصہ ہے؟ تم زمین کی طرف دیکھو آسمان کی طرف دیکھو اور انسان کی طرف دیکھو۔ یہ اللہ کی مخلوق ہے مجھے دکھلاؤ اس کے سوا جو کچھ انہوں نے پیدا کیا ہے؟ یہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے ان کے رکھ لیے ہیں۔ حکومت اللہ کی ہے ملک اللہ کا ہے زمین اللہ کی ہے اور حکم اللہ کا ہے۔ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہ سیدھا دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

خواب کی تعبیر

جب یوسف علیہ السلام اپنی وعظ سے فارغ ہوئے تو ان دونوں کو خواب کی تعبیر بتائی۔ فرمایا تم میں سے ایک اپنے مالک کو شراب پلائے گا۔ اور رہا دوسرا تو اسے پھانسی دی جائے گی۔ یوسف علیہ السلام نے پہلے شخص سے کہا: میرا اپنے آقا سے تذکرہ کرنا دونوں شخص جیل سے نکلے پہلا بادشاہ کا ساقی بنا اور دوسرے کو پھانسی دے دی گئی۔ ساقی بھول ہی گیا کہ وہ یوسف علیہ السلام کا تذکرہ بادشاہ کے پاس کرتا۔ یوسف علیہ السلام جیل میں کئی سال رہے۔

بادشاہ کا خواب

مصر کے بادشاہ نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا۔ اس نے خواب میں سات موٹی تازی گائیں دیکھیں۔ ان گایوں کو سات سوکھی گائیں کھا رہی ہیں۔ بادشاہ نے سات سبز سٹے اور سات ہی خشک سٹے دیکھے۔ بادشاہ اس عجیب وغریب خواب سے ششدر رہ گیا اس نے اپنے ہم نشینوں سے خواب کی تعبیر پوچھی۔ انہوں نے کہا یہ کچھ بھی نہیں سونے والا بہت سی ایسی چیزیں دیکھتا ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ لیکن ساقی نے کہا نہیں میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بتاؤں گا۔ ساقی جیل گیا اور یوسف علیہ السلام

سے بادشاہ کے خواب کی تعبیر پوچھی۔ یوسف علیہ السلام سخی شریف اور اللہ کی مخلوق پر شفقت کرنے والے انسان تھے۔ آپ نے اسے خواب کی تعبیر بتا دی۔ کیونکہ یوسف علیہ السلام سخی اور شریف تھے بخل سے آشنا نہ تھے یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر اور تدبیر بتائی۔

فرمایا تم سات سال کھیتی باڑی کرو گے جو فصل تم کاشت کرو وہ سٹوں میں باقی رہنے دینا مگر تھوڑا سا اناج جو تم کھا لو گے۔ اس کے بعد ایک عام قحط پڑے گا تم وہ سب کچھ کھا لو گے جو تم نے جمع کیا ہوگا مگر تھوڑا سا باقی رہے گا۔ یہ قحط سات سال تک دراز ہوگا۔ اس کے بعد مدد آئے گی اور لوگ خوشحال ہو جائیں گے۔ ساقی گیا اور اس نے بادشاہ کو اس کے خواب کی تعبیر بتائی۔

بادشاہ کا پیغام یوسف علیہ السلام کے نام

جب بادشاہ نے خواب کی تعبیر اور تدبیر سنی تو بہت خوش ہوا۔ اس نے کہا یہ تعبیر بتانے والا کون ہے؟ بادشاہ نے کہا یہ شریف آدمی کون ہے جس نے ہماری خیر خواہی کی اور تدبیر بتائی؟ ساقی نے کہا یہ سچے یوسف علیہ السلام ہیں جس نے یہ خبر دی تھی کہ میں اپنے آقا بادشاہ کا ساقی بنوں گا۔ بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا۔ یوسف علیہ السلام کو پیغام بھیجا بادشاہ نے کہا: اسے میرے پاس لاؤ میں اس سے اپنی ذات کے لیے خاص کرلوں گا۔

یوسف علیہ السلام تفتیش کا مطالبہ کرتے ہیں

جب قاصد یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور ان سے عرض کی کہ بادشاہ سلامت آپ کو بلاتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام جیل سے یونہی نکلنے پر راضی نہ ہوئے۔ ان کے دل میں آیا کہ لوگ باتیں بنائیں گے یہ وہی یوسف ہے۔ جو کل جیل میں تھا اس نے عزیز مصر کی خیانت کی تھی۔ یوسف علیہ السلام بڑے خود دار اور غیرت مند تھے۔

یوسف علیہ السلام بڑے عقل منداور ذہین تھے۔ اگر یوسف علیہ السلام کی جگہ جیل میں کوئی اور ہوتا اور اس کے پاس بادشاہ کا کوئی قاصد آتا۔ بادشاہ کا قاصد اسے کہتا کہ بادشاہ سلامت تجھے بلاتے ہیں اور تیرا انتظار کرتے ہیں تو یہ شخص جیل کے دروازے کی جانب دوڑ کر جاتا اور باہر نکل جاتا لیکن یوسف علیہ السلام نے جلدی نہ کی۔ بلکہ بادشاہ کے قاصد سے کہا میں اپنے معاملے کی تحقیق چاہتا ہوں۔

بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کے بارے میں پوچھا۔ بادشاہ حقیقت جان گیا اور لوگ بھی جان گئے۔ کہ یوسف بے قصور ہے۔ یوسف علیہ السلام بری ہو کر جیل سے باہر آئے بادشاہ نے ان کی عزت وتکریم کی۔

زمین کے خزانوں پر

یوسف علیہ السلام جانتے تھے کہ لوگوں میں دیانتدار بہت کم رہ گئی ہے۔ یوسف علیہ السلام جانتے تھے کہ لوگوں میں خیانت بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ یوسف علیہ السلام دیکھ رہے تھے کہ لوگ اللہ کے اموال میں خیانت کرتے ہیں۔ وہ دیکھتے تھے کہ زمین میں بہت سے خزانے ہیں لیکن وہ برباد ہو رہے ہیں۔ اس لیے کہ دولت مند ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے نہیں۔ ان دولت مندوں کے کتے کھاتے ہیں اور لوگوں کو کھانے کے لیے کچھ میسر نہیں۔ ان کے گھر لباس پہنتے ہیں اور لوگوں کو کپڑا تک میسر نہیں جو وہ پہنیں۔ لوگوں کو زمین کے خزانوں سے فائدہ وہی شخص پہنچا سکتا ہے جو حفاظت کرنے اور جاننے والا ہو۔ جو نگہبان ہے اور جاننے والا نہیں وہ نہیں جانتا کہ زمین کے خزانے کہاں واقع ہیں وہ ان سے کیسے فائدہ اٹھائے گا؟

جو جاننے والا ہے اور محافظ نہیں وہ ان سے کھائے گا اور ان میں خیانت کرے گا۔ یوسف علیہ السلام حفاظت کرنے والے اور جاننے والے تھے۔ یوسف علیہ السلام یہ نہیں چاہتے تھے کہ دولت مندوں کو یونہی چھوڑ دیں کہ وہ لوگوں کے مال ہڑپ کرتے پھریں۔ یوسف علیہ السلام یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ وہ لوگوں کو اس حالت میں

دیکھیں کہ وہ بھوکے رہتے ہیں اور مر رہے ہیں۔ یوسف علیہ السلام حق بات کہنے سے شرماتے نہیں تھے۔ انہوں نے بادشاہ سے کہا: مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دیجئے بے شک میں حفاظت کرنے والا جاننے والا ہوں۔ اس طرح یوسف علیہ السلام مصر کے وزیر خزانہ بن گئے۔ لوگوں کو بہت آرام ملا اور انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

یوسف علیہ السلام کے بھائی آتے ہیں

مصر اور شام میں بھوک ناچ رہی تھی جیسا کہ یوسف علیہ السلام نے اطلاع دی تھی شام کے باشندوں اور یعقوب علیہ السلام نے سنا کہ مصر میں ایک رحم دل آدمی رہتا ہے مصر میں ایک سخی شریف شخص رہتا ہے وہ زمین کے خزانوں کا ذمے دار ہے۔ لوگ اس کے پاس جاتے تھے اور غلہ حاصل کیا کرتے تھے۔ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو مال دے کر مصر بھیجا تاکہ وہ غلہ لائیں۔ بنیامین اپنے والد کے پاس رہا اس لیے کہ یعقوب علیہ السلام اس سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ اس سے دور ہو یعقوب علیہ السلام اس کے بارے میں ڈرتے تھے جیسے کہ وہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں ڈرا کرتے تھے۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی اس کے پاس گئے لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ ان کا بھائی یوسف ہے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ وہی یوسف ہے جو کنویں میں تھا۔ ان کا خیال تھا کہ وہ تو مر چکا ہے۔ وہ کیسے نہ مرا ہوگا وہ تو کنویں میں تھا۔ وہ کنویں میں تھا اور کنواں بڑا گہرا تھا۔ کنواں جنگل میں تھا اور جنگل بڑا ڈراؤنا تھا۔ یہ رات کا وقت تھا اور رات بڑی تاریک تھی۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی آئے اور اس کے پاس اندر داخل ہوئے آپ نے انہیں پہچان لیا اور وہ اسے نہ پہچان سکے۔ انہوں نے یوسف علیہ السلام کو اجنبی جانا وہ اسے پہچانتے نہ تھے لیکن یوسف علیہ السلام نے ان کو اجنبی نہ جانا بلکہ انہیں پہچان لیا۔ یوسف علیہ السلام نے پہچان لیا کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اسے کنویں میں پھینکا تھا۔ بلاشبہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اسے قتل کر دینا چاہا تھا لیکن اللہ نے میری حفاظت کی۔ لیکن

یوسف علیہ السلام نے ان سے کچھ نہ کہا اور انہیں رسوا نہ کیا۔

یوسف علیہ السلام اور بھائیوں کے درمیان

یوسف علیہ السلام نے ان سے بات کی اور ان سے کہا: تم کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کنعان سے۔ آپ نے کہا تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم الصلوٰات والسلام۔ آپ نے کہا کیا تمہارا کوئی اور بھائی بھی ہے؟ انہوں نے کہا ہمارا ایک اور بھائی ہے اس کا نام بنیامین ہے۔ آپ نے کہا وہ تمہارے ساتھ کیوں نہیں آیا۔ انہوں نے کہا اس لیے کہ ہمارا والد اسے نہیں چھوڑتا اور وہ پسند نہیں کرتا کہ وہ اس سے دور جائے۔ آپ نے فرمایا وہ اسے کیوں نہیں چھوڑتا کیا وہ بہت چھوٹا سا لڑکا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں البتہ اس کا ایک بھائی یوسف ہوتا تھا وہ ایک مرتبہ ہمارے ساتھ گیا ہم جنگل میں گئے وہاں بھاگنے لگے یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تو اسے بھیڑیا کھا گیا۔ یوسف علیہ السلام اپنے دل میں مسکرائے لیکن انہوں نے کچھ نہ کہا: یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین سے ملنے کا شوق ظاہر کیا۔ اللہ نے چاہا کہ یعقوب علیہ السلام کا دوسری مرتبہ امتحان لے۔ یوسف علیہ السلام نے انہیں غلہ دینے کی اجازت دے دی لیکن ان سے یہ کہا باپ کی جانب سے تم اپنے بھائی کو میرے پاس لاؤ۔ دیکھو تمہیں آئندہ غلہ نہیں ملے گا جب تک تم اسے میرے پاس نہیں لاؤ گے۔ یوسف علیہ السلام نے ان کے مال کے بارے میں حکم دیا تو ان کے سامان میں رکھ دیا گیا۔

یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کے درمیان

وہ اپنے باپ کی طرف واپس آئے اور انہوں نے اسے صورت حال سے آگاہ کیا۔ انہوں نے آپ سے کہا ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیجو ورنہ بادشاہ کے ہاں ہمیں خیر نہیں ملے گی۔ انہوں نے یعقوب علیہ السلام سے بنیامین کا مطالبہ کر دیا اور کہا: ہم

اس کے محافظ ہوں گے۔ یعقوب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کیا اس کے بارے میں تم سے اسی طرح بے خوف ہو جاؤں جس طرح کہ اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارے میں تم سے مطمئن ہو گیا تھا۔ کیا تم یوسف کا قصہ بھول گئے ہو۔ کیا بنیامین کی تم اسی طرح حفاظت کرو گے جس طرح تم نے یوسف کی حفاظت کی تھی اللہ بہتر محافظ ہے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ انہوں نے اپنا مال اپنے سامان میں پایا تو باپ سے کہنے لگے۔ عزیز مصر ایک شریف آدمی ہے۔ دیکھیے اس نے ہمارا مال واپس کر دیا اور ہم سے قیمت بھی وصول نہیں کی۔ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے ہم اس کا حصہ بھی حاصل کریں گے۔ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں اسے اس وقت تک تمہارے ساتھ ہرگز نہیں روانہ کروں گا جب تک تم اللہ سے عہد نہیں کرو گے کہ تم اسے واپس لے کر آؤ گے۔ مگر یہ کہ تم پر کہیں غلبہ پا لیا جائے۔ انہوں نے اللہ سے عہد کیا اور یعقوب علیہ السلام نے کہا: جو ہم کہتے ہیں اس پر اللہ وکیل ہے۔ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا: اے میرے بیٹو تم ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ تم الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا۔

بنیامین یوسف علیہ السلام کے پاس

بھائی الگ الگ دروازوں سے داخل ہوئے جیسا کہ ان کے باپ نے انہیں حکم دیا تھا اور وہ یوسف علیہ السلام تک پہنچے۔ جب یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور اسے اپنے پاس گھر میں رکھا۔ یوسف علیہ السلام نے بنیامین سے کہا میں تیرا بھائی ہوں بنیامین کو یہ سن کر تسلی ہوئی۔ یوسف علیہ السلام بنیامین سے عرصہ دراز کے بعد ملے اس نے اپنے ماں باپ گھر اور بچپن کو یاد کیا۔ یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ بنیامین اس کے پاس ہی رہے اسے ہر روز دیکھے اس سے باتیں کرے اور اس سے اپنے گھر کے بارے میں پوچھے۔ لیکن اس کی کیا صورت ہو بنیامین تو کل واپس چلے جانے والا ہے؟ اس کی کیا صورت ہو بھائیوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ...

بنیامین کو اپنے ساتھ واپس لائیں گے؟ یوسف علیہ السلام کے لیے کیسے ممکن ہو کہ وہ بنیامین کو اپنے پاس بغیر کسی سبب کے رکھ لیں؟ لوگ کہیں گے عزیز مصر نے ایک کنعانی باشندے کو بغیر کسی سبب کے اپنے پاس روک لیا یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ لیکن یوسف علیہ السلام ذہین اور عقل مند تھے۔ یوسف علیہ السلام کے پاس ایک قیمتی برتن تھا وہ اس میں پانی پیتے تھے اس نے برتن بنیامین کے سامان میں رکھ دیا اور ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کر دیا سنو تم چور ہو۔ بھائیوں نے دیکھا اور کہا تمہارا کیا گم ہو گیا ہے؟

انہوں نے کہا ہم بادشاہ کا برتن گم پا رہے ہیں جو یہ برتن لائے گا اسے انعام میں ایک اونٹ کا بوجھ غلہ دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم تم جانتے ہو ہم یہاں اس لیے نہیں آئے کہ زمین میں فساد برپا کریں اور نہ ہم چور ہیں۔ انہوں نے کہا اس کی کیا سزا ہو اگر تم جھوٹے ہوئے؟ انہوں نے کہا سزا کے طور پر اسی شخص کو رکھ لیا جائے۔ جس کے سامان میں یہ برتن پایا جائے اسی طرح ہم ظالموں کو سزا دیتے ہیں۔ برتن بنیامین کے سامان سے نکلا بھائی شرمندہ ہوئے لیکن شرمساری کا اظہار کیے بغیر انہوں نے کہا: اگر بنیامین نے چوری کی ہے تو اس سے پہلے اس کے بھائی یوسف نے بھی چوری کی تھی۔ یوسف علیہ السلام نے یہ بہتان سنا تو خاموش رہے اور ناراض نہ ہوئے یوسف علیہ السلام شریف اور بردبار تھے۔ بھائیوں نے کہا بادشاہ سلامت اس کا ایک بوڑھا باپ ہے ہم میں سے کسی ایک کو پکڑ لیں ہمیں آپ حسن سلوک کا پیکر دکھائی دے رہے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی پناہ ہم تو اسی کو پکڑیں گے جس کے پاس سے ہمیں اپنا سامان ملا ورنہ ہم ظالم ٹھہریں گے۔ اس طرح بنیامین یوسف علیہ السلام کے پاس رہ گئے دونوں بھائی اکٹھے رہتے ہوئے بہت خوش ہوئے۔ یوسف علیہ السلام زمانہ دراز سے اکیلے تھے وہ اپنے خاندان کے کسی فرد کو دیکھ نہ پائے۔ اللہ بنیامین کو اس کے پاس لے آیا وہ اسے اپنے پاس بھلا کیوں نہ روکتے

اسے جی بھر کر دیکھتے اور اس سے باتیں کرتے کیا یہ ظلم ہے کہ ایک بھائی اپنے بھائی کے پاس رہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

یعقوب علیہ السلام کی طرف

بھائی پریشان ہوئے کہ وہ کیسے اپنے باپ کی طرف واپس جائیں؟ بھائیوں نے سوچا کہ وہ اپنے باپ سے کیا کہیں گے؟ انہوں نے کل یوسف کے بارے میں باپ کو گھبراہٹ میں مبتلا کیا تھا۔ کیا آج بنیامین کے بارے میں اسے گھبراہٹ میں مبتلا کریں گے۔ ان کے بڑے بھائی نے یعقوب علیہ السلام کے پاس جانے سے انکار کر دیا اور اس نے اپنے بھائیوں سے کہا: تم اپنے باپ کے پاس واپس جاؤ اور کہو ابا جان تیرے بیٹے نے چوری کی ہم نے تو وہی گواہی دی جس کا ہمیں علم تھا ہم غیب کے نگران نہیں ہیں۔ جب یعقوب علیہ السلام نے یہ قصہ سنا وہ جان گئے کہ اس میں اللہ کا ہاتھ ہے۔ اللہ اس کا امتحان لینے والے ہیں۔ کل یوسف کے بارے میں گھبراہٹ میں مبتلا کیا گیا اور آج بنیامین کے بارے میں گھبراہٹ میں مبتلا کیا جائے گا اللہ اس پر دو غم جمع نہیں کرے گا اللہ اسے دو بیٹوں کے بارے میں گھبراہٹ میں ہرگز مبتلا نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے یوسف علیہ السلام اور بنیامین جیسے دو بیٹوں کے بارے میں یقیناً گھبراہٹ میں مبتلا نہیں کرے گا۔ بلاشبہ اللہ کا اس میں پوشیدہ ہاتھ ہے۔ بلاشبہ اللہ اپنے بندوں سے امتحان لیتا ہے۔ پھر انہیں خوش کرتا ہے اور ان پر اپنا انعام کرتا ہے۔

بڑا بیٹا مصر میں ہی رہا اور اس نے واپس کنعان جانے سے انکار کر دیا۔

کیا تیسرے بیٹے کے بارے میں گھبراہٹ میں مبتلا کیا جائے گا جب کہ اس سے پہلے دو کے بارے میں گھبراہٹ میں مبتلا کیا گیا ایسا نہیں ہوگا۔ یعقوب علیہ السلام مطمئن ہوئے اور فرمایا: ہوسکتا ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے بے شک وہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

راز ظاہر ہوتا ہے

لیکن یعقوب علیہ السلام ایک انسان تھے ان کے سینے میں انسان کا دل تھا پتھر کا کوئی ٹکڑا نہیں تھا۔ انہوں نے یوسف کو یاد کیا اور ان کا غم تازہ ہو گیا اور فرمایا: ہائے افسوس میرا یوسف۔ یوسف علیہ السلام کے ماں جائے بیٹوں نے کہا تو یونہی یوسف کو یاد کرتا رہے گا یہاں تک اسی غم میں ہلاک ہو جائے گا۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا: میں اپنے غم واندوہ کا شکوہ اللہ کے حضور کرتا ہوں میں اللہ کے بارے میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ مایوس ہونا کفر ہے یعقوب علیہ السلام کو اللہ کے گھر میں بڑی امید تھی۔ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو مصر بھیجا تا کہ یوسف اور بنیامین کی تلاش کریں اور اس تلاش میں پوری محنت کریں۔ یعقوب علیہ السلام نے ان کو اس بات سے منع کیا کہ وہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں بھائی تیسری مرتبہ مصر گئے۔ یوسف علیہ السلام کے پاس اندر گئے اس کی خدمت میں اپنے فقر و فاقہ اور مصیبت کی شکایت کی اور اس سے فضل و کرم کی بھیک مانگی۔ یہاں یوسف علیہ السلام کے غم اور محبت نے جوش مارا اور وہ اپنے آپ پر قابو نہ پا سکے۔

میرے باپ کے بیٹے انبیاء کے بیٹے اپنے فقر و فاقہ اور مصیبت کا شکوہ ایک بادشاہ کی خدمت میں کر رہے ہیں۔ ان لوگوں سے یہ بات کب تک چھپی رہے گی؟ کب تک میں ان کی یہ حالت دیکھتا رہوں گا کب تک میں اپنے باپ کو نہیں دیکھ سکوں گا؟

یوسف علیہ السلام کو اپنے آپ پر قابو نہ رہا اور آپ نے ان سے کہا: کیا تم جانتے ہو جو تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا جب کہ تم جاہل تھے؟ بھائی جانتے تھے کہ یہ راز یوسف اور ہمارے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ وہ جان گئے کہ یہی یوسف ہے۔ کہنے لگے سبحان اللہ کیا یوسف زندہ ہے؟ کیا وہ کنویں میں نہیں مرا؟ ارے کیا یوسف آج عزیز مصر ہے؟ وہ زمین کے خزانوں کا ذمے دار ہے؟ کیا وہی ہمارے بیچ غلہ کا حکم دیتا ہے؟ کیا اب کوئی ان کے پاس شک رہ گیا کہ جس سے وہ باتیں کرر

تو یوسف بن یعقوب ہے؟ انہوں نے کہا کیا تو یوسف ہے۔

فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے ہم پر اللہ نے احسان کیا حقیقت یہ ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر ترجیح دی ہے ہم خطا کار تھے۔ یوسف علیہ السلام نے ان کے کرتوت پر انہیں ملامت نہیں کی بلکہ کہا: اللہ تمہیں معاف کرے وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجتے ہیں

یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام سے ملاقات کا شوق ظاہر کیا وہ بھلا کیسے شوق نہ کرتے جدائی بڑی طویل ہو چکی تھی۔ وہ اب کیسے صبر کریں جب کہ بھید ظاہر ہو چکا ہے۔ اسے کھانا پینا کیسے اچھا لگے جب کہ اس کے باپ کو نہ کچھ پینا اچھا لگتا ہے نہ کھانا اور نہ ہی سونا۔ بھید کھل گیا راز ظاہر ہو گیا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ یعقوب علیہ السلام زیادہ رونے اور غم کی وجہ سے اندھے ہو چکے تھے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا: یہ میری قمیص لے جاؤ اسے میرے ابا جان کے چہرے پر ڈالنا ان کی نظر لوٹ آئے گی تم اپنے تمام گھر والوں کو میرے پاس لے کر آنا۔

یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے پاس

جب آدمی یوسف علیہ السلام کی قمیص لے کر کنعان کی طرف چلے یعقوب علیہ السلام نے یوسف کی خوشبو محسوس کی اور فرمایا میں یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ بیٹوں نے کہا اللہ کی قسم تو پرانی گمراہی میں مبتلا ہے۔ لیکن یعقوب علیہ السلام سچے تھے جب خوشخبری دینے والا آیا اس نے قمیص کو اس کے چہرے پر ڈالا تو نظر لوٹ آئی آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں نہیں کہتا تھا کہ میں اللہ کے بارے میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ انہوں نے کہا ابا جان ہمارے لیے ہمارے گناہوں کی معافی طلب کریں بے

شک ہم خطا کار تھے آپ نے فرمایا میں عنقریب تمہارے لیے اپنے رب سے معافی طلب کروں گا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔
جب یعقوب علیہ السلام مصر پہنچے یوسف علیہ السلام نے ان کا استقبال کیا ان دونوں کی خوشی کے بارے میں مت پوچھئے۔ مصر میں یہ دن یادگار تھا اور یہ دن بڑا مبارک تھا۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور وہ سب یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا: یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے اللہ نے اسے سچ کر دکھایا۔ میں نے گیارہ ستارے سورج اور چاند کو دیکھا تھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں یوسف علیہ السلام نے اللہ کی بہت حمد وثنا بیان کی۔ یوسف علیہ السلام نے اللہ کا بہت شکر ادا کیا۔ یعقوب علیہ السلام اور ان کا خاندان عرصہ دراز تک مصر میں رہے یعقوب علیہ السلام اور ان کی بیوی مصر میں فوت ہوئے۔

بہتر انجام

اس بڑی سلطنت نے یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں کیا اور نہ ہی ان میں کوئی تبدیلی پیدا کی۔ یوسف علیہ السلام اللہ کو یاد کیا کرتے تھے اس کی عبادت کیا کرتے تھے اور اس سے ڈرتے تھے۔ یوسف علیہ السلام اللہ کے حکم کے مطابق حکم دیتے اور اللہ کے احکامات کو نافذ کیا کرتے تھے۔ یوسف علیہ السلام سلطنت کو کوئی زیادہ اہمیت نہیں دیا کرتے تھے اور نہ اسے کوئی بڑی چیز شمار کرتے تھے۔ یوسف علیہ السلام یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ بادشاہ کی موت مریں اور انہیں قیامت کے دن بادشاہوں کے ساتھ اٹھایا جائے۔ بلکہ وہ ایک غلام کی موت مرنا پسند کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ انہیں نیک لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائے۔ یوسف علیہ السلام کی یہ دعا ہوا کرتی تھی۔ میرے رب تو نے مجھے سلطنت عطا کی اور باتوں کی تعبیر کا علم عطا کیا آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے تو میرا دنیا اور آخرت میں کارساز ہے مجھے مسلمان مارنا اور نیکوں کے ساتھ ملانا۔ اللہ نے اسے مسلمان مارا اور اسے اپنے باپ

دادا ابراہیم اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے ساتھ ملا دیا۔ درود وسلام ہو ان پر اور ہمارے نبی کریم ﷺ پر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت نوح علیہ السلام

کشتی نوح

آدم علیہ السلام کے بعد

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے برکت دی' اس میں بہت سے مرد اور عورتیں ہوئیں' آدم علیہ السلام کی اولاد پھیل گئی اور تعداد میں بہت بڑھ گئی۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام آج واپس آئیں اور اپنی اولاد کو دیکھیں تو پہچان نہ سکیں۔ اگر ان سے یہ کہا جائے کہ اے آدم یہ تیری اولاد ہے تو وہ بہت زیادہ حیران رہ جائیں۔ اور فرمائیں سبحان اللہ کیا یہ ساری میری اولاد ہے؟ کیا یہ ساری میری پود ہے؟ اولاد آدم علیہ السلام کی بہت بستیاں تھیں۔ انہوں نے اپنے لئے بہت سے گھر بنا لیے۔ وہ زمین میں ہل چلاتے کھیتی باڑی کرتے اور زندگی بسر کرتے تھے۔ لوگ آدم علیہ السلام کے دین پر گامزن تھے وہ اللہ کی عبادت کرتے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔ لوگ صرف ایک ہی امت تھے ان کا باپ آدم اور ان کا رب اللہ تھا۔

شیطان کا حسد

لیکن ابلیس اور اس کی پود اس سے کیسے خوش ہوتی؟ کیا لوگ اللہ کی عبادت کرتے رہیں گے؟ کیا لوگ ایک ہی امت رہیں گے آپس میں جدا جدا نہیں ہوں گے؟ یہ نہیں ہوسکتا!! یہ نہیں ہوسکتا!! کیا آدم کی اولاد جنت میں داخل ہوگی اور ابلیس کی اولاد جہنم رسید ہوگی؟ یہ نہیں ہوسکتا! یہ نہیں ہوسکتا! ابلیس نے آدم کو سجدہ نہ کیا تو اللہ نے اسے دھتکار دیا' اور اسے ملعون قرار دے دیا۔ کیا وہ آدم کی اولاد سے انتقام نہیں لے گا؟ تا کہ وہ بھی اس کے ساتھ جہنم میں داخل ہو۔ یہ ہر صورت ہو کے رہے گا یہ ہر صورت ہو کے رہے گا!

شیطان کی سوچ

شیطان نے دیکھا کہ لوگوں کو بتوں کی عبادت کی طرف بلائے تا کہ وہ جہنم میں داخل

ہوں اور جنت میں کبھی بھی داخل نہ ہوسکیں۔ شیطان جانتا تھا کہ اللہ شرک کو معاف نہیں کرے گا اور ہر چیز کو معاف کردے گا جب وہ چاہے گا۔ شیطان نے ارادہ کیا کہ انہیں شرک کی طرف دعوت دے تاکہ وہ جنت میں کبھی بھی داخل نہ ہوسکیں۔ لیکن اس کا کیا طریقہ ہو لوگ تو اللہ کی عبادت کرتے ہیں؟ اگر وہ لوگوں کی طرف جائے اور ان سے کہے' بتوں کی عبادت کرو اللہ کی عبادت نہ کرو تو لوگ اسے گالی دیں گے' اور اس کی پٹائی کریں گے۔ لوگ کہیں گے: اللہ کی پناہ کیا ہم اپنے رب کے ساتھ شرک کریں؟ کیا ہم بتوں کی پوجا کریں؟ بلاشبہ تو ایک شیطان مردود ہے! تو شیطان پلید ہے!

شیطان کا داؤ

شیطان نے ایک دروازہ پایا جس کے ذریعے وہ لوگوں کے سروں میں داخل ہوسکتا تھا۔ کچھ اشخاص اللہ سے ڈرتے تھے اور رات دن اس کی عبادت کیا کرتے تھے اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کیا کرتے تھے۔ وہ اللہ سے محبت کرتے تھے' اور اللہ ان سے محبت کرتا تھا اور ان کی دعائیں قبول کرتا تھا۔ لوگ ان اشخاص سے محبت کرتے تھے اور تعظیم بجا لاتے تھے۔ شیطان اس صورت حال سے اچھی طرح واقف تھا۔ یہ اللہ والے اشخاص فوت ہوگئے اور اللہ کی رحمت کی طرف منتقل ہوگئے۔ شیطان لوگوں کے پاس گیا اور اس نے ان اشخاص کا تذکرہ کیا۔ اور کہا: تم میں فلاں' فلاں' فلاں شخص کیسے تھے؟ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! وہ اللہ کے بندے اور اس کے اولیاء تھے' جب وہ دعا کرتے تو اللہ ان کی دعائیں قبول کرتا' جب اس سے مانگتے تو وہ ان کو عطا کرتا۔

نیک لوگوں کی تصویریں

شیطان نے کہا ان کے بارے میں تم کس قدر غمگین ہو؟ انہوں نے کہا: بڑے ہم بڑے ہی غمزدہ ہیں۔ اس نے کہا ان کی طرف تمہارے ذوق وشوق کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: بہت ہی زیادہ! شیطان نے کہا کیا تم ان کو ہر روز نہیں دیکھتے ہو؟ لوگوں نے کہا

یہ کیسے ہو سکتا ہے وہ تو مر چکے ہیں؟ شیطان نے کہا ان کی تصوریں بنا لو! ہر صبح ان تصویروں کو دیکھا کرو۔ لوگوں کو ابلیس کی یہ رائے پسند آئی۔ تو انہوں نے نیک لوگوں کی تصویریں بنا لیں۔ وہ ان تصویروں کو ہر روز دیکھا کرتے تھے۔ جب بھی انہیں دیکھتے تو نیک لوگوں کو یاد کرتے۔

تصویروں سے مجسموں کی طرف

وہ لوگ تصویروں سے مجسموں کی طرف منتقل ہوئے۔ انہوں نے نیک لوگوں کے بہت زیادہ مجسمے بنا لئے؟ اور انہیں اپنے گھروں اور مسجدوں میں رکھ دیا۔ وہ اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ نیک لوگوں کی مجسمے ہیں۔ یہ صرف پتھر ہیں' جو نہ انہیں فائدہ دے سکتے ہیں۔ اور نہ ہی ان کو روزی دے سکتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ انہیں بابرکت جانتے تھے۔ اور ان کی تعظیم کیا کرتے تھے اس لئے کہ یہ نیک لوگوں کے مجسمے تھے۔ ان لوگوں میں یہ مجسمے بہت زیادہ ہو گئے اور ان کی تعظیم میں اضافہ ہوا۔ جب بھی ان میں کوئی نیک آدمی مر جاتا تو وہ اس کا مجسمہ بنا دیتے اور اس کا وہی نام رکھ دیتے جو اس آدمی کا ہوتا۔

مجسموں سے بتوں کی طرف

یہ لوگ گذر گئے' اولاد نے اپنے باپ دادا کو دیکھا کہ وہ ان مجسموں کو بابرکت خیال کرتے تھے اور انہوں نے اپنے باپ دادا کو دیکھا کہ وہ ان کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے۔ اولاد انہیں دیکھا کرتی تھی کہ وہ ان مجسموں کو چومتے ہیں' ان کو پیار سے ہاتھ لگاتے ہیں اور ان کے پاس دعا کرتے ہیں۔ وہ انہیں دیکھا کرتے تھے کہ وہ ان کے پاس اپنے سر جھکاتے ہیں اور رکوع کرتے ہیں۔ اولاد نے باپ دادا سے ایک قدم آگے بڑھایا' وہ انہیں سجدے کرنے لگے۔ ان سے مانگنے لگے اور ان کے لئے جانور ذبح کرنے لگے۔ اس طرح یہ بت معبود بن گئے' لوگ ان کی عبادت کرنے

لگے جیسے کہ اس سے پہلے اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ یہ معبودان میں بہت زیادہ ہو گئے۔ یہ ود ہے' وہ سواع ہے' یہ یغوث ہے۔ وہ یعوق ہے اور یہ نسر ہے۔

اللہ کی ناراضگی

اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر بہت زیادہ ناراض ہوئے اور ان پر لعنت بھیجی۔ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ناراض کیوں نہ ہوتے اور ان پر لعنت کیوں نہ بھیجتے؟ کیا اس لئے انہیں پیدا کیا تھا؟ کیا اس لئے وہ انہیں رزق دیتا ہے؟ وہ اللہ کی زمین پر چلتے ہیں اور اللہ کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرتے ہیں! وہ اللہ کا رزق کھاتے ہیں اور اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں! بے شک یہ بہت بڑا ظلم ہے! بے شک یہ بہت بڑا ظلم ہے! اللہ تعالیٰ لوگوں پر ناراض ہوئے' اس نے بارش روک لی' اور ان پر حالات تنگ کر دیے۔ کھیتی باڑی کم ہو گئی' پیداوار کم ہو گئی۔ لیکن لوگ نہ سمجھے' اور لوگوں نے توبہ نہ کی۔

پیغمبر

اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجے وہ ان سے بات کرے اور انہیں نصیحت کرے۔ اللہ ایک ایک سے بات نہیں کرتا' اللہ ہر کسی سے مخاطب نہیں ہوتا' کہ وہ اسے کہے تم اس طرح کرو' تم اس طرح کرو' بادشاہ ایک ایک سے بات نہیں کیا کرتے۔ بادشاہ ہر ایک کے پاس نہیں جاتے کہ وہ اسے کہیں تم اس طرح کرو۔ تم اس طرح کرو۔ بادشاہ انسانوں کی طرح انسان ہیں ہر کوئی قدرت رکھتا ہے کہ انہیں دیکھے اور ان کی بات سنے' اور کوئی بھی اس بات کی قدرت نہیں رکھتا کہ وہ اللہ کو دیکھے' اس کی بات سنے اور اس سے باتیں کرے' کوئی بھی اس عمل پر قدرت نہیں رکھتا' مگر اللہ جس سے چاہے اور جب چاہے۔ اللہ نے ارادہ کیا کہ لوگوں کی طرف ایک رسول بھیجے وہ ان سے باتیں کرے اور انہیں نصیحت کرے۔

انسان یا فرشتہ

اللہ نے چاہا کہ رسول انسان ہو' اور وہ لوگوں میں سے ایک ہو' لوگ اسے پہچانتے ہوں اور اس کی بات سمجھتے ہوں۔ اگر رسول فرشتہ ہو تو لوگ کہیں گے: ہمارا اس کا کیا واسطہ؟ وہ فرشتہ ہے اور ہم انسان ہیں! ہم کھاتے پیتے ہیں' ہمارا خاندان ہے اور ہماری اولاد ہے۔ ہم اللہ کی عبادت کیسے کریں؟ جب رسول انسان ہو گا وہ کہے گا میں کھاتا پیتا ہوں' میرا خاندان اور اولاد ہے میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں تو تم اللہ کی عبادت کیوں نہیں کرتے؟ اگر رسول فرشتہ ہو گا تو لوگ کہیں گے: تجھے پیاس نہیں لگتی اور نہ ہی بھوک تو بیمار نہیں ہوتا اور نہ ہی تجھے موت آئے گی تو اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اسے ہمیشہ یاد کرتا ہے۔ ہم انسان ہیں ہمیں پیاس لگتی ہے اور بھوک بھی' ہم بیمار ہوتے ہیں اور ہم مریں گے بھی تو ہم اللہ کی عبادت کیسے کریں؟ اور اس کا ذکر ہمیشہ کیسے کریں؟ جب رسول انسان ہو گا' وہ کہے گا: میں تم جیسا ہوں مجھے پیاس لگتی ہے اور بھوک بھی' میں بیمار ہوتا ہوں اور مجھے موت بھی آئے گی میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں اور اسے یاد کرتا ہوں تو تم اللہ کی عبادت کیوں نہیں کرتے اور اسے یاد کیوں نہیں کرتے؟ لوگوں کی بات کٹ جائے گی اور وہ کوئی عذر نہیں پائیں گے۔

نوح پیغمبر

اللہ نے ارادہ کیا کہ نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے۔ قوم میں بہت سے سرمایا دار اور دولت مند لوگ تھے' لیکن اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو اپنی پیغام رسانی کے لئے پسند کیا' اور ان لوگوں میں سے کسی کو بھی پسند نہ کیا۔ اللہ جانتا ہے کہ اس کی پیغام رسانی کا بوجھ کون اٹھا سکتا ہے؟ اور اللہ جانتا ہے کہ اس کی امانت کا حق کون ادا کر سکتا ہے؟ نوح علیہ السلام ایک نیک اور شریف انسان تھے' اور نوح علیہ السلام ایک عقل مند اور بردبار انسان تھے۔ نوح علیہ السلام ایک خیر خواہ

اور شفیق انسان تھے' نوح علیہ السلام ایک سچے اور دیانتدار انسان تھے' اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو اپنی پیغام رسانی کے لئے پسند کیا اور اس کی طرف وحی کی کہ تم اپنی قوم کو ڈراؤ پہلے اس سے کہ ان کے پاس دردناک عذاب آئے۔ نوح علیہ السلام اپنی قوم میں کھڑے ہوئے اور لوگوں سے کہنے لگے۔ (میں تمہارے لئے ایک دیانتدار پیغمبر ہوں)

قوم نے اسے کیا جواب دیا؟

جب نوح علیہ السلام اپنی قوم میں کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: (میں تمہارے لئے دیانت دار پیغمبر ہوں) چند لوگ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یہ کب نبی بن گیا؟ کل کی بات ہے کہ یہ ہم میں سے ایک عام شخص تھا آج یہ کہتا ہے کہ میں تمہاری طرف اللہ کا پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہوں! نوح علیہ السلام کے دوستوں نے کہا: بچپن میں یہ ہمارے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ ہر روز ہمارے ساتھ بیٹھتا تھا' نبوت اس کے پاس کب آ گئی؟ رات کو یا دن کو؟ دولت مندوں اور متکبروں نے کہا: کیا اللہ کو اس کے علاوہ کوئی نہیں ملا؟ کیا سبھی لوگ مر گئے' کیا پوری قوم میں پیغمبری کے لئے ایک فقیر و محتاج ہی ملا؟ جاہلوں نے کہا: (یہ تو تم جیسا ایک انسان ہے) اور انہوں نے کہا: اگر اللہ چاہتا تو فرشتے اتار دیتا ہم نے یہ بات اپنے پہلے باپ دادا میں نہیں دیکھی۔ چند لوگوں نے کہا نوح یہ چاہتا ہے کہ اس طریقے سے حکومت اور چودھراہٹ حاصل کرے۔

نوح علیہ السلام اور قوم کے درمیان

لوگوں کا خیال تھا کہ بتوں کی عبادت برحق ہے اور بتوں کی عبادت ہی دانشمندی ہے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ جو بتوں کی عبادت نہیں کرتا وہ گمراہی اور حماقت میں مبتلا ہے۔ وہ کہا کرتے تھے: ہمارے باپ دادا بتوں کی عبادت کرتے تھے ہم ان کی عبادت کیوں نہ کریں؟ نوح علیہ السلام کی یہ رائے تھی کہ بتوں کی عبادت گمراہی

ہے' اور بلا شبہ بتوں کی عبادت حماقت ہے۔ نوح علیہ السلام کی رائے تھی کہ باپ دادا گمراہی اور حماقت میں مبتلا تھے' اور آدم علیہ السلام باپوں کے باپ بتوں کی عبادت نہیں کیا کرتے تھے' بلکہ وہ اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ قوم گمراہی اور حماقت میں مبتلا ہے جبکہ یہ پتھروں کی پوجا کرتی ہے یہ لوگ اللہ کی عبادت نہیں کرتے جس نے انہیں پیدا کیا۔ نوح علیہ السلام قوم میں کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے فرمانے لگے:

''اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارا اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں میں تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں'' اس کی قوم کے سرداروں نے کہا ہم تجھے کھلی گمراہی میں دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا اے میری قوم میں گمراہ نہیں۔ میں جہانوں کے رب کا پیغام رساں ہوں تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ کی جانب سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے''

کمینوں نے تیری پیروی کی

نوح علیہ السلام نے بہت کوشش کی کہ اس کی قوم ایمان لے آئے وہ اللہ کی عبادت کرے اور بتوں کو چھوڑ دے۔ لیکن نوح علیہ السلام کی قوم کے چند افراد کے سوا کوئی اس پر ایمان نہ لایا۔ نوح علیہ السلام پر چند وہی افراد ایمان لائے جو اپنے ہاتھوں سے کماتے اور حلال روزی کھاتے تھے۔ رہے آپ کی قوم کے دولت مند انہیں ان کے تکبر نے روکا کہ وہ نوح علیہ السلام کی اطاعت کریں۔ ان کے مال اور اولاد نے انہیں غافل کر دیا کہ وہ آخرت کے بارے میں سوچیں۔ وہ کہا کرتے تھے ہم چودھری ہیں۔ یہ لوگ کمینے ہیں۔ جب نوح علیہ السلام نے ان کو اللہ کی طرف دعوت دی تو انہوں نے کہا: ''کیا ہم تجھ پر ایمان لائیں تیری تو کمینوں نے پیروی کی ہے''؟ انہوں نے نوح علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ وہ ان مسکینوں کو دھتکار دے۔ لیکن نوح علیہ السلام نے انکار کر دیا اور فرمایا: ''میں مومنوں کو دھتکارنے والا نہیں'' میرا دروازہ کسی بادشاہ کا دروازہ نہیں'' میں تو ایک واضح طور پر ڈرانے والا ہوں''

نوح علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ مساکین مخلص مومن ہیں۔ اللہ ناراض ہو جائے گا اگر اس نے مساکین کو دھتکار دیا' تب اللہ اس کی مدد نہیں کرے گا۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا: ''اے میری قوم اگر میں نے انہیں دھتکار دیا تو اللہ کی جانب سے کون میری مدد کرے گا''

دولتمندوں کی دلیل

دولت مندوں نے کہا جس کی طرف نوح دعوت دیتا ہے وہ کوئی حق نہیں اور نہ ہی کوئی بھلائی ہے۔ بھلا کیوں؟ کیونکہ ہمارا تجربہ ہے کہ ہم ہر بھلائی میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ ہمارے لئے ہر قسم کا عمدہ کھانا ہے' ہمارے لئے ہر قسم کا خوبصورت لباس ہے لوگ ہر چیز میں ہمارے پیروکار ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ خیر و بھلائی ہمیں چھوڑتی نہیں اور نہ ہی شہر میں وہ ہمیں چھوڑ کر آگے بڑھتی ہے۔ اگر یہ دین خیر و بھلائی ہوتا تو ان بیچارے مساکین سے پہلے ہمارے پاس آتا'' اگر یہ دین بہتر ہوتا تو یہ لوگ ہم سے اس دین کی طرف سبقت نہ لے جاتے''

نوح علیہ السلام کی دعوت

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دی اور نصیحت کرنے میں بڑی محنت کی۔ ''فرمایا: اے میری قوم میں تمہارے لئے واضح طور پر ڈرانے والا ہوں' اللہ کی عبادت کرو' اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو' اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہیں ایک مقرر وقت کے لئے مہلت دے گا بے شک اللہ کا مقرر کردہ وقت جب آ جاتا ہے تو اس میں تاخیر نہیں کی جاتی کاش کہ تم جانتے ہوتے'' اللہ نے ان سے بارش کو روک لیا' اور ان پر ناراض ہوا' کھیتی باڑی کم ہو گئی' اور پیداوار کم ہو گئی۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا: اے میری قوم اگر تم ایمان لے آؤ' اللہ تم سے راضی ہو جائے گا اور یہ عذاب ٹل جائے گا۔ وہ تم پر بارشیں نازل کرے گا اور تمہارے رزق اور اولاد میں

برکت دے گا۔ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف دعوت دی اور ان سے کہا کیا تم اللہ کو جانتے نہیں ہو؟ یہ اللہ کی نشانیاں تمہارے اردگرد پھیلی ہوئی نہیں ہیں کیا تم ان کی طرف دیکھتے نہیں ہو؟ کیا تم آسمان اور زمین کی طرف دیکھتے نہیں ہو؟ کیا تم سورج اور چاند کی طرف دیکھتے نہیں ہو؟ آسمانوں کو کس نے پیدا کیا؟ اور ان میں چاند کو روشن کس نے کیا؟ اور سورج کو چراغ کس نے بنایا؟ تمہیں کس نے پیدا کیا؟ زمین کو تمہارے لئے بچھونا کس نے بنایا؟ لیکن نوح علیہ السلام کی قوم نہ سمجھی! اور نوح علیہ السلام کی قوم ایمان نہ لائی۔ بلکہ نوح علیہ السلام جب بھی انہیں اللہ کی طرف دعوت دیتے وہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیتے۔ بھلا وہ شخص کیسے سمجھ سکتا ہے جو سنتا ہی نہیں ہے؟ اور وہ شخص کیسے سن سکتا ہے جو سننے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا؟

نوح علیہ السلام کی دعا

نوح علیہ السلام نے بہت کوشش کی اور عرصہ دراز تک اپنی قوم کو دعوت دیتے رہے۔ نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ساڑھے نوسو سال رہے انہیں اللہ کی طرف دعوت دیتے رہے۔ لیکن نوح علیہ السلام کی قوم ایمان نہ لائی۔ انہوں نے بتوں کی عبادت نہ چھوڑی اور اللہ کی طرف نہ لوٹے۔ نوح علیہ السلام کب تک انتظار کرتے؟ کب تک وہ ملک کی بربادی دیکھتے؟ کب تک وہ دیکھتے کہ پتھر کی پوجا کی جاتی ہے؟ کب تک وہ دیکھتے کہ لوگ اللہ کا رزق کھاتے ہیں اور غیر کی عبادت کرتے ہیں؟ نوح علیہ السلام ناراض کیوں نہ ہوتے؟ اس لئے کہ انہوں نے ایسا صبر کیا کہ ان جیسا کسی نے صبر نہیں کیا؟ ساڑھے نوسو سال اللہ اکبر' اللہ اکبر۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی طرف یہ وحی کی: ''آپ کی قوم سے ہرگز کوئی ایمان نہیں لائے گا سوائے اس کے جو ایمان لا چکے'' نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا جب انہیں نوح علیہ السلام نے دوسری مرتبہ دعوت دی۔ ''اے نوح تو نے ہمارے ساتھ جھگڑا کیا اور تو نے ہمارے ساتھ بہت ہی جھگڑا کیا تو لے آ جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو اگر تم سچوں میں سے ہو''

نوح علیہ السلام اللہ کے لئے ناراض ہوئے اور ان لوگوں سے مایوس ہوئے اور کہا:

''الٰہی! روئے زمین پر کسی ایک کافر کو نہ چھوڑ''

کشتی

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی دعا کو قبول کر لیا اور ارادہ کر لیا کہ اس کی قوم کو غرق کر دے۔ لیکن ایسے ہی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ نوح اور اس کی قوم بچ جائے تو نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایک بڑی کشتی بنائے۔ قوم نے اسے اس مشغلے میں دیکھا تو انہیں ایک شغل مل گیا۔ لوگ نوح علیہ السلام سے مذاق کرنے لگے۔ اے نوح یہ کیا ہو رہا ہے؟ تم بڑھئی کب سے بن گئے۔؟ کیا ہم تجھے نہیں کہا کرتے تھے کہ ان کمینوں کے پاس نہ بیٹھا کرو۔ لیکن تم نے ہماری بات نہ سنی' تم بڑھئیوں اور لوہاروں کے پاس بیٹھے تو بڑھئی بن گئے! اے نوح یہ کشتی کہاں چلے گی؟ تیرا ہر کام ہی عجیب ہے۔ کیا یہ کشتی ریت پہ چلے گی یا پہاڑ پہ چڑھے گی؟ سمندر تو یہاں سے بہت دور ہے۔ کیا جن اسے اٹھا لے جائے گا یا بیل اسے کھینچ کر لے جائیں گے؟ نوح علیہ السلام یہ سب کچھ سنتے اور صبر کرتے' اس سے بھی زیادہ تلخ ترش سنا پھر بھی صبر کیا۔! لیکن کبھی کبھی آپ انہیں یہ بات کہا کرتے تھے۔ اگر تم ہم سے مذاق کرتے ہو تو ہم بھی تم سے مذاق کریں گے جیسا کہ تم مذاق کرتے ہو''

طوفان

اللہ کا وعدہ آ گیا اللہ کی پناہ! آسمان سے لگاتار بارش برسی یہاں تک کہ آسمان چھلنی بن گیا جو پانی کو روک نہیں سکتی۔ پانی زمین سے پھوٹا اور بہہ نکلا یہاں تک کہ اس نے لوگوں کو ہر طرف سے گھیرے میں لے لیا۔ اللہ نے نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ ''اپنے ساتھ ہر اس کو لے لو جو تیری قوم اور خاندان سے تیرے ساتھ ایمان لایا۔'' اللہ نے نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی اپنے ساتھ ہر جانور اور

پرندے کا جوڑا لے لیں یعنی نر اور مادہ۔ اس لئے کہ طوفان عام ہو گا اس سے نہ کوئی انسان بچ سکے گا اور نہ ہی کوئی جانور۔ نوح علیہ السلام نے اسی طرح کیا۔ آپ کے ہمراہ کشتی میں ہر وہ شخص تھا جو قوم سے آپ پر ایمان لایا۔ ہر قسم کے جانور اور پرندے کا جوڑا بھی تھا۔ کشتی ان کو اپنے ہمراہ لے کر پہاڑ جیسی موج میں لے کر چل پڑی۔ قوم ہر اونچی جگہ اور ہر ٹیلے پر اللہ کے عذاب سے بچنے کی خاطر چڑھ دوڑی۔ لیکن آج اللہ کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں۔

نوح علیہ السلام کا بیٹا

نوح علیہ السلام کا بیٹا کافروں کے ساتھ تھا۔ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو طوفان میں دیکھا تو فرمایا! ''میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ رہو'' اس نے کہا: میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا وہ مجھے پانی سے بچا لے گا'' ''آپ نے فرمایا: آج اللہ کے حکم سے وہی بچ سکے گا جس پر اس نے رحم کیا۔ ان دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی تو وہ غرق ہونے والوں میں سے تھا۔ نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کے بارے میں غمگین ہوئے بھلا وہ کیسے غمگین نہ ہوتے آخر وہ اس کا بیٹا ہے۔ نوح علیہ السلام نے چاہا کہ اس کا بیٹا قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بچ جائے جبکہ وہ کل پانی سے نہیں بچ سکا۔ بلاشبہ آگ پانی سے زیادہ سخت ہوتی ہے۔ کیا اللہ نے نوح علیہ السلام سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ وہ اس کے خاندان کو بچا لے گا؟ کیوں نہیں اللہ کا وعدہ برحق ہے۔ نوح علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ اللہ کے حضور اپنے بیٹے کی سفارش کرے۔

یہ تیرے خاندان سے نہیں

''نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا اور کہا میرا بیٹا میرے خاندان سے ہے تیرا وعدہ برحق ہے اور تو سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہے'' لیکن اللہ خاندانوں

کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔ اللہ مشرکوں کے بارے میں سفارش قبول نہیں کرتا۔ مشرک نبی کا خاندان نہیں ہوتا اگرچہ وہ اس کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو اس بات پر تنبیہ کی اور فرمایا: اے نوح وہ تیرے خاندان میں سے نہیں اس کا عمل نیک نہیں مجھ سے سوال نہ کرنا جس کا تجھے علم نہیں میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں تم نادان نہ رہ جانا'' نوح علیہ السلام محتاط ہو گئے اور اللہ سے توبہ کی اور عرض کیا میرے رب میں تیرے حضور پناہ چاہتا ہوں۔ کہ میں تجھ سے وہ کچھ مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اگر تو نے مجھے نہ بخشا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا''

طوفان کے بعد

جب وہ کچھ ہو گیا جس کا اللہ نے ارادہ کیا تھا کافر غرق ہو گئے آسمان ختم گیا اور پانی اتر گیا۔ کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی'' ''اور یہ کہہ دیا گیا ہلاکت ہو ظالم قوم کے لئے'' کہا گیا اے نوح سلامتی کے ساتھ اتر جاؤ۔ نوح علیہ السلام اترے اور کشتی والے اترے اور خشکی پر سلامتی کے ساتھ چلنے لگے۔ نوح علیہ السلام کی قوم کے کافر ہلاک ہو گئے اور آسمان وزمین ان پر نہ روئے۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی اولاد میں برکت عطا کی وہ زمین پر پھیل گئی اور زمین بھر گئی۔ ان میں بہت سی قومیں ہوئیں ان میں بہت سی انبیاء اور بادشاہ ہوئے۔ جہانوں میں نوح علیہ السلام پر سلامتی ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ھود علیہ السلام

⌘ تیز آندھی

١- نوح علیہ السلام کے بعد
٢- عاد کی ناشکری
٣- عاد کی دشمنی
٤- عاد کے محلات
٥- ھود پیغمبر
٦- ھود علیہ السلام کی دعوت
٧- قوم کا جواب
٨- ھود علیہ السلام کی دانائی
٩- ھود علیہ السلام کی ایمان
١٠- عاد کی ضد
١١- عذاب

نوح علیہ السلام کے بعد

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی اولاد میں برکت عطاء کی تو وہ زمین میں پھیل گئی اس میں سے ایک قوم ہوئی جسے عاد کہا جاتا تھا۔ وہ بڑے طاقت ور لوگ تھے گویا کہ ان کے جسم لوہے کے بنے ہوئے تھے وہ ہر چیز پر غلبہ پالیتے اور کوئی ان پر غلبہ نہ پا سکتا۔ وہ کسی سے نہ ڈرتے اور ہر کوئی ان سے ڈرتا۔ اللہ نے عاد کے لئے ہر چیز میں برکت ڈال دی۔ عاد کے اونٹوں اور بکریوں نے وادی کو بھر دیا تھا۔ عاد کے گھوڑوں نے میدان کو بھر دیا تھا۔ عاد کی اولاد نے گھروں کو بھر دیا تھا۔ جب عاد کے اونٹ اور ان کی بکریاں چراگاہ کی طرف نکلتیں تو بڑا ہی خوبصورت منظر ہوتا تھا۔ جب صبح کے وقت بچے نکلتے کھیلنے لگتے تو بہت ہی خوشنما منظر ہوتا تھا۔ عاد کی زمین بھی سرسبز و شاداب اور خوش منظر تھی اس میں بہت سے باغات اور چشمے تھے۔

عاد کی ناشکری

لیکن عاد نے ان ڈھیر ساری نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا نہ کیا عاد طوفان کی کہانی بھول گئے جو انہوں نے اپنے باپ دادا سے سن رکھی تھی اور جس کے نشانات انہوں نے زمین میں بچشم خود دیکھے تھے۔ وہ بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی امت پر طوفان کیوں بھیجا تھا۔ وہ بتوں کو پوجنے لگے جس طرح کہ نوح علیہ السلام کی امت بتوں کی پوجا کیا کرتی تھی۔ وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ پتھر سے بت تراشا کرتے تھے پھر انہیں سجدہ کرتے' اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ ان بتوں سے اپنی ضرورتوں کی بھیک مانگتے' انہیں پکارتے اور ان کے لئے جانور ذبح کرتے غرضیکہ وہ نوح علیہ السلام کی قوم کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ ان کی عقل و دانش انہیں بتوں کی عبادت سے روکتی نہیں تھی۔ ان کی عقل و دانش ان کی راہنمائی نہیں کرتی تھی۔ وہ دنیا کے بارے میں عقلمند اور دین کے بارے میں کند ذہن تھے۔

عاد کی دشمنی

عاد کی طاقت خود ان کے لئے اور دیگر لوگوں کے لئے وبال جان بن گئی اس لئے کہ وہ اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ بھلا ظلم سے ان کو کیا چیز روکتی؟ آخر سرکشی سے انہیں کون سی چیز روکتی؟ وہ لوگوں پر ظلم کیو نہ ڈھائیں' وہ اپنے سے بڑھ کر کسی کو کچھ نہیں سمجھتے تھے۔ وہ جنگل کے وحشی جانوروں کی مانند تھے' جن کا بڑا چھوٹے پر ظلم کرتا ہے اور طاقت ور کمزور کو مارتا ہے۔ جب وہ ناراض ہوتے ہیں تو مست ہاتھی کی مانند ہو جاتے ہیں وہ کسی چیز کو نہیں دیکھتا مگر آنکہ اسے قتل کر دیتا ہے جب وہ لڑائی کرتے تھے تو کھیتی باڑی اور پیداوار کو تباہ و برباد کر دیتے تھے۔ جب یہ کسی بستی میں داخل ہوتے تو اس میں فساد برپا کر دیتے اس کے عزت والوں کو ذلیل و رسوا کر دیتے۔ کمزور ان کے شر سے ڈرتے تھے اور ان کے ظلم سے بھاگتے تھے۔ ان کی طاقت خود ان کے لئے اور دیگر لوگوں کے لئے وبال جان بنی ہوئی تھی۔ اسی طرح ہر اس شخص کی حالت ہوتی ہے جو اللہ سے نہیں ڈرتا اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔

عاد کے محلات

عاد کا کھانے' پینے اور کھیل کود کے علاوہ کوئی مشغلہ نہیں تھا۔ وہ ایک دوسرے پر بلند محلات اور کھلے گھر بنانے میں فخر کیا کرتے تھے۔ ان کے مال پانی' مٹی اور پتھر میں ضائع ہو رہے تھے۔ وہ کوئی خالی گھر یا اونچی زمین نہیں دیکھتے تھے۔ مگر آنکہ اس پر بلند و بالا محل تعمیر کر دیتے۔ وہ یوں گھر بناتے تھے گویا کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور کبھی نہیں مریں گے۔ وہ بلاضرورت گھر بناتے تھے اور عام لوگ اپنے پاس نہیں پاتے تھے جو وہ کھائیں اور پہنیں۔ اور ان میں فقیر کوئی گھر نہیں پاتے تھے جس میں وہ رہائش اختیار کریں۔ دولت مندوں کے گھروں میں کوئی رہنے والا نہیں تھا' جس نے بھی انہیں اور ان کے محلات کو دیکھا وہ پہچان گیا کہ وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

ہود پیغمبر

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے اللہ نے چاہا کہ عاد کی طرف ایک رسول بھیجے اللہ تعالیٰ کفر کو پسند نہیں کرتا اللہ تعالیٰ زمین میں فساد کو پسند نہیں کرتا۔ عاد اپنی عقل صرف کھانے' پینے' کھیل کود' اور گھر بنانے میں استعمال کیا کرتے تھے۔ ان کی عقلیں خراب ہو گئیں اس لئے کہ وہ انہیں دین میں استعمال نہیں کرتے تھے۔ عاد دنیا کے بارے میں عقل مند اور دین کے بارے میں کند ذہن تھے وہ پتھر کی عبادت کرتے اور سمجھتے نہیں تھے۔ اللہ نے چاہا کہ ان کی طرف ایک پیغمبر بھیجے جو ان کی راہنمائی کرے۔ اللہ نے چاہا کہ یہ پیغمبر علیہ السلام انہیں میں سے ہو وہ اسے پہچانتے ہوں اور اس کی بات سمجھتے ہوں۔ وہ پیغمبر علیہ السلام ھود علیہ السلام تھے وہ قوم عاد کے ایک شریف گھرانے میں پیدا ہوئے اور اس نے عقل و دانش اور نیکی کے ماحول میں پرورش پائی۔

ھود علیہ السلام کی دعوت

ھود علیہ السلام اپنی قوم میں کھڑے ہوئے دعوت دینے لگے اور فرمانے لگے۔ ''اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود حقیقی نہیں'' ھود علیہ السلام نے کہا: ''اے میری قوم تم پتھروں کی کیوں عبادت کرتے ہو اس ذات کی عبادت کیوں نہیں کرتے جس نے تمہیں پیدا کیا!؟ اے میری قوم یہ پتھر جن کو کل تم نے تراشا تھا آج تم کیسے ان کی پوجا کرنے لگے؟ اللہ نے تمہیں پیدا کیا اس نے تمہیں روزی دی' اس نے تمہارے مال' اولاد' کھیتی باڑی اور پیداوار میں برکت دی۔ تمہیں نوح علیہ السلام کے بعد ان کا جانشین بنایا' تمہیں جسمانی طاقت عطا کی۔ ان نعمتوں کا حق یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرتے اور اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرتے۔ یہ کتا جس کی طرف تم ایک ہڈی پھینکتے ہو وہ تمہارا گھر نہیں چھوڑتا اور وہ سائے کی طرح تمہارے پیچھے لگا رہتا ہے۔ کیا تم نے کسی ایسے کتے کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے آقا کو

چھوڑتا ہو اور اس کے علاوہ کسی اور کی طرف جاتا ہو؟ کیا تم نے کسی جانور کو دیکھا جو کسی پتھر کی عبادت کرتا ہو' کیا تم نے کسی جانور کو دیکھا کہ وہ کسی بت کو سجدہ کرتا ہو؟۔ کیا انسان جانور سے بھی زیادہ ذلیل ہے یا وہ جانور کی نسبت عظیم تر ہے؟

قوم کا جواب

قوم کھانے پینے اور کھیل کود میں مشغول تھی۔ وہ دنیا کی زندگی پر راضی تھے اور اسی پر مطمئن تھے۔ ھود علیہ السلام کی باتوں سے ان کا دل تنگ ہوا اور انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: ھود کیا کہتا ہے؟ ھود کیا چاہتا ہے؟ ہمیں اس کی باتوں کی سمجھ نہیں آتی۔ انہوں نے کہا یہ بے وقوف ہے یا دیوانہ ہے! جب ھود علیہ السلام نے انہیں دوسری مرتبہ دعوت دی تو اس کی قوم کے چوھدریوں نے کہا! ''ہم تجھے دیوانگی کی حالت میں دیکھ رہے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں'' ''آپ نے فرمایا اے میری قوم میں دیوانہ نہیں میں تو سب جہانوں کے رب کا رسول ہوں'' میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمہارے لئے خیرخواہ' دیانتدار ہوں۔

ھود علیہ السلام کی دانائی

ھود علیہ السلام اپنی قوم کو نصیحت کرتے رہے اور انہیں حکمت اور نرمی کے ساتھ دعوت دیتے رہے۔ ھود علیہ السلام نے کہا: اے میری قوم کل میں تمہارا دوست اور بھائی تھا کیا تم مجھے پہچانتے نہیں؟ میرے بھائیو! تم مجھ سے کیوں ڈرتے ہو اور مجھ سے دور کیوں بھاگتے ہو' میں تمہارا کچھ بھی تو مالی نقصان نہیں کروں گا۔ اے میری قوم میں تم سے اس دعوت کے بدلے کچھ مال نہیں مانگتا میری مزدوری تو اللہ کے ذمے ہے' اے میری قوم تم اگر اللہ پر ایمان لے آؤ تو تمہیں ڈر کس بات کا ہے؟ اللہ کی قسم تم اپنے مال و دولت میں کچھ بھی تو کمی محسوس نہیں کرو گے اگر تم اللہ پر ایمان لے آؤ گے! بلکہ اللہ تمہارے رزق میں برکت دے گا اور تمہاری طاقت میں اضافہ کرے گا۔

اے میری قوم تم میری رسالت پر حیران کیوں ہوتے ہو؟ اللہ ایک ایک فرد سے بات نہیں کرتا اللہ ہر کسی سے مخاطب نہیں ہوتا کہ اسے کہے تم یوں کرو تم ایسے کرو! اللہ ہر قوم کی طرف انہیں میں سے ایک آدمی بھیجتا ہے' جو ان سے باتیں کرتا ہے اور انہیں نصیحت کرتا ہے۔ اس نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا تا کہ میں تم سے باتیں کروں اور تمہیں نصیحت کروں۔ کیا تمہیں یہ اچنبھا لگا کہ تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت تمہیں میں سے ایک شخص پر آئی تا کہ وہ تمہیں ڈرائے؟۔

ھود علیہ السلام کا ایمان

عاد نے کوئی جواب نہ پایا وہ جان نہ سکے کہ ھود کو کیسے جواب دیں۔ لیکن جب وہ عاجز آگئے تو انہوں نے کہا ہمارے معبود تجھ پر ناراض ہو گئے ہیں اس لئے تیری عقل کو بیماری لاحق ہو گئی ہے۔ تجھ پر ہمارے خداؤں کا وبال پڑ گیا ہے۔ ھود علیہ السلام نے کہا یہ بت پتھر ہیں نہ یہ کسی کو فائدہ دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان! یہ بت پتھر ہیں نہ بولتے ہیں' نہ سنتے ہیں اور نہ ہی دیکھتے ہیں! یہ بت نہ خیر کے مالک ہیں اور نہ ہی شر کے۔ نہ یہ کسی کے لئے فائدے کے مالک ہیں اور نہ ہی نقصان کے۔ تم بھی نہ خیر کے مالک ہو اور نہ شر کے۔ نہ تم میرے فائدے کے مالک ہو اور نہ ہی نقصان کے۔ میں تمہارے معبودوں پر ایمان نہیں لاؤں گا اور نہ ہی ان سے ڈرتا ہوں۔ ''جو تم شرک کرتے ہو میں اس سے بری ہوں'' میں تم سے بھی نہیں ڈرتا بھلا تم سب مل کر میرے خلاف سازش کر دیکھو۔ میں نے اپنے اور تمہارے رب اللہ پر بھروسہ کیا ہے'' ہر چیز اس کے قبضے میں ہے کوئی پتہ بھی اس کی اجازت کے بغیر نہیں گرتا۔

عاد کی ضد

عاد نے یہ سب کچھ سنا لیکن وہ ایمان نہ لائے۔ ھود علیہ السلام کی نصیحت ان میں رائیگاں ہو گئی۔ ھود علیہ السلام کی دانائی ان میں ضائع ہو گئی۔ انہوں نے کہا! اے

ھود تیرے پاس نہ کوئی دلیل ہے اور نہ ثبوت! اے ھود ہم اپنے پرانے خداؤں کو تیری نئی بات کی وجہ سے نہیں چھوڑیں گے۔ کیا ہم ان خداؤں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے محض کسی کے کہنے پر یہ ہرگز نہیں ہو سکتا! ایسا قطعاً نہیں ہو سکتا۔ اے ھود! تو ہمارے خداؤں پر ایمان نہیں رکھتا اور نہ ہی ان سے ڈرتا ہے۔ ہم بھی تیرے خدا پر ایمان نہیں لائیں گے اور نہ ہی ہم اس کے عتاب سے ڈرتے ہیں۔ ہم تجھ سے بہت زیادہ سنتے ہیں کہ تو عذاب کا تذکرہ کرتا ہے۔ اے ھود وہ عذاب کہاں ہے؟ وہ کب آئے گا؟ ھود علیہ السلام نے فرمایا: ''بے شک اصل علم تو اللہ کے پاس ہے میں تو واضح طور پر ڈرانے والا ہوں'' عاد نے کہا: ہم اس عذاب کا انتظار کرتے ہیں اور اسے دیکھنے کا شوق رکھتے ہیں۔ ھود علیہ السلام ان کی جرات پر حیران رہ گئے۔ ھود علیہ السلام نے ان کی حماقت پر افسوس کا اظہار کیا!

عذاب

عاد ہر روز بارش کا انتظار کرتے تھے وہ آسمان کی طرف دیکھتے انہیں کوئی بادل کا ٹکڑا دکھائی نہ دیتا۔ ایک دن انہوں نے ایک بادل دیکھا کہ وہ ان کی طرف آ رہا ہے' وہ بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے شور مچایا: یہ بارش کا بادل ہے! یہ بارش کا بادل ہے! لوگ خوشی سے ناچنے لگے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے پکار پکار کر کہا: وہ دیکھو بارش کا بادل' ہائے رے بارش کا بادل۔ لیکن ھود علیہ السلام نے ان سے کہا: یہ رحمت کا بادل نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہوا ہے جس میں دردناک عذاب پوشیدہ ہے۔ اور ایسے ہی ہوا' تیز ہوا چلی لوگوں نے اس جیسی آندھی پہلے نہ کبھی دیکھی تھی اور نہ ہی سنی۔ ایسی تیز آندھی چلی' کہ درخت اکھاڑنے لگی' گھر گرانے لگی اور جانوروں کو اٹھا کر دور دراز مقام پر پھینکنے لگی۔ صحراء کی ریت اڑی اس نے دنیا کو تاریک کر دیا انسان کو کچھ نہ دکھائی دیتا۔ ان پہ رعب طاری ہو گیا' وہ اپنے گھروں میں داخل ہوئے اور دروازے بند کر لئے۔ بچے اپنی ماؤں کے ساتھ چمٹ گئے۔ اور لوگ دیواروں کے ساتھ چمٹ گئے

اور لوگ کمروں میں داخل ہو گئے۔ بچے رو رہے ہیں، مائیں چیخ رہی ہیں اور مرد دعائیں اور فریادیں کر رہے ہیں۔ گویا کہنے والا کہہ رہا ہے۔ ''آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں'' یہ صورت حال سات راتیں اور آٹھ دن رہی۔ قوم مرگئی، ان کے قد کھجور کے ان درختوں کی مانند تھے جو زمین پر گرے پڑے ہوں۔ یہ بہت ہی عجیب و غریب منظر تھا۔ لوگ مرے پڑے ہیں اور پرندے انہیں کھا رہے ہیں۔ گھر ویران ہیں اور اُلّو ان میں بسیرا کئے ہوئے ہیں۔ ھود علیہ السلام اور مومن اپنے ایمان کی وجہ سے نجات پا گئے۔ عاد اپنے کفر اور ضد کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ ''خبردار عاد نے اپنے رب کا انکار کیا'' ھود علیہ السلام کی قوم عاد پر لعنت ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت صالح علیہ السلام

⌘ ثمود کی اونٹنی

۱- عاد کے بعد
۲- ثمود کی ناشکری
۳- بتوں کی عبادت
۴- حضرت صالح علیہ السلام
۵- صالح علیہ السلام کی دعوت
۶- دولت مندوں کا پروپیگنڈہ
۷- ہمارا خیال غلط نکلا
۸- صالح علیہ السلام کی نصیحت
۹- میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا
۱۰- اللہ کی اونٹنی
۱۱- باری
۱۲- ثمود کی سرکشی
۱۳- عذاب

عاد کے بعد

ثمود عاد کے وارث بنے جس طرح کہ عاد نوح علیہ السلام کی قوم کے وارث بنے تھے۔ ثمود عاد کے نقش قدم پر چلے' جس طرح کہ عاد نوح علیہ السلام کی قوم کے نقش قدم پر چلے۔ ثمود کی زمین بھی خوبصورت اور سرسبز و شاداب تھی' اس میں باغات چشمے اور ایسے باغیچے تھے جن کے نشیب میں دریا رواں دواں تھے۔ ثمود تعمیرات' کھیتی باڑی اور باغات کی کثرت کے اعتبار سے عاد کی مانند تھے۔ عقل و دانش اور صنعت میں وہ ان سے فوقیت لے گئے۔ وہ پہاڑوں میں کھلے اور خوشنما گھر تراشتے اور پتھروں میں عمدہ نقش و نگار بناتے۔ ان کی عقل و دانش اور کاریگری کی وجہ سے پتھر ان کے لئے نرم ہو گیا۔ وہ اس کے ساتھ ویسے ہی کرتے جیسے انسان موم کے ساتھ کرتا ہے۔ جب کوئی انسان ان کے شہر میں داخل ہوتا ہے تو ایک عجیب و غریب منظر دیکھتا ہے' وہ پہاڑوں کی مانند بلند محلات دیکھتا ہے گویا کہ انہیں جنوں نے بنایا' اور وہ دیواروں میں خوشنما پھول دیکھتا جیسا کہ موسم بہار نے انہیں اگایا۔ اللہ تعالیٰ نے ثمود پر آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیں۔ اللہ نے ثمود پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ آسمان نے ان کے لئے بارشوں کی سخاوت کر دی۔ زمین نے ان کے لئے پودوں اور پھولوں کی سخاوت کر دی۔ باغات نے ان کے لئے میووں اور پھولوں کی سخاوت کر دی اللہ نے ان کی روزی اور عمروں میں برکت دی۔

ثمود کی ناشکری

لیکن اس سب کچھ نے ثمود کو شکر گذاری اور اللہ کی عبادت پر آمادہ نہ کیا۔ بلکہ انہیں ناشکری اور سرکشی پر ابھارا' وہ اللہ کو بھول گئے جو کچھ انہیں دیا گیا وہ اس پر پھولے نہ سمائے اور ڈھینگیں مارنے لگے کہ ہم سے طاقت میں بڑھ کر کون ہے؟ ان کا خیال تھا کہ وہ مریں گے نہیں نہ وہ اپنے محلات اور باغات سے باہر نکلیں گے۔ انہوں

نے خیال کیا کہ موت پہاڑوں میں داخل نہیں ہو سکے گی اور نہ ان تک کوئی راستہ ہی پا سکے گی۔ شاید کہ انہوں نے خیال کر لیا تھا کہ نوح علیہ السلام کی امت اس لئے ڈوب گئی تھی کہ وہ میدانی علاقے میں تھی۔ وہ اس لیے تباہ ہوئے کہ وہ میدان میں تھے اور یہ خوف اور موت سے امن کی جگہ پر ہیں۔

بتوں کی عبادت

انہوں نے اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ پتھر کو تراشا اور بتوں کی عبادت کی۔ وہ پتھروں کی عبادت کرنے لگے جس طرح نوح علیہ السلام کی امت ان کی عبادت کیا کرتی تھی اور یہی طرز عمل عاد کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پتھر کے بادشاہ بنایا تھا لیکن وہ اپنی جہالت کی وجہ سے پتھر کے غلام بن گئے۔ اللہ نے ان کو عزت عطا کی اور عمدہ رزق عطا کیا لیکن انہوں نے اپنے آپ کو ذلیل و رسوا کر لیا اور انسانیت کو ذلیل کیا۔ ''اللہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔'' بڑے تعجب کی بات ہے! کہ پتھر جس کو یہ اپنے ہاتھوں سے تراشتے ہیں نہ وہ انکار کرتا ہے اور نہ ان کی نافرمانی کرتا ہے۔ اب وہ اس کے سامنے جھک گئے اور اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے۔ کیا طاقتور کمزور کی عبادت کرتا ہے؟ کیا آقا اپنے غلام کو سجدہ کرتا ہے؟ لیکن وہ اللہ کو بھول گئے تو انہوں نے اپنے آپ کو بھلا دیا۔ اور انہوں نے انکار کر دیا کہ اللہ کی عبادت کریں تو اللہ نے انہیں ذلیل و رسوا کر دیا۔

صالح علیہ السلام

اللہ نے ارادہ کیا کہ ان کی طرف ایک رسول بھیجیں جس طرح کہ نوح علیہ السلام کی امت کی طرف رسول بھیجا اور عاد کی طرف رسول بھیجا۔ بے شک اللہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا بے شک اللہ زمین میں فساد کو پسند نہیں کرتا۔ ان میں ایک شخص تھا جس کا نام صالح تھا' وہ ایک شریف گھرانے میں پیدا ہوا اور اس نے

عقل و دانش اور نیکی کے ماحول میں پرورش پائی۔ وہ ایک بہت شریف لڑکا تھا' وہ بہت ہی ہونہار لڑکا تھا' لوگ اس کی طرف اشارے کیا کرتے تھے۔ لوگ کہتے تھے یہ صالح ہے یہ صالح ہے! لوگوں کو اس سے بڑی امید تھی' لوگ کہا کرتے تھے اس کی بڑی شان ہوگی' اس کی بڑی عظمت ہوگی۔ لوگوں کا خیال ہے کہ صالح ان کے چودھریوں میں سے ہوگا اور وہ ان کے مالداروں میں سے ہوگا۔ لوگ خیال کرتے تھے کہ اس کا ایک خوبصورت محل اور بڑا باغ ہوگا۔ اس کا باپ دیکھ رہا تھا کہ اس کا بیٹا اپنی عقل سے بڑا مال کمائے گا اور لوگوں میں آگے نکل جائے گا۔ وہ گھوڑے پر نکلے گا اور اس کے پیچھے نوکر چاکر ہوں گے لوگ اسے سلام کریں گے اور وہ یہ کہیں گے کہ یہ فلاں کا بیٹا ہے! یہ فلاں کا بیٹا ہے۔ اسے کتنی خوشی ہوگی جب وہ لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنے گا یہ بڑا خوش نصیب ہے اس کا بیٹا بڑا مالدار ہے۔ لیکن اللہ نے کچھ اور ہی چاہا' اللہ نے ارادہ کیا کہ اسے نبوت کا شرف عطا کرے۔ اور اسے اپنی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجے' تاکہ وہ انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لائے۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی شرف ہوسکتا ہے؟ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی عزت ہوسکتی ہے؟

صالح علیہ السلام کی دعوت

صالح علیہ السلام اپنی قوم میں کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے کہنے لگے۔ ''اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود حقیقی نہیں'' مالدار کھانے پینے اور کھیل کود میں مشغول تھے۔ وہ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ان کے علاوہ کسی کو معبود نہیں سمجھتے تھے۔ انہیں صالح علیہ السلام کی دعوت پسند نہ آئی' ثمود کے مالدار ناراض ہوئے اور انہوں نے کہا: یہ کون ہے؟ نوکروں نے کہا یہ صالح ہے۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا کہتا ہے؟ خادموں نے کہا: یہ کہتا ہے۔ تم اللہ کی عبادت کرو تمہارا اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں' اور وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ مر جانے کے بعد تمہیں دوبارہ اٹھائے گا اور تمہیں بدلہ دے گا۔ نیز وہ یہ کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس نے مجھے

میری قوم کی طرف بھیجا ہے۔ دولت مند یہ باتیں سن کر ہنسے اور کہنے لگے بیچارہ مسکین ہے کیا یہ پیغمبر بن سکتا ہے؟ نہ اس کے پاس کوئی محل ہے اور نہ باغ نہ اس کے پاس زرعی رقبہ ہے اور نہ ہی نخلستان یہ بھلا کیسے رسول بن سکتا ہے؟

دولت مندوں کا پروپیگنڈہ

دولت مندوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ صالح علیہ السلام کی طرف جھکاؤ اختیار کر رہے ہیں' تو انہیں اپنی سرداری کا خطرہ لاحق ہوا اور وہ پکار اٹھے" "یہ تو محض تم جیسا ایک انسان ہے وہی کچھ کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی کچھ پیتا ہے جو تم پیتے ہو' " "کیا وہ تمہیں اس بات کا وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے مٹی اور ہڈیاں بن جاؤ گے تو تمہیں زمین سے اٹھایا جائے گا" " "بہت دور کی بات ہے' بہت ہی دور کی بات ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔" "یہ تو دنیا کی زندگی ہے ہم اس میں مرتے ہیں اور جیتے ہیں ہمیں دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا" " "وہ تو ایک ایسا شخص ہے جس نے اللہ کے بارے میں جھوٹ بولا ہے ہم تو اس پر ایمان لانے والے نہیں"

ہمارا خیال غلط نکلا

لوگوں نے صالح علیہ السلام کا انکار کر دیا وہ اس پر ایمان نہیں لائے۔ جب صالح علیہ السلام نے انہیں وعظ و نصیحت کی اور انہیں بتوں کی عبادت سے روکا تو انہوں نے کہا: اے صالح تو بڑا ہی شریف لڑکا تھا تو بڑا ہونہار بیٹا تھا تیرے بارے میں ہمارا خیال تھا کہ تو بڑے لوگوں اور چودھریوں میں سے ہوگا۔ ہمارا تیرے بارے میں یہ خیال تھا کہ تو فلاں فلاں شخص کی مانند اپنا نام پیدا کرے گا۔ ارے تم تو کچھ بھی نہ بنے جو تیرے ہم عمر تھے اور تجھ سے کم عقل تھے وہ بڑے آدمی بن گئے۔ اے صالح تو نے فقیری کا راستہ اختیار کر لیا' ہمارا خیال تیرے بارے میں غلط نکلا تیرے بارے میں ہماری امیدوں پر پانی پھر گیا۔ تیرے بیچارے باپ نے تجھ سے

کوئی خیر نہ پائی۔ تیری بیچاری ماں نے تیری خاطر اپنی ساری محنت کو ضائع کر دیا۔ صالح علیہ السلام نے یہ ساری باتیں سنیں اور اپنی قوم پر افسوس کا اظہار کیا۔ جب بھی صالح علیہ السلام اپنی قوم کے پاس سے گذرتے تو وہ لوگ از راہ افسوس یہ کہتے اللہ صالح کے باپ پر رحم کرے اس کا بیٹا تو ضائع ہو گیا۔

صالح علیہ السلام کی نصیحت

صالح علیہ السلام اپنی قوم کو مسلسل نصیحت کرتے رہے' اور انہیں بڑی حکمت اور نرمی سے اللہ کی طرف دعوت دیتے رہے۔ آپ فرماتے: میرے بھائیو! کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم یہاں ہمیشہ رہو گے؟ کیا تمہارا خیال ہے کہ تم ہمیشہ ان محلات میں آباد رہو گے؟ کیا تمہارا خیال ہے کہ تم ان باغات اور دریاؤں کے درمیان ہمیشہ رہو گے؟ کیا تم ان کھیتوں اور درختوں سے ہمیشہ خوراک کھاؤ گے؟ کیا تم ان پہاڑوں سے ہمیشہ گھر تراشو گے؟ قطعاً نہیں! قطعاً نہیں! یہ نہیں ہو سکتا یہ نہیں ہو سکتا' میرے بھائیو مجھے بتاؤ تمہارے باپ دادا کیوں مر گئے؟ ان کے محلات تھے ان کے بھی باغات اور چشمے تھے۔ ان کی بھی کاشت کاری اور نخلستان تھے' وہ بھی پہاڑوں سے گھر تراشتے اور ان میں رہتے تھے۔ لیکن اس سب کچھ نے ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچایا لیکن یہ سب کچھ ان دنیا میں کو روک نہ سکا۔ ان تک موت کا فرشتہ پہنچا اور اس نے ان تک پہنچنے کا راستہ پا لیا۔ تم بھی اسی طرح مر جاؤ گے اللہ تمہیں دوبارہ اٹھائے گا اور تم سے ان نعمتوں کے بارے میں پوچھے گا۔

میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا

میری بھائیو تم مجھ سے بھاگتے کیوں ہو؟ آخر تم ڈرتے کیوں ہو؟ میں تمہارے مال سے کچھ کم نہیں کروں گا۔ میں تم سے کچھ طلب نہیں کروں گا۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اپنے رب کے پیغامات تمہیں پہنچاتا ہوں۔ ''میں اس کام پر تم

سے کوئی اجرت کا مطالبہ نہیں کرتا میری اجرت تو پروردگار عالم کے ذمے ہے' میرے بھائیو! تم میری پیروی کیوں نہیں کرتے۔ یقین مانو میں تمہارا دلی خیرخواہ ہوں۔ تم ان کی کیوں پیروی کرتے ہو جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ان کے مال ہڑپ کر لیتے ہیں؟ وہ لوگ بدمعاشی کا ارتکاب کرتے ہیں اور زمین میں دنگا فساد برپا کرتے ہیں اور وہ اچھے کام نہیں کرتے۔ قوم عاجز آ گئی اور اس کا کوئی جواب نہ دے سکی۔ انہوں نے کہا: تجھ پر تو جادو ہو چکا ہے' تو صرف ہماری طرح کا ایک انسان ہے۔ اگر تو سچا ہے تو کوئی نشانی پیش کر۔

اللہ کی اونٹنی

صالح علیہ السلام نے فرمایا: تم کس طرح کی نشانی چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا اگر تو سچا ہے تو اس پہاڑ سے ایک حاملہ اونٹنی نکال لاؤ! لوگ جانتے تھے کہ اونٹنی تو اونٹنی ہی سے جنم لیتی ہے۔ اونٹنی نہ تو زمین سے اگتی ہے اور نہ ہی پتھر سے جنم لیتی ہے' انہیں یقین آ گیا کہ صالح اس کام سے عاجز آ جائے گا' اور وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن صالح علیہ السلام کا اپنے رب پر مضبوط ایمان تھا اور وہ جانتے تھے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ صالح علیہ السلام نے اللہ تعالی سے دعا کی ویسے ہی ہوا جو لوگوں نے مطالبہ کیا تھا۔ پہاڑ سے ایک حاملہ اونٹنی نکلی اور اس نے بچے کو جنم دیا۔ لوگ حیران رہ گئے اور خوف زدہ ہوئے لیکن ان میں سے صرف ایک آدمی ایمان لایا۔

باری

صالح علیہ السلام نے کہا یہ اللہ کی اونٹنی ہے یہ اللہ کی ایک نشانی ہے۔ تم نے مطالبہ کیا۔ تو اللہ نے اسے اپنی قدرت سے تمہارے لیے پیدا کیا۔ اب اس اونٹنی کا احترام کرنا۔ اسے برے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ تمہیں عذاب آ لے گا۔" یہ اونٹنی اللہ کی زمین میں کھائے پیئے اور آئے جائے گی' اس کو چارہ ڈالنا یا اسے پانی پلانا

تمہارے ذمے نہیں ہوگا۔ چارہ پانی بہت زیادہ ہے۔ یہ اونٹنی بڑی قد کی تھی اور جسمانی ساخت میں بڑی عجیب وغریب تھی۔ لوگوں کے جانور اس سے ڈرتے تھے' اور بدکتے تھے۔ جب یہ پانی پینے کے لیے آتی تو مویشی بدکتے اور بھاگ جاتے۔ صالح علیہ السلام نے یہ سب کچھ دیکھا تو ارشاد فرمایا' اس اونٹنی کے لیے ایک دن خاص ہوگا اور تمہارے مویشیوں کے لیے ایک دن خاص ہوگا۔ ایک دن یہ اونٹنی گھاٹ سے پانی پیے گی' اور ایک دن تمہارے مویشی پانی پئیں گے' اور ایسے ہی ہوا۔ جب اونٹنی کی باری ہوتی تو وہ جاتی اور پانی پیتی' اور جب قوم کے مویشیوں کی باری ہوتی تو وہ جاتے اور پانی پیتے۔

ثمود کی سرکشی

لیکن قوم نے تکبر کیا اور سرکشی اختیار کی' اور وہ کہنے لگے' ہمارے مویشی آخر ہر روز پانی کیوں نہ پئیں؟ لوگ اس اونٹنی سے تنگ پڑ گئے' کیونکہ ان کے مویشی اس سے بدکتے تھے۔ صالح علیہ السلام انہیں تنبیہ کرتے کہ وہ اس اونٹنی کی اہانت نہ کریں لیکن وہ لوگ باز نہ آئے۔ انہوں نے ببانگ دہل کہا اس اونٹنی کو کون قتل کرے گا؟ ایک شخص اٹھا اس نے کہا میں دوسرا اٹھا اس نے کہا میں! دونوں بدبخت گئے اور اونٹنی کے نکلنے کا انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ جب اونٹنی باہر آئی پہلے نے اسے نیزہ مارا اور دوسرے نے اس کی گردن پر تلوار کا پروار کیا اور اسے قتل کر دیا۔

عذاب

جب صالح علیہ السلام کو پتہ چلا کہ اونٹنی کو ذبح کر دیا گیا ہے انہیں افسوس ہوا اور وہ بڑے غمگین ہوئے آپ نے لوگوں سے کہا: ''اب تم اپنے گھروں میں تین دن فائدہ اٹھالو یہ ایسا وعدہ ہے جو جھٹلایا نہ جائے گا'' شہر میں نو افراد ایسے تھے جو زمین میں دنگا فساد کرتے اور اچھے کام نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے حلف اٹھالیا اور کہا ہم صالح

اور اس کے گھر والوں کو رات کے وقت قتل کریں گے۔ جب ہم سے پوچھا جائے گا تو ہم کہیں گے ہمیں تو علم ہی نہیں ہے۔ لیکن اللہ نے صالح علیہ السلام اور اس کے گھر والوں کی حفاظت کی۔ جب تیسرا دن ہوا ان کے پاس عذاب آیا۔ وہ اپنے معمول کے مطابق صبح اٹھے شدید زلزلے کے ساتھ ایک دھماکہ ہوا' ایسا دھماکہ کہ جس سے دل پھٹ گئے' ایسا زلزلہ جس سے گھر منہدم ہو گئے۔ یہ دن ثمود پر بڑا بھاری تھا۔ سب لوگ مر گئے' شہر ویران ہو گیا' صالح علیہ السلام اور مومنوں نے یہ منحوس شہر چھوڑ دیا' اس میں وہ کیا کرتے؟ صالح علیہ السلام وہاں سے نکلے اپنی قوم کو دیکھتے ہیں کہ وہ مری پڑی ہے۔ آپ نے بڑی غمناک آواز میں کہا: ''اے میری قوم میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچایا لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے ہو۔ آج انسان وہاں ویران محلات اور بے کار کنوئیں دیکھتا ہے۔ وہاں انسان کو ڈراونی بستیوں کے سوا کچھ دیکھائی نہیں دیتا۔ نہ ان میں کوئی پکارنے والا ہے اور نہ ہی کوئی جواب دینے والا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ شام کو جاتے ہوئے ثمود کے گھروں کے پاس سے گذرے تو آپ نے اپنے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا۔ ان لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہونا جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ مگر آنکہ کہ تم روتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے داخل ہونا کہ کہیں تمہیں بھی وہ عذاب نہ آلے جو ان کو پہنچا'' خبردار ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا! خبردار ثمود کے لیے لعنت اور پھٹکار ہے''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت موسیٰ علیہ السلام

۱- کنعان سے مصر کی طرف
۲- یوسف علیہ السلام کے بعد
۳- بنی اسرائیل مصر میں
۴- مصر کا فرعون
۵- بچوں کا ذبح کرنا
۶- موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش
۷- دریائے نیل میں
۸- فرعون کے محل میں
۹- بچے کو دودھ کون پلائے گا
۱۰- اپنی ماں کی گود میں
۱۱- فرعون کے محل کی طرف
۱۲- فیصلہ کن مار
۱۳- بھید ظاہر ہوتا ہے
۱۴- مصر سے مدین کی طرف
۱۵- مدین میں
۱۶- بلاوا
۱۷- شادی
۱۸- مصر کی طرف
۱۹- فرعون کی طرف جاؤ
۲۰- فرعون کے روبرو
۲۱- دعوت الی اللہ
۲۲- موسیٰ علیہ السلام کے معجزات
۲۳- میدان کی طرف
۲۴- حق اور باطل کے درمیان
۲۵- فرعون کی دھمکی
۲۶- فرعون کی حماقت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مردمومن

کنعان سے مصر کی طرف

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی اولاد کے ہمراہ مصر منتقل ہو گئے۔ وہ سب مصر منتقل ہو گئے اس لیے کہ یوسف بن یعقوب علیہ السلام مصر کے سردار ہیں۔ وہاں وہ امر و نہی کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ وہ کنعان میں بکریاں چرایا کرتے تھے وہ بکریوں کا دودھ دھویا کرتے اور اون بیچا کرتے تھے۔ یوسف علیہ السلام کے غلام اور نوکر چاکر مصر میں کھاتے پیتے اور عیش کرتے تھے۔ کنعان میں وہ کیا کرتے؟ وہ مصر کیوں نہ جاتے؟ یوسف علیہ السلام نے یعقوب السلام اور اس کے اہل خانہ کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں اپنے پاس بلایا۔ یوسف علیہ السلام کو کھانا پینا اچھا نہیں لگتا تھا یہاں تک کہ وہ اپنے والدین اور بھائیوں کو نہ دیکھ لیں۔ اسے کھانا پینا کیسے اچھا لگتا اور عیش و عشرت کیسے اچھی لگتی جب کہ وہ مصر میں تنہا تھے؟ وہ محلات کو کیا کرے جب کہ اس کا والد اور بھائی کنعان میں ایک چھوٹے سے گھر میں رہتے ہیں؟ حضرت یعقوب علیہ السلام اور اس کے بیٹے مصر آئے یوسف علیہ السلام نے ان کا استقبال کیا اور ان کی آمد پر وہ بہت ہی خوش ہوئے۔ مصر کے باشندوں نے اپنے آقا کے خاندان اور اپنے معزز بادشاہ کے خاندان کا استقبال کیا اور اس کی آمد پر انتہائی خوش ہوئے۔ مصر کے باشندوں نے اس معزز گھرانے کو پسند کیا۔ اس لیے کہ وہ یوسف علیہ السلام کو اس کی شرافت اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے محبت کرتے تھے۔ اس لیے کہ انہوں نے یوسف علیہ السلام کو ایک خیر خواہ اور شفیق بھائی کے روپ میں دیکھا اور انہوں نے یعقوب علیہ السلام کو ایک بزگوار شریف والد کے روپ میں دیکھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام ملک کے بڑے آدمی اور مصر کے شیخ تھے۔ مصر کے باشندے ان کے لیے بیٹوں کی مانند تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کو مصر میں رہائش پسند آئی اور مصر ان کا وطن بن گیا۔

یوسف علیہ السلام کے بعد

کچھ مدت کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام وفات پا گئے۔ یوسف علیہ السلام اور مصر کے باشندے اس سانحہ پر غمگین ہوئے۔ انہوں نے شیخ کو مصر میں دفن کر دیا یوں محسوس ہوتا تھا کہ انہوں نے اپنے باپ کو کھو دیا۔ کچھ مدت کے بعد یوسف علیہ السلام بھی وفات پا گئے۔ یہ دن مصریوں پر بڑا ہی سخت تھا۔ اس کی وفات پر مصر کے باشندے بڑے ہی غمزدہ ہوئے۔ اور عرصہ دراز تک وہ روتے رہے۔ لوگ اپنے ذاتی غم بھول گئے۔ گویا کہ آج سے پہلے انہیں کوئی مصیبت لاحق ہی نہیں ہوئی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی انہوں نے دفن کیا۔ اور انہوں نے ایک دوسرے سے تعزیت کی حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے سے وہ سب برابر تھے۔ ہر چھوٹے نے اپنے باپ کو کھو دیا اور ہر بڑے نے اپنے بھائی کو کھو دیا۔ لوگ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں اور بیٹوں کے پاس چل کر گئے اور ان سے تعزیت کرنے لگے۔ اور ان سے کہنے لگے: سرداران من! آج تمہارا نقصان ہمارے نقصان سے بڑھ کر نہیں ہوا۔ ہم نے آج کے مدفون کی صورت میں ایک شفیق بھائی، رحم دل آقا اور انصاف کرنے والے بادشاہ کو کھو دیا ہے۔ وہ جس نے بندوں کو آرام پہنچایا اور ملک سے ظلم کو مٹا دیا۔ وہ جس نے بڑے کو اس بات سے روکا کہ وہ چھوٹے پر ظلم کرے اور طاقتور کو اس بات سے روکا کہ وہ کمزور کو کھائے۔ وہ جس نے مظلوم کی دادرسی کی خوف زدہ کو پناہ دی اور بھوکے کو کھانا کھلایا۔ وہ جس نے ہماری حق کی طرف راہنمائی کی۔ ہمیں اللہ کی طرف دعوت دی۔ ہم ان کی آمد سے پہلے جانور تھے۔ ہم اللہ اور آخرت کو پہچانتے نہ تھے۔ وہ جس نے بھوک کے دنوں میں ہماری فریاد رسی کی۔ ہم کھاتے اور خوب پیٹ بھرتے جب کہ دوسرے شہروں میں لوگ بھوک کی وجہ سے مر رہے تھے۔ ہم اپنے معزز بادشاہ کو کبھی بھی بھول نہیں سکتے اور اے سادات ہم یہ بھی نہیں بھولیں گے کہ تم اس کے بھائی اور اہل خانہ ہو۔ ہمارا آقا تمہاری مصر میں تشریف آوری کے دن کتنا

خوش ہوا تھا اور ہم اپنے آقا کی خوشی کے دن کتنا خوش ہوئے تھے۔ یہ ملک تمہارا ملک ہے اور اے سادات ہم تمہارے لیے اسی طرح ہیں جس طرح اپنے آقا کی زندگی میں ہوا کرتے تھے۔

بنی اسرائیل مصر میں

عرصہ دراز تک بدستور یہی صورت حال برقرار رہی! مصر کے باشندوں'' نے جو کہا تھا اس کا خیال رکھا اور انہوں نے کنعان والوں کی عظمت کا اعتراف کیا۔ یہی کنعانی جو بنی اسرائیل کہلاتے تھے عزت اور دولت والے تھے۔ لیکن اس کے بعد حالات تبدیل ہو گئے ان کا کردار بگڑ گیا انہوں نے دعوت الی اللہ یعنی مخلوق کو اللہ کی طرف بلانے کا کام چھوڑ دیا۔ اور وہ دنیا کی دلدل میں گر گئے۔ لوگ بھی ان کے لیے بدل گئے وہ انہیں اس نظر سے دیکھنے لگے جس نظر سے ان کے آباء و اجداد کو نہیں دیکھتے تھے۔ وہ بھی عام لوگوں کی مانند ہو گئے وہ لوگوں سے ممتاز نہ رہے مگر صرف خاندان کے اعتبار سے۔ لوگ اپنے میں سے مالدار کے ساتھ حسد کرنے لگے اور فقیر و محتاج کو حقیر جاننے لگے۔ مصر کے باشندے انہیں اس اجنبی کے روپ میں دیکھنے لگے جو کسی دوسرے شہر سے آیا ہو۔ جس کا مصر میں کوئی حق نہ ہو۔ مصر کے باشندے یہ نظریہ رکھتے تھے کہ وہی ملک کے اصل رہائشی ہیں اور مصر صرف مصریوں کا ہے۔ بعض مصریوں کی یہ رائے تھی کہ یوسف ایک اجنبی تھا جو کنعان سے آیا تھا۔ عزیز مصر نے اسے خرید لیا۔ کسی کنعانی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مصر پر حکومت کرے۔ بہت سے لوگ یوسف علیہ السلام کی عظمت شرافت اور احسان کو بھول گئے۔

مصر کا فرعون

مصر کے تخت پر بہت سے فرعون جلوہ افروز ہوئے'' فرعون'' مصر کے بادشاہوں کا لقب تھا'' وہ بنی اسرائیل سے سخت بغض رکھنے لگے۔ مصر کے تخت پر ایک

بڑا جابر بادشاہ جلوہ نشین ہوا۔ وہ بنی اسرائیل کو انبیاء کی اولاد نہیں سمجھتا تھا' اس کا خیال تھا کہ وہ تو مصر کے معزز بادشاہ یوسف کا گھرانہ ہیں۔ وہ تو انہیں انسان ہی نہیں سمجھتا تھا جو شفقت' رحم دلی اور انصاف کے مستحق ہوں۔ مصر کے تخت پر ایک بہت ہی جابر و ظالم بادشاہ آ بیٹھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کی قوم ایک نسل ہے اور بنی اسرائیل ایک دوسری نسل ہے۔ قبطی بادشاہوں کی نسل ہے جو پیدا ہی اس لیے کیے گئے تا کہ وہ حکومت کریں۔ بنی اسرائیل غلاموں کی نسل ہے' وہ پیدا ہی اس لیے کیے گئے تا کہ وہ خدمت بجا لائیں۔ فرعون بنی اسرائیل کے ساتھ گدھوں اور چوپائیوں جیسا سلوک کرتا جن سے انسان خدمت تو لیتا ہے لیکن ایک دن کی خوراک کے سوا انہیں کچھ نہیں دیتا۔ فرعون بڑا ظالم اور متکبر بادشاہ تھا۔ وہ اپنے سے بڑھ کر کسی کو نہیں سمجھتا تھا۔ وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتا تھا بلکہ وہ کہا کرتا تھا ''میں تمہارا بلند و بالا رب ہوں'' اسے اپنی بادشاہت' محلات اور طاقت کا گھمنڈ تھا وہ کہا کرتا تھا کیا مصر کی بادشاہت اور یہ دریا جو میرے ماتحت رواں دواں ہیں میرے نہیں ہیں کیا تم دیکھ نہیں رہے۔ گویا کہ وہ بابل کے بادشاہ نمرود کا نائب تھا۔ جب اسے کسی کے بارے میں معلوم ہوتا کہ وہ کسی دوسرے کو اس سے فوقیت دیتا ہے تو وہ ناراض ہو جاتا تھا۔ اس نے لوگوں کو اپنی عبادت اور اپنے سامنے سجدہ ریز ہونے کی دعوت دی اور لوگوں نے اس کا کہا مان لیا۔ بنی اسرائیل اس سے باز رہے۔ اس لیے کہ وہ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے تھے۔ بنی اسرائیل پر فرعون کی ناراضگی بڑھ گئی۔

بچوں کا ذبح کرنا

ایک قبطی نجومی فرعون کے پاس گیا اور اس نے کہا۔ ''بنی اسرائیل میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا جس کے ہاتھ تیری بادشاہت ختم ہو جائے گی'' فرعون یہ سن کر دیوانہ ہو گیا اور اس نے پولیس کو حکم دیا کہ وہ ہر اس بچے کو ذبح کر دے جو بنی اسرائیل کے ہاں جنم لے۔ فرعون اپنے آپ کو لوگوں کا رب سمجھتا تھا جس کو چاہے ذبح کر دے اور

جس کو چاہے چھوڑ دے۔ بالکل بکریوں کے مالک کی طرح وہ اپنی بکریوں میں سے جسے چاہتا ہے ذبح کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے چھوڑ دیتا ہے۔ مصر میں پولیس پھیل گئی وہ تلاش کرنے لگی۔ جب انہیں کسی بچے کے بارے میں معلوم ہوتا کہ اس نے بنی اسرائیل کے ہاں جنم لیا ہے وہ اسے پکڑتے اور اسے ذبح کر ڈالتے جس طرح بھیڑ بکری کو ذبح کیا جاتا ہے۔ جنگل میں بھیڑیے اور شہر میں سانپ اور بچھو تو زندہ ہیں جنہیں کوئی بھی نہیں چھیڑتا۔ لیکن بنی اسرائیل کے کسی بچے کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ فرعون کی بادشاہت میں زندہ رہے۔ ہزاروں بچے ان کے ماں باپ کے سامنے ذبح کر دیئے گئے۔ جس دن بنی اسرائیل کے ہاں کوئی بچہ جنم لیتا وہ دن ان پر بڑا بھاری ہوتا وہ دن غم واندوہ اور آہ وبکا کا ہوتا۔ جس دن بنی اسرائیل کے ہاں کوئی بچہ جنم لیتا وہ ان کے لیے تعزیت و مرثیے کا دن ہوتا۔ عید قربان کی مانند ایک ہی دن میں سینکڑوں بچے ذبح کر دیئے جاتے تھے۔ جس دن کہ سینکڑوں بھیڑ بکریاں اور گائیں ذبح کی جاتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں سے ایک گروہ کو وہ ذلیل کرتا تھا۔ اس کے لڑکوں کو قتل کرتا اور اس کی لڑکیوں کو جیتا رہنے دیتا تھا فی الواقع وہ مفسد لوگوں میں سے تھا۔'' (القصص۔۴)

موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ چیز وقوع پذیر ہو جس سے فرعون ڈرتا تھا۔ اس بچے نے جنم لیا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں فیصلہ کر رکھا تھا کہ اس کے ہاتھوں بنی اسرائیل کی بادشاہت جاتی رہے گی۔ اس بچے نے جنم لیا جس کے بارے میں اللہ نے تقدیر میں فیصلہ کر رکھا تھا کہ اس کے ہاتھوں بنی اسرائیل کو آزادی ملے۔ اس بچے نے جنم لیا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں فیصلہ کر رکھا تھا کہ وہ انسانوں کو لوگوں کی عبادت سے نکال کر اللہ کی عبادت کی طرف لائے۔ اس بچے نے

جنم لیا جس کے بارے میں اللہ نے تقدیر میں فیصلہ کر رکھا تھا کہ وہ لوگوں کو تاریکیوں سے نور کی طرف نکال لائے۔ فرعون اور اس کے لشکروں کی امیدوں کے خلاف موسیٰ بن عمران نے جنم لیا۔ موسیٰ علیہ السلام پولیس اور جاسوس پارٹی کی خواہشات کے برعکس تین ماہ زندہ رہے۔

دریائے نیل میں

لیکن موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اپنے خوبصورت بچے کے بارے میں خوف زدہ ہوگئی۔ وہ آخر کیوں نہ ڈرتی جب کہ بچوں کا دشمن گھات لگائے ہوئے ہے؟ وہ خوف زدہ کیوں نہ ہوتی جب کہ اس کے خاندان میں ماؤں کی گود سے پولیس دسیوں بچے چھین کر لے گئی تھی؟ یہ بیچاری ماں اب کیا کرے؟ اس خوبصورت بچے کو کہاں چھپائے؟ حالت یہ ہے کہ پولیس کی آنکھیں کوے جیسی تیز اور سونگھنے کی صلاحیت چیونٹی کے سونگھنے کی طاقت جیسی تھی۔ یہاں یہ مسکین ماں نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں خیال ڈالا کہ اس بچے کو صندوق میں رکھے اور اسے دریائے نیل میں بہادے۔ اللہ اکبر ایک شفیق ماں اپنے بچے کو صندوق میں کیسے رکھے اور اسے دریا میں کیسے ڈالے؟ صندوق میں بچے کو دودھ کون پلائے گا؟ بچہ صندوق میں سانس کیسے لے گا؟ یہ سب کچھ شفیق ماں نے سوچا لیکن اس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی وحی پر اعتماد کیا۔ بچے کے لیے صندوق سے بڑھ کر کوئی گھر محفوظ نہیں! یہاں پولیس ہر گھر میں موجود ہے اور بچوں کے دشمن گھات لگائے ہوئے تھے۔ پولیس کی کوے کی آنکھیں اور چیونٹی کی ناک ہے۔ بیچاری ماں نے ویسے ہی کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا۔ اپنا خوبصورت بچہ صندوق میں رکھا۔ اور اسے دریائے نیل میں بہادیا۔ شفیق ماں گھبرائی پھر اس نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی کہ اس کو دودھ پلا پھر جب تجھے اس کی جان کا خطرہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور کچھ خوف اور غم نہ کر ہم اسے تیرے ہی پاس

لے آئیں گے اور اس کو پیغمبروں میں شامل کریں گے''۔(القصص۔۷)

فرعون کے محل میں

دریائے نیل کے کنارے پر فرعون کے بہت سے محلات تھے۔ وہ ایک محل سے دوسرے محل کی طرف منتقل ہوتا اور دریائے نیل کے کنارے سیر کیا کرتا تھا۔ وہ ایک دن دریائے نیل کے کنارے بیٹھا لطف اندوز ہو رہا تھا اور وہ دریا کو دیکھ رہا تھا کہ یہ اس کے پاؤں تلے رواں دواں ہے۔ ملکہ مصر بادشاہ کے ساتھ سیر کر رہی تھی۔ وہ دریائے نیل کو رواں دواں دیکھ رہی تھی' درانحالیکہ وہ دونوں سیر کر رہے تھے۔ اچانک ان دونوں کی نگاہ صندوق پر پڑی جس کے ساتھ دریائے نیل کی موجیں کھیل رہی تھیں گویا کہ موجیں اسے چوم رہی ہیں۔ ملکہ نے کہا: میرے سردار کیا آپ وہ صندوق دیکھ رہے ہیں؟ اس نے کہا دریائے نیل میں صندوق کہاں سے آ گیا؟ وہ تو کوئی لکڑی ہے جو نیل میں گر گئی ہوگی۔ نہیں میرے آقا وہ صندوق ہے! صندوق قریب آ گیا لوگوں نے کہا: ہاں ہاں یہ صندوق ہے! بادشاہ نے ایک خادم کو حکم دیا اور کہا اس صندوق کو پکڑو۔ خادم گیا اور اس نے صندوق نکال لیا! صندوق کو کھولا گیا تو اس میں کیا دیکھائی دیا کہ ایک خوبصورت لڑکا مسکرا رہا ہے۔ لوگ حیران ہوئے' ہر کوئی اسے پکڑتا اور دیکھتا ہے۔ فرعون حیران ہوا اور اسے دیکھا! ایک خادم نے کہا: یہ اسرائیلی لڑکا ہے۔ بادشاہ کے لیے لازم ہے کہ اسے ذبح کر دے۔ ملکہ نے اسے دیکھا بچے کی محبت اس کے دل میں گھر کر گئی۔ اسے اپنے سینے سے چمٹایا اور اسے چوما۔ اس نے بادشاہ سے سفارش کی اور کہا: ''میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گا اسے قتل نہ کرنا ہوسکتا ہے کہ یہ ہمیں فائدہ دے اور اسے ہم اپنا بیٹا بنالیں'' (القصص۔۹)

اس طرح موسیٰ بن عمران فرعون کے محل میں داخل ہوئے۔ اور وہ فرعون اور اس کی پولیس کے خواہشات کے برعکس زندہ و پائندہ رہے۔ پولیس اس اسرائیلی بچے تک راستہ نہ پاسکی۔ حالانکہ ان کی کوے کی آنکھیں اور چیونٹی کی ناک تھی۔ اللہ نے چاہا!

کہ بچوں کا دشمن فرعون ایک ایسے بچے کی پرورش کرے جس کے ہاتھوں اس کی بادشاہت کا خاتمہ ہوگا - بیچارہ فرعون موسیٰ کے بارے میں غلطی کر بیٹھا اور اس کے ساتھ اس کا وزیر ہامان اور اس کا لشکر بھی غلطی کر بیٹھا - جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے! ''آل فرعون نے اسے اٹھا لیا تا کہ وہ ان کا دشمن اور ان کے لیے غم کا باعث بنے بے شک فرعون ہامان اور ان دونوں کے لشکر خطا کار تھے ۔ (القصص ۔ ۸)

بچے کو دودھ کون پلائے گا؟

یہ نیا بچہ' خوبصورت بچہ محل کا کھلونا اور گھر کی کھیل بن گیا تھا ۔ ہر کوئی اسے پکڑتا اور چومتا اور ہر کوئی اس سے پیار کرتا اور اس کی تعریف کرتا اس لیے کہ ملکہ اس سے بہت ہی محبت کرتی تھی ۔ محل کی رانیاں اس سے کیوں نہ پیار کرتیں اور محل کے خادم بھلا اس سے کیوں پیار نہ کرتے؟ ہر کوئی اسے پکڑتا ہے اور چومتا ہے ۔ اس لیے کہ بچہ خوبصورت ہے ۔ ملکہ نے ایک دودھ پلانے والی کو طلب کیا تا کہ وہ اسے دودھ پلائے وہ آئی اس نے بچے کو پکڑا لیکن بچہ رونے لگتا ہے اور دودھ پینے سے انکار کر دیتا ہے ۔ ملکہ نے ایک دوسری دایہ کو طلب کیا' وہ حاضر ہوئی' اس نے بچے کو پکڑا لیکن بچہ روتا ہے اور دودھ پینے سے انکار کر دیتا ہے ۔ اسی طرح تیسری' چوتھی اور پانچویں کو طلب کیا لیکن بچہ بدستور روتا ہے اور دودھ پینے سے انکاری ہے ۔ بڑے ہی تعجب کی بات ہے ۔ بچہ دودھ کیوں نہیں پیتا' وہ روتا کیوں ہے؟ دودھ پلانے والی دایوں نے بہت کوشش کی کہ بچہ دودھ پی لے تا کہ ملکہ خوش ہو اور وہ اس سے انعام حاصل کریں ۔ لیکن اللہ نے اس پر دودھ پلانے والی دایوں کو حرام قرار دے دیا ۔ بچہ محل کی گفتگو اور گھر کا شغل بن گیا ۔ باتیں یوں ہونے لگیں ۔ میری بہن کیا تو نے اس نئے بچے کو دیکھا ہے؟ ہاں میں نے اسے دیکھا ہے ۔ بچہ بڑا خوبصورت ہے ۔ لیکن بچہ بڑا عجیب وغریب ہے عام بچوں جیسا نہیں! وہ دودھ ہی نہیں پیتا ۔ جب کوئی دودھ پلانے والی اسے پکڑتی ہے' وہ رو دیتا ہے اور انکار کر دیتا ہے ۔ بیچارہ زندہ کیسے رہے گا؟ یہ تو

مر جائے گا؟ ہاں بہت دن ہو گئے اس نے دودھ نہیں پیا۔

اپنی ماں کی گود میں

شفیق ماں نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کہا: میری بیٹی جا اپنے بھائی کو دیکھ شاید وہ زندہ ہو۔ اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ بچے کو میری طرف لوٹائے گا۔ اور وہ اس کی حفاظت کرے گا۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن گئی اور اپنے بھائی کو تلاش کرنے لگی۔ اس نے محل میں لوگوں کو ایک خوبصورت بچے کے بارے میں باتیں کرتے ہوئے سنا یہ رانی گئی! کھڑی ہوئی محل میں عورتوں کی باتیں سننے لگی۔ کچھ یوں باتیں ہو رہی تھیں! کیا وہ دودھ پلانے والی آگئی جسے ملکہ نے اسوان سے بلایا ہے؟ ہاں میری رانی" لیکن بچے نے انکار کر دیا اور اس کا دودھ بھی نہیں پیا۔ ارے بابا اس بچے کا کیا بنے گا؟ شاید یہ چھٹی دایہ ہے جس کو ملکہ نے آزمایا۔ ہاں کہتے ہیں کہ یہ نہایت صاف ستھری دودھ پلانے والی خاتون ہے ہر بچہ اس کا دودھ پی لیتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے یہ بات سنی بڑے ادب اور نرمی سے کہا: میں ایک خاتون کو جانتی ہوں جو شہر میں رہتی ہے۔ بچہ اس کا دودھ ضرور پی لے گا۔ ایک عورت نے کہا۔ میں نہیں مانتی۔ ہم نے چھ دودھ پلانے والی خواتین کو آزما لیا ہے' لیکن بچے نے دودھ نہیں پیا۔ دوسری نے کہا بھلا ہم ساتویں کو کیوں نہ آزمائیں اس میں کیا ہرج ہے؟ یہ خبر ملکہ تک پہنچی اس نے لڑکی کو اپنے پاس بلایا اور کہا جاؤ اور اس خاتون کو اپنے ساتھ لے آؤ۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ آئی' اور موسیٰ کو اس کی خدمت میں پیش کیا۔ بچہ خاتون کو چمٹ گیا اور اس نے دودھ پینا شروع کر دیا۔ گویا کہ وہ اس کا منتظر تھا۔ وہ دودھ کیوں نہ پیتا یہ اس کی شفیق ماں تھی؟ وہ دودھ کیوں نہ پیتا وہ تین دن سے بھوکا تھا؟ ملکہ حیران ہوئی محل والے حیران ہوئے۔ فرعون کو شک گذرا اور کہا! اس بچے نے اس عورت کو قبول کیوں کیا؟ کیا یہ اس کی ماں ہے؟ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کہا: میرے آقا میں ایک خوشبودار اور عمدہ دودھ والی خاتون ہوں ہر بچہ مجھے قبول کر لیتا ہے۔ فرعون یہ بات سن کر خاموش ہو گیا اور

اس کا معاوضہ لگا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اپنے گھر واپس آئی۔ اور اس کی گود میں موسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ ''ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا تا کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ غمزدہ نہ ہو تا کہ وہ جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے'' (القصص۔۱۳)

فرعون کے محل کی طرف

جب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے دودھ کی مدت پوری کر دی تو اسے لے کر محل کی طرف واپس آئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے بادشاہ کے محل میں پرورش پائی جس طرح بادشاہوں کے بیٹے پرورش پاتے ہیں۔ اس طرح موسیٰ علیہ السلام کے دل سے بادشاہوں اور مالداروں کی ہیبت جاتی رہی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ فرعون اور اس کے اہل خانہ کس طرح ناز و نخرے سے رہتے ہیں۔ بنی اسرائیل کیسے مشقت اٹھاتے ہیں تا کہ فرعون اور اس کے اہل خانہ خوشحالی کے دن بسر کریں۔ بنی اسرائیل کیسے بھوکے رہتے ہیں تا کہ فرعون اور اس کے اہل خانہ خوب پیٹ بھر کر کھائیں۔ اور وہ بنی اسرائیل کے ساتھ گدھوں اور چوپاؤں جیسا سلوک کیسے کرتے ہیں اور ان سے کیسے خدمت لیتے ہیں اور انہیں برا عذاب کیونکر چکھاتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام صبح و شام یہ سب کچھ دیکھتے اور خاموش رہتے۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام اس صورت حال سے ناراض تھے۔ بھلا اس کی قوم اور خاندان کی تذلیل اسے ناراض کیوں نہ کرتی۔ آخر وہ انبیاء کے بیٹے ہیں اور عزت والوں کے بیٹے ہیں۔ بنی اسرائیل کا گناہ کیا ہے؟ کیا وہ قبطی نہیں ہیں؟ کیا وہ کنعان کے باشندے ہیں؟ یہ تو کوئی جرم نہیں! یہ تو کوئی گناہ نہیں!

فیصلہ کن مار

جب موسیٰ علیہ السلام توانا جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اسے حکم اور علم عطا کیا۔

موسیٰ علیہ السلام ظالموں سے ناراض ہوتے تھے' اور انہیں ناپسند کرتے تھے۔ کمزوروں اور مظلوموں سے محبت کرتے اور ان کی مدد کرتے تھے۔ اور ہر نبی ایسے ہی کرتا ہے۔

ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے شہر میں داخل ہوئے لوگ کھیل کود میں مصروف تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ دو آدمی لڑ رہے ہیں۔ ایک بنی اسرئیل میں سے ہے اور دسورا بنی اسرائیل کے دشمن قبطیوں میں سے ہے۔ اسرائیلی چیخا اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی مدد کے لیے بلایا اور قبطی کی شکایت کی۔ موسیٰ علیہ السلام غضبناک ہوئے قبطی کو مکہ مارا اور یہ مار فیصلہ کن ثابت ہوئی۔ قبطی مر گیا۔ موسیٰ علیہ السلام بہت شرمندہ ہوئے۔ اور پہچان گئے کہ یہ شیطان کا کام ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حضور توبہ کی اور رجوع کیا اور اسی طرح ہر نبی کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ ''فرمایا یہ شیطان کا کام ہے وہ کھلم کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے'' (القصص۔ ۱۵)

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی توبہ کو قبول کیا اس لیے کہ موسیٰ علیہ السلام نے یہ ارادہ نہیں کیا تھا کہ وہ قبطی کو قتل کریں۔ بلکہ صرف اسے مارا اور یہ مار فیصلہ کن ثابت ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی تعریف کی اور کہا بے شک اللہ نے مجھ پر فضل و کرم کیا اور مجھے بخش دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''اے میرے رب یہ احسان جو تو نے مجھ پر کیا ہے اس کے بعد میں مجرموں کا ہرگز مددگار نہیں بنوں گا'' (القصص۔ ۱۷)

وہ شہر میں خوف زدہ ہوئے انتظار کرنے لگے اور ڈرنے لگے کہ کب فرعون کی پولیس آئے گی ان کی کوے کی آنکھیں اور چیونٹی کی ناک ہے۔ وہ خوف زدہ ہوئے اور انتظار کرنے لگے کہ پولیس کب آئے گی اور اسے جابر بادشاہ کے پاس لے جائے گی؟

پولیس نے فرعون کے خادموں میں سے ایک قبطی مقتول کو دیکھا۔ انہوں نے قاتل کو تلاش کیا۔ لیکن پولیس والے اس تک رسائی حاصل نہ کر سکے۔ قاتل کے بارے میں انہیں کون بتائے گا؟ یہ بات تو صرف موسیٰ علیہ السلام اور اسرائیلی ہی جانتے ہیں! مقتول تو شہر کی گفتگو اور شغل بن گیا۔ ہر ایک اس کے بارے میں باتیں کرتا ہے لیکن

کوئی بھی تو قاتل کو نہیں جانتا۔ فرعون غضبناک ہوا اور اس نے پولیس سے کہا تم پر لازم ہے کہ قاتل کی تلاش کرو۔

بھید ظاہر ہوتا ہے

دوسرے دن موسیٰ علیہ السلام اس اسرائیلی کو ایک دوسرے قبطی کے ساتھ لڑتا جھگڑتا دیکھتے ہیں۔ اسرائیلی کو شرم نہ آئی وہ چیختا چلایا اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی مدد کے لیے پکارا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم ذلیل آدمی ہو۔ کیا تو ہر روز لوگوں کے ساتھ لڑائی جھگڑے میں ہی مصروف رہے گا؟ اور یوں ہی چیختا چلاتا رہے گا اور مجھے مدد کے لیے بلاتا رہے گا۔؟ کیا میں تیری مدد کرتا رہوں گا؟ ''تو کھلم کھلا گمراہ شخص ہے'' لیکن موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ قبطی کو تھوڑا سا ادب سکھلائے تو ان دونوں کی طرف آگے بڑھے۔ اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام کا غصہ دیکھا اور لعن ملامت سنی اور وہ ڈر گیا کہ موسیٰ علیہ السلام اسے ماریں گے اور یہ مار بھی فیصلہ کن ثابت ہوگی۔ جیسا کہ آپ نے قبطی کو مارا تھا اور وہ مار فیصلہ کن ثابت ہوئی تھی۔ ''اس نے کہا: اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ تو مجھے قتل کر دے جس طرح کل ایک جان کو قتل کیا تھا۔ تو ملک میں جابر بننا چاہتا ہے۔ اور تو نہیں چاہتا کہ نیکی کرنے والوں سے ہو'' (القصص۔ ۱۹) یہاں قبطی نے پہچان لیا کہ موسیٰ ہی کل کا قاتل ہے۔ قبطی گیا اور اس نے پولیس کو اطلاع دی کہ موسیٰ ہی قاتل ہے۔ یہ اطلاع فرعون تک پہنچی تو وہ ناراض ہوا اور اس نے کہا: کیا وہ محل کا پروردہ نوجوان اور بادشاہ کا لے پالک؟ لیکن اللہ نے چاہا کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کی پولیس کے شر سے بچ جائے۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ ارادہ نہیں کیا تھا کہ وہ قبطی کو قتل کر دے بلکہ انہوں نے صرف ایک مکہ رسید کیا جو فیصلہ کن ثابت ہوا۔ لیکن فرعون اور اس کی پولیس اس بات کو تسلیم نہیں کریں گے اور وہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ عذر قبول نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں یہ فیصلہ طے کر لیا تھا کہ فرعون کی حکومت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ختم ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تقدیر

میں یہ بات طے کر دی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے بنی اسرائیل کو آزادی دلائی جائے۔ اللہ نے یہ بات طے کر دی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام لوگوں کو بندوں کی پوجا سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف نکال لے جائیں۔ یہ کیسے ممکن ہوگا جب کہ ان تک ظالم پولیس کے ہاتھ پہنچ جائیں۔ فرعون کے آدمی اور وزراء آپس میں یہ مشورہ کرتے تھے اور وہ موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا پختہ ارادہ کیے ہوئے تھے۔ ایک شخص یہ سب کچھ سنتا تھا اور وہ موسیٰ علیہ السلام کو پہچانتا تھا۔ وہ بھاگم بھاگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور اسے اطلاع دی اور کہا: ''آپ یہاں سے نکل جائیں میں تمہارا خیرخواہ ہوں'' ''وہ وہاں سے ڈرتے ہوئے اور سہمے ہوئے نکل گئے اور عرض کی اے میرے پروردگار ظالم قوم سے تو مجھے بچا لے'' (القصص۔۲۱)

مصر سے مدین کی طرف

لیکن موسیٰ علیہ السلام کہاں جائیں؟ مصر تو سارے کا سارا فرعون کی مملکت ہے! فرعون کی پولیس گھات لگائے ہوئے ہے۔ ان کی کوے کی آنکھیں اور چیونٹی کی ناک ہے! اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خیال ڈالا کہ وہ ایک عربی ملک مدین چلے جائیں وہاں تک فرعون کا ہاتھ نہیں پہنچے گا۔ مدین ایک دیہاتی علاقہ ہے اس میں مصر جیسی تہذیب و شہریت نہیں ہے۔ لیکن وہ خوشحال ملک ہے اس لیے کہ وہ فرعون کی پہنچ سے دور ہے۔ وہ خوشحال اور آزاد ملک ہے اس لیے کہ وہ فرعون کے حکم کے ماتحت نہیں۔ آزادی اور عدل وانصاف کے ہوتے ہوئے دیہاتی زندگی کس قدر خوشگوار ہے! بندگی اور ذلت کے ہوتے ہوئے شہری زندگی کس قدر بدبختی اور دشواری کی علامت ہے۔ یہاں پہ ہر ایک کی صبح اس حالت میں ہوتی ہے کہ وہ فرعون کے غلبے اور ڈانٹ ڈپٹ سے خوف زدہ نہیں۔ یہاں پہ ہر ایک اس حالت میں رات گزارتا ہے کہ وہ فرعون کی پولیس اور اس کے شر سے نہیں ڈرتا۔ یہاں پہ نہ ہی بیٹوں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے مدین کا ارادہ کیا۔ مصر سے وہ ڈرتے ہوئے اور ہر طرف نگاہ

دوڑاتے ہوئے نکلے۔ کہ کوئی اس کے پیچھے نہ لگ جائے۔ لیکن پولیس سوگئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہوئے اللہ کو پکارتے ہوئے اور اس سے مدد طلب کرتے ہوئے نکلے۔ قرآن مجید میں بیان ہے۔ ''جب انہوں نے مدین کی طرف رخ کیا تو عرض کی امید ہے کہ میرا رب مجھے ٹھیک راستے پر ڈال دے گا۔'' (القصص ۲۲)

مدین میں

حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین پہنچے نہ وہ کسی کو پہنچانتے تھے اور نہ ہی کوئی اسے پہنچانتا تھا۔ رات کو وہ کس کے پاس ٹھہریں گے؟ وہ رات کہاں گزاریں گے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام حیران ہوئے لیکن انہوں نے یقین کیا کہ اللہ انہیں ضائع نہیں کرے گا۔ وہاں ایک کنواں تھا جہاں یہ لوگ اپنی بکریوں اور مویشیوں کو پانی پلاتے تھے۔ وہاں آپ نے دو عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنی بکریاں روکے کھڑی ہیں۔ اور وہ دونوں انتظار کر رہی ہیں۔ کہ لوگ پانی پلالیں تاکہ بعد میں وہ دونوں بھی پانی پلائیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ منظر دیکھا چونکہ ان کے دل میں ایک شریف انسان جیسی ہمدردی اور ایک رحم دل باپ جیسی شفقت موجود تھی۔ آپ نے کہا: تم دونوں پانی کیوں نہیں پلاتیں؟ ان دونوں نے کہا: ہمارے لیے یہ ممکن نہیں کہ ہم اپنی بکریوں کو پانی پلائیں جب تک کہ یہ لوگ نہ پلالیں۔ اس لیے کہ یہ توانا ہیں اور ہم کمزور اس لیے کہ وہ مرد ہیں اور ہم عورتیں۔ گویا کہ دونوں نے یہ بات جان لی کہ موسیٰ علیہ السلام ان سے ضرور یہ سوال کریں گے تمہارے گھر کا کوئی مرد پانی کیوں نہیں پلاتا؟ لہذا انہوں نے پہلے ہی یہ کہہ دیا: ''ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے'' حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں ایک شریف انسان کی ہمدردی نے جوش مارا ان دونوں کی جگہ بکریوں کو پانی پلایا اور وہ دونوں چلی گئیں۔ اب موسیٰ علیہ السلام کہاں جائیں؟ رات کو وہ کہاں ٹھہریں؟ وہ رات کہاں گزاریں؟ وہ کسی کو جانتے نہیں اور نہ ہی کوئی اسے جانتا ہے! قرآن مجید

میں بیان ہے۔ ''پھر آپ نے سائے کی طرف رخ کیا اور عرض کی میرے پروردگار جو کچھ تو میرے لیے اتارے میں اس کا محتاج ہوں'' (القصص۔۲۴)

بلاوا

دونوں لڑکیاں وقت سے پہلے گھر پہنچیں تو ان کے باپ نے تعجب کیا اور ان دونوں سے سبب پوچھا۔ آپ نے ان دونوں سے کہا: میری بیٹیو تم آج جلدی کیسے آ گئیں؟ تم آج وقت سے پہلے کیسے پہنچ گئیں؟ دونوں رانیوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ایک شریف الطبع مرد کو بھیج دیا جس نے ہماری جگہ بکریوں کو پانی پلا دیا۔ شیخ نے تعجب کیا اور وہ پہچان گئے کہ یہ کوئی اجنبی آدمی ہے' اس لیے کہ آج تک کسی نے بھی ان پر رحم نہیں کھایا تھا۔ شیخ نے کہا! تم دونوں اس شخص کو کہاں چھوڑ آئی؟ دونوں نے کہا! ہم نے اسے اس کی جگہ پر چھوڑا' وہ ایک اجنبی شخص ہے جس کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ شیخ نے کہا: میری بیٹیو تم نے اچھا نہیں کیا۔ ایک اجنبی شخص نے ہم پر احسان کیا شہر میں اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ وہ رات کہاں ٹھہرے گا' وہ رات کہاں بسر کرے گا؟ اس کی مہمان نوازی کا ہم پر حق ہے' اس کے احسان کا بدلہ دینا ہم پر لازم ہے۔ تم میں سے ایک جائے اور اسے اپنے ہمراہ لے آئے۔'' ان میں سے ایک لڑکی موسیٰ علیہ السلام کے پاس شرم وحیا کی تصویر بنی ہوئی چل کر آئی اس نے کہا! میرے ابو آپ کو بلا رہے ہیں تا کہ جو آپ نے ہماری جگہ پانی پلایا ہے اس کی اجرت آپ کو دیں۔'' (القصص۔۲۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام پہچان گئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول کر لیا ہے۔ اور اس کی جگہ بنا دی ہے۔ تو آپ نے جانے سے انکار نہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے آگے آگے ہو لیے تا کہ آپ کی نظر اس پر نہ پڑے۔ موسیٰ علیہ السلام معزز انسان کی طرح چلے۔ جب آپ شیخ کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپ کا نام وطن اور حالات پوچھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو اپنے بارے میں اطلاع دی اور اپنی کہانی

بیان کر دی۔ شیخ نے یہ سب کچھ صبر اور سکون سے سنا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی کہانی ختم کی تو فرمایا: ڈرو نہیں تم ظالم قوم سے نجات پا گئے ہو"

شادی

حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس ایک معزز مہمان کی طرح رہے۔ بلکہ انہوں نے اپنے طرز عمل سے ان کے ہاں پیارے بیٹے کی جگہ بنا لی۔ ایک روز رانی نے اپنے باپ سے بڑے ہی واضح اور پاکیزہ انداز میں کہا: ابا جان اسے اپنے ہاں مزدوری پہ رکھ لیں۔ بلاشبہ یہ جسے آپ مزدوری پہ رکھیں گے طاقتور بھی ہے اور دیانت دار بھی۔ شیخ نے کہا: میری بیٹی اس کی طاقت کا تجھے کیسے علم ہوا؟

اس نے کہا: جہاں تک اس کی طاقت کا سوال ہے اس اکیلے نے کنویں کا وہ ڈھکنا اٹھا دیا جسے پوری جماعت مل کر اٹھاتی ہے۔ اور جہاں تک اس کی امانت و دیانت کا تعلق ہے۔ یہ میرے آگے آگے چلا اور سارے راستے میں اس نے میری طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ مزدور اور خادم کے لیے ضروری ہے کہ طاقتور بھی ہو اور دیانت دار بھی۔ اگر وہ طاقت ور نہیں ہوگا۔ تو کام میں کمزور رہے گا۔ اگر وہ دیانت دار نہیں ہوگا تو اس کی طاقت اس کی خیانت کی وجہ سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ رانی کی بات شیخ کی دلی خواہش کے مطابق تھی۔ لیکن اس مسئلے کے بارے میں انہوں نے ایک والد کی طرح سوچا۔ اس مسئلے کے بارے میں انہوں نے ایک دانشور شیخ کی طرح غور وفکر کیا: شیخ نے اپنے دل میں کہا: اس نوجوان سے بڑھ کر اور کون زیادہ مستحق ہوگا کہ وہ میرا داماد بنے۔ مجھے دنیا میں اس نوجوان سے زیادہ افضل کہاں سے ملے گا۔ مدین میں تو میں اس لائق کسی کو سمجھتا ہی نہیں! شاید اللہ اس نوجوان کو میرے پاس لایا ہے۔ تا کہ وہ میرا داماد اور معاون بن جائے۔ آپ نے بڑے وقار، شفقت اور حکمت کے انداز میں کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ میں ان دو میں سے اپنی ایک بیٹی کی شادی تجھ سے کر دوں اس شرط پر کہ آٹھ سال تو میرا کام کرے گا۔" یہی تیرا مہر ہوگا۔ یہ آٹھ سال یہاں

گزارنے ضروری ہوں گے۔ اگر اپنی جانب سے دس پورے کر دیں تو مہربانی ہوگی۔ میں آپ کو کسی مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا آپ مجھے ان شاء اللہ نیک لوگوں میں سے پائیں گے۔ شیخ کو اس بات کا اندیشہ ہوا کہ نوجوان اس کی بیٹی سے نہ ر چایا جائے گا۔ اور وہ اکیلے رہ جائیں گے۔ شیخ نے خیال کیا کہ نوجوان کو آزمائے یہاں تک کہ جب مطمئن ہو جائے تو اسے الوداع کہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس معاہدے پر اتفاق کیا۔ اور انہوں نے خیال کیا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں ضرور برکت ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے مدین کی طرف لایا ہے اور شیخ کی طرف بھیجا اور اس نے دل میں شفقت اور محبت ڈالی۔ فرمایا: ''یہ میرے اور آپ کے درمیان معاہدہ طے ہے'' لیکن موسیٰ علیہ السلام نے اپنی حکمت اور دانائی کے ذریعے ارادہ کیا کہ وہ اپنے لیے اختیار کا حق محفوظ رکھیں گے شاید کہ وہ اکتا جائیں۔ تو فرمایا۔ دونوں میں سے کوئی سی مدت بھی گزاروں تو مجھ پر کوئی قدغن نہ ہوگی۔ جو ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر کارساز ہے'' (القصص۔ ۲۸)

مصر کی طرف

جب موسیٰ علیہ السلام نے مقررہ مدت پوری کر لی تو اپنے اہل کو لے کر چلے! شیخ کو الوداع کہا اور شیخ نے اسے الوداع کیا اور اسے دعا دی۔ اے میرے بیٹے اللہ برکت دے! اچھا بیٹی اللہ کے حوالے! حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اہل کو لے کر سفر پر روانہ ہوئے' رات سرد اور اندھیری تھی۔ لیکن صحرا میں آگ کہاں؟ وہ دونوں کیا کریں گے جب کہ وہ آگ نہیں پائیں گے جس سے گرمی حاصل کریں' جب کہ وہ روشنی نہ پائیں گے جس سے وہ راستہ تلاش کر سکیں؟ دارانحالیکہ دونوں چلے جا رہے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام آگ تلاش کر رہے ہیں۔ ''اچانک موسیٰ علیہ السلام نے آگ دیکھی انہوں نے اپنے اہل سے کہا ٹھہرو میں نے آگ محسوس کی ہے شاید میں

اس کا انگار تمہارے پاس لاسکوں یا آگ کی اطلاع پاسکوں'' (طہ۔۱۰)
حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ کی طرف شوق کے دوش پر سوار چلے۔''جب اس کے پاس آئے آواز دی گئی اے موسیٰ میں تیرا رب ہوں اپنے جوتے اتار دو۔ تم طوی نامی مقدس وادی میں ہو'' یہاں اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوئے اور اس کی طرف وحی کی۔''میں نے تجھے چن لیا ہے غور سے سنو جو تیری طرف وحی کی جاتی ہے'' ''میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں میری یاد کی خاطر نماز قائم کرو بے شک قیامت آنے والی ہے'' حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی جسے وہ اٹھائے رکھتے تھے اور اس سے مدد لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں یہ کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے بڑی وضاحت اور سادگی سے جواب دیا'' ''یہ میری لاٹھی ہے'' حضرت موسیٰ علیہ السلام تفصیل کے ساتھ اس لاٹھی کے فوائد شمار کرنے لگے۔ اس لیے کہ انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کریں اور باتیں ذرا لمبی ہوں۔ انہوں نے کہا: ''یہ میری لاٹھی ہے میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے میں بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور اس سے میں اپنے لیے دیگر بہت سے کام بھی لیتا ہوں'' ''فرمایا اے موسیٰ اسے زمین پر پھینک دو'' ''آپ نے اسے زمین پر پھینکا تو وہ سانپ بن کر لہرانے لگا'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسے پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم اسے پہلی شکل میں لوٹا دیں گے'' حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک دوسری نشانی عطا کی گئی۔ یہ سفید ہاتھ کی نشانی ہے'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ''اپنا ہاتھ اپنے بازو کے ساتھ ملاؤ یہ سفید بغیر کسی عیب کے نکلے گا۔ یہ ایک دوسری نشانی ہے'' (طہ:۲۲)

فرعون کی طرف جاؤ وہ سرکش ہوگیا

یہ سب کچھ ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنا کام شروع کرے جس کے لیے اللہ نے اسے پیدا کیا تھا۔ فرعون نے ملک میں تہلکہ مچا دیا۔ بلاشبہ فرعون نے ملک میں فساد برپا کر دیا۔ فرعون کی قوم نے اللہ کا انکار کر دیا۔

فرعون کی قوم نے ملک میں فساد برپا کر دیا۔ اللہ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا' بے شک اللہ زمین میں فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ نے چاہا کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کی قوم کی طرف جائے۔ ''بلاشبہ وہ فاسق قوم تھی۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام فرعون کی طرف کیسے جاتے اور ظالم کا سامنا کیسے کرتے؟ اس نے کل ایک قبطی کو قتل کر دیا تھا اور کل ابھی دور نہ تھی۔ وہ مصر سے ڈرتے ہوئے نکلے تھے پولیس اور محل والے اسے پہچانتے تھے۔ کہا: میرے رب میں نے ان کے ایک فرد کو قتل کیا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ اس کی زبان میں لکنت ہے۔ لیکن اللہ یہ سب کچھ جانتا تھا اور اس سب کچھ کے باوجود چاہتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام جائیں۔ ''اور جب پکارا تیرے رب نے موسیٰ علیہ السلام کو کہ ظالم قوم کے پاس جاؤ یعنی قوم فرعون کے پاس کہ وہ ڈرتے نہیں ہیں'' عرض کی میرے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ میرا سینہ تنگ ہے میری زبان چلتی نہیں میرے ساتھ ہارون کو بھیجئے'' ''ان کا میرے ذمے ایک جرم بھی ہے میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے'' فرمایا! تم دونوں میری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ سننے والے ہیں'' تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اس سے کہو ہم رب العالمین کے رسول ہیں'' ''ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو روانہ کر دو'' اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون کو فرعون کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنے کی تلقین کی۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کے ساتھ ایک حد تک نرم رویہ اختیار کرنے کو پسند کرتا ہے۔ فرمایا: تم دونوں اس سے نرم بات کرنا شاید کہ وہ نصیحت حاصل کر لے یا ڈر جائے'' (طٰہ۔۴۴)

فرعون کے روبرو

حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس آئے اس کی مجلس میں کھڑے ہوئے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے لگے۔ ظالم فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جرات سے غضبناک ہوا اور بڑے طمطراق اور تکبر سے کہنے لگا۔

اے نو جوان تم کون ہو کہ میری مجلس میں کھڑے ہو کر مجھے نصیحت کرنے لگے ہو؟ کیا تو وہی لڑکا نہیں جسے ہم نے دریا سے پکڑا تھا۔ کیا بچپن میں ہم نے تیری تربیت نہیں کی اور تم نے اپنی عمر کے کئی سال ہم میں گزارے۔ تم نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہو دیا اور تم ناشکروں میں سے ہو۔ موسیٰ علیہ السلام فرعون کی باتوں سے ناراض نہ ہوئے نہ اسے جھٹلایا نہ انکار کیا اور نہ ہی کوئی معذرت کی بلکہ بڑی وضاحت اور وقار کے ساتھ جواب دیا۔ میں نے وہ اس وقت کیا تھا جب کہ میں بھٹکا ہوا راہی تھا۔ جب میں نے تم سے خطرہ محسوس کیا تو میں یہاں سے بھاگ گیا میرے رب نے مجھے حکم عطا کیا اور مجھے اس نے رسولوں کی لڑی میں پرو دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو مجھے تربیت کا احسان جتلاتا ہے۔ لیکن تو یہ نہیں دیکھتا کہ میں تیرے ہاتھ کیوں لگا؟ تیرے لیے کیسے ممکن ہوا کہ تو میری تربیت کرے؟ اگر تو بچوں کو قتل کرنے کا حکم نہ دیتا میری امی مجھے دریائے نیل میں نہ ڈالتی اور میں تیرے ہاتھ نہ لگتا۔ کیا یہ ایک ایسی نعمت نہیں ہے جو شمار کی جائے اور جس کا تذکرہ تیرے ظلم اور سختی کے پہلو میں کیا جائے؟ تو نے میری ساری قوم کے ساتھ گدھوں اور چوپاؤں جیسا سلوک کیا ہے۔ تو انہیں کتوں کی مانند ڈانٹ ڈپٹ پلاتا رہا۔ تو انہیں برا عذاب چکھاتا رہا۔ یہ تیری کون سی عظمت ہے کہ تو نے ان کے ایک بچے کی کفالت کی اور وہ بھی جہالت اور غلطی کی بنا پر ہوئی۔ یہ کوئی احسان ہے جو تو مجھے جتلا رہا ہے۔ تو نے تو بنی اسرائیل کو غلام بنائے رکھا''

دعوت الی اللہ

فرعون عاجز آ گیا اور اس نے کوئی جواب نہ پایا اس نے ارادہ کیا کہ گلو خلاصی کرائے تو کہا: یہ رب العالمین کیا ہے جس کا میں تجھے تذکرہ کرتے ہوئے سنتا ہوں؟ ''فرمایا: آسمانوں' زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے کا پروردگار اگر تم یقین لانے والے ہو'' فرعون اس جواب سے غضبناک ہوا اس نے ارادہ کیا کہ اہل مجلس بھی غضبناک ہوں اور تعجب کا اظہار کریں۔ اس نے ان لوگوں سے کہا جو اس کے ارد گرد

تھے" کیا تم سن رہے ہو"؟ موسیٰ علیہ السلام نے بات کو ختم نہ کیا بلکہ فرعون پر ایک دوسری چوٹ لگائی۔ "فرمایا: تمہارا اور تمہارے پہلے آباء و اجداد کا رب" فرعون کا غصہ شدید ہوا اور وہ صبر نہ کر سکا اس نے کہا: "بلاشبہ تمہارا رسول جسے تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یقیناً دیوانہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بات کو ختم نہ کیا بلکہ فرعون پر ایک تیسری چوٹ لگائی۔ "فرمایا! مشرق و مغرب اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے ان کا رب اگر تم سمجھو تو" فرعون نے ارادہ کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کو اس کڑوے کیسلے موضوع سے ہٹا کر کسی اور بات میں مشغول کر دے۔ فرعون نے چاہا: کہ وہ اپنی حاشیہ نشینوں کے غصے کو بڑھکائے۔ تو اس نے کہا پہلی قوموں کا کیا حال ہے؟ فرعون نے اپنے دل میں کہا: جب موسیٰ کہے گا کہ وہ حق پر تھے۔ میں کہوں گا وہ تو بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے! جب موسیٰ یہ کہے گا کہ وہ گمراہی اور حماقت میں مبتلا تھے۔ تو اہل مجلس ناراض ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ موسیٰ نے ہمارے باپ دادا کو گالی دی ہے۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام فرعون سے زیادہ عقل مند تھے۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کی طرف سے نور کے راستے پر تھے آپ نے فرمایا: "اس کا علم میرے رب کے پاس کتاب میں موجود ہے میرا رب نہ بھٹکتا ہے اور نہ ہی بھولتا ہے" پھر موسیٰ علیہ السلام ایسی باتیں فرمانے لگے جن سے وہ نہ راہ فرار اختیار کر سکتا ہے اور نہ گلو خلاصی کرا سکتا ہے فرمایا: "میرا رب نہ بھٹکتا ہے اور نہ ہی بھولتا ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنا دیا اور اس میں تمہارے لیے راستے بنائے اور آسمان سے پانی اتارا" فرعون یہ باتیں سن کر حیران رہ گیا اور کھسیانا ہوا۔ اسے پتہ ہی نہ چلا کہ اب وہ کیا کہے: اس نے وہی کہا جو بادشاہ ایسے وقت میں کہتے ہیں جب وہ عاجز آ جاتے ہیں اور غضبناک ہوتے ہیں۔ "اس نے کہا: اگر تو نے میرے علاوہ کسی اور کو معبود بنایا تو میں تجھے ضرور قیدی بنا دوں گا"

موسیٰ علیہ السلام کے معجزات

جب فرعون نے اپنا تیر چھوڑا تو موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ وہ اس کی

طرف اللہ کا تیر چلائیں۔ ''فرمایا کیا میں لاؤں تیرے پاس ایک واضح چیز؟'' ''اس نے کہا لاؤ اگر تم سچے ہو'' ''موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پھینکی تو اچانک وہ ایک کھلم کھلا اژدھا بن گئی'' ''اپنا ہاتھ نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے لیے چمکتا ہوا سفید دکھائی دیا'' فرعون کو ایک بات سوجھی جو وہ اپنے ہم نشینوں سے کہے۔ ''اس نے اپنے اردگرد سرداروں سے کہا: یہ ایک عالم جادوگر ہے۔ اہل مجلس نے اتفاق کیا اور کہا: ''یہ تو کھلم کھلا جادو ہے'' ''موسیٰ علیہ السلام نے کہا: کیا جب حق بات تمہارے پاس آئے تو تم کہتے ہو کہ یہ جادو ہے جادوگر کامیاب نہیں ہوتے'' فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف ایک دوسرا تیر پھینکا تو کہا: ''کہا کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ تو ہمارا اس سے رخ پھیر دے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور ملک میں تم دونوں کی بڑھائی تسلیم کر لی جائے ہم تم دونوں پر ایمان لانے والے نہیں'' فرعون نے ارادہ کیا کہ سرداروں کو موسیٰ سے خوف زدہ کر دے جیسا کہ بادشاہ کیا کرتے ہیں۔ فرعون نے کہا موسیٰ چاہتا ہے کہ وہ اپنے جادو کے ذریعے تمہیں تمہاری سرزمین سے نکال دے اب تمہارا کیا مشورہ ہے۔؟ سرداروں نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی مملکت کے جادوگروں کو اکٹھا کرے اور ان کے ذریعے موسیٰ پر تیر آزمائی کرے۔ ایسا ہی ہوا: مملکت مصر میں اعلان کر دیا گیا۔ ''خبردار جو جادو کو جانتا ہے وہ بادشاہ کے پاس حاضر ہو جائے'' ملک کے تمام کونوں میں سے ہر کونے سے جادوگر اکٹھے ہو گئے۔ آرائش ونمائش کا دن مقرر کر دیا گیا۔

لوگوں سے کہا گیا کیا تم اکٹھے ہو گے؟ ''شاید کہ ہم جادوگروں کی پیروی کریں اگر وہ غالب آ گئے''

میدان کی طرف

تم لوگوں کو دیکھتا ہے کہ وہ اپنے گھروں سے چاشت کے وقت نکل رہے ہیں اور میدان کی طرف گروہ در گروہ چلے جا رہے ہیں میدان کی طرف بچے جوان

بوڑھے اور عورتیں چلے جا رہے ہیں۔ گھر میں بیمار اور معذور کے علاوہ کوئی باقی نہ رہا۔ مطریہ قصبے میں آج تجھے جادو اور جادوگروں کے ناموں کے علاوہ کوئی دوسری بات سنائی نہیں دے گی۔ باتیں کچھ یوں ہو رہی تھیں۔ کیا اسوان کا بڑا جادوگر بھی آ گیا؟ ہاں اقصر اور میزہ کے مشہور جادوگر آ گئے۔ بھائی جان تمہارا کیا خیال ہے آج کون غالب آئے گا؟ مصر نے آج اپنے جگر گوشے پھینک دیئے ہیں کیا کوئی ان پر غلبہ حاصل کر سکے گا۔ موسیٰ اور اس کا بھائی ان پر کیسے غلبہ حاصل کر سکیں گے ان دونوں نے جادو کہاں سے سیکھا؟ موسیٰ نے بادشاہ کے محل میں پرورش پائی پھر وہ مصر سے ڈرتے ہوئے نکل گیا کئی سال مدین میں رہا۔ انہوں نے جادو کہاں سے سیکھ لیا؟ کیا مصر میں؟ نہیں بالکل نہیں! کیا مدین میں؟ ہم نے وہاں اس کے بارے میں سنا ہی نہیں۔! بنی اسرائیل آئے وہ ناامیدی و امید کی کشمکش میں تھے شاید ناامیدی زیادہ غالب تھی۔ اللہ ابن عمران پر رحم کرے! اللہ بنی اسرائیل کی مدد کرے! جادوگر آئے اور وہ بڑے طمطراق اور فخریہ انداز میں سامنے آئے۔ رنگا رنگ لباس میں وہ نمودار اس طرح ہوئے کہ وہ لاٹھیاں اور رسیاں اٹھائے ہوئے نکلے۔ وہ نمودار ہوئے ہنس رہے ہیں اور اکڑفوں کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں آج کا دن فن کے اظہار کا دن ہے! آج بادشاہ ہمارا کارنامہ دیکھے گا۔ آج قوم ہماری عظمت کو دیکھے گی۔ جب جادوگر آئے تو انہوں نے فرعون سے کہا اگر ہم غالب آ گئے تو کیا ہمیں اجر ملے گا؟ فرعون نے کہا: ہاں بایں صورت تم میرے مقرب بن جاؤ گے بادشاہوں کا انعام یہی ہوتا ہے۔ بادشاہوں کی عطا یہی ہوتی ہے۔ اسی سے مردوں کو دھوکا دیا جاتا ہے۔ اسی سے جوانمردوں کو شکار کیا جاتا ہے۔ جادوگر فرعون کے وعدے مواعید سے خوش ہو گئے۔

حق اور باطل کے درمیان

موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: پھینکو جو تم پھینکنے والے ہو'' انہوں نے میدان میں اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پھینک دیں اور کہا فرعون کی عزت کی قسم ہم غالب

آ کر رہیں گے" لوگوں نے عجب تماشا دیکھا' سانپ میدان میں دوڑ رہے ہیں۔ لوگ دہشت زدہ ہوئے اور وہ پیچھے کی طرف پلٹے۔ اور شور مچایا سانپ! سانپ! عورتیں چلائیں' بچے روئے میدان میں شور و غوغا مچا' سانپ! سانپ! موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا لوگوں نے دیکھا سبھی حیران ہوئے۔ "ان کی رسیاں اور لاٹھیاں جادو کے اثر سے یوں دیکھائی دے رہی تھیں جیسے کہ وہ دوڑ رہی ہیں" موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خوف کا کھٹکا محسوس ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام آخر کیوں نہ ڈرتے؟ یہ آزمائش کا دن تھا امتحان کے وقت انسان کو عزت ملتی ہے یا رسوائی۔ اگر جادوگر غالب آ جاتے ہیں اللہ ایسا مقدر میں نہ کرے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام مغلوب ہو جاتے ہیں اللہ ایسا نہ کرے۔ کیا ہوگا؟ اللہ کی پناہ!! موسیٰ علیہ السلام کا غلبہ صرف ایک آدمی کا غلبہ نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ بادشاہ کے سامنے دین کا غلبہ ہوگا۔ بلکہ وہ باطل کے سامنے حق کا غلبہ ہوگا۔ اللہ بھلا کرے! اللہ خیر کرے! اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حوصلہ دلایا اور فرمایا" ڈرو نہیں تم ہی غالب آ ؤ گے" "جو کچھ تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اسے پھینک دو یہ نگل لے گا اس سب کچھ کو جو انہوں نے کیا۔ انہوں نے جو کیا وہ جادوگر کی ایک تدبیر ہے۔ جادوگر جو بھی لاتا ہے اس میں کامیاب نہیں ہوتا۔" "موسیٰ علیہ السلام نے کہا: جو تم جادو لائے ہو اللہ اسے عنقریب جھٹلا دے گا۔ اللہ فساد برپا کرنے والوں کے عمل کو درست نہیں کرتا" "اللہ اپنی باتوں کے ذریعے حق کو سچ کر دیتے ہیں۔ اگر چہ اس بات کو مجرم ناپسند کریں" حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پھینکی وہ نگلنے لگی جو وہ طومار باندھ رہے تھے۔ "حق ثابت ہو گیا اور جو وہ کر رہے تھے باطل ہو گیا" جادوگر دہشت زدہ ہوئے اور کھسیانے ہوئے۔ یہ کیا ہو گیا؟ ہم جادو اور اس کی اصل کو جانتے ہیں! ہم جادو اور اس کی اقسام کو جانتے ہیں! ہم فن کے استاد ہیں اور ہم فن کے امام ہیں! یہ جادو نہیں ہے! یہ جادو نہیں ہے! اگر یہ جادو ہوتا تو ہم جادو کا مقابلہ جادو سے کرتے اور فن کو فن سے ٹکراتے۔ لیکن ہمارا فن اس کے سامنے ماند پڑ گیا ہے

اور پگل گیا ہے جس طرح شبنم دھوپ کے سامنے پگل جاتی ہے۔ یہ کہاں سے آیا؟ یقیناً یہ اللہ کی جانب سے ہے! جادوگر مان گئے کہ موسیٰ علیہ السلام نبی ہے اور اللہ نے اسے معجزہ عطا کیا ہے۔ وہ چیخنے لگے اور انہوں نے شور مچا دیا۔ ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لے آئے۔ جادوگر سجدے میں گر گئے۔ انہوں نے کہا ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے۔ یعنی موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔'' (طٰہ-۷۰)

فرعون کی دھمکی

فرعون کی دیوانگی میں اضافہ ہوا! فرعون کھڑا ہوا اور بیٹھا چھکا اور کڑکا۔ بیچارہ فرعون اس دلدل میں گر گیا جس کی اسے امید نہ تھی۔ اس نے ارادہ کیا تھا کہ جادو کے ذریعے موسیٰ علیہ السلام کو شکست دے۔ لیکن جادوگر موسیٰ علیہ السلام کا لشکر بن گئے۔ اس نے ارادہ کیا کہ لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام سے روکیں۔ تو جادوگر آئے اور پہلے مومن بنے۔ اس کے تیر اسی کی طرف پلٹ آئے۔ فرعون کا نظریہ تھا کہ وہ اسی طرح عقلوں کا بادشاہ بھی ہے جس طرح کہ وہ جسموں کا بادشاہ ہے۔ اس کی دلوں پر بھی حکمرانی ہے جس طرح کہ اس کی زبانوں پر حکمرانی ہے۔ مصر میں کسی کو اختیار حاصل نہیں کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی نظریہ اپنائے یا کسی چیز پر ایمان لائے اس نے بڑے تکبر اور نخوت سے کہا! ''تم اس پر ایمان لے آئے پہلے اس سے کہ میں تمہیں اجازت دیتا'' فرعون نے ان پر بادشاہوں کے تیروں میں سے ایک تیر پھینکا۔ تو کہا: یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھلایا۔ ان کی طرف ایک دوسرا تیر پھینکا۔ اور کہا: یہ تمہاری ایک چال ہے جو تم نے شہر میں چال چلی تاکہ تم اس کے باشندوں کو یہاں سے نکال دو عنقریب تم جان لو گے۔ پھر ایک تیسرا زہریلا تیر ان کی طرف پھینکا یہ بادشاہوں کے ترکش میں آخری تیر ہوتا ہے۔ ''میں تمہارے ہاتھ پاؤں مختلف سمت میں کاٹ دوں گا اور تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا۔ مومنوں نے تمام تیر ایمان اور صبر کی ڈھال پر سہہ لیے اور کہا: کوئی بات نہیں ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔ ہمیں لالچ ہے

کہ ہمارا رب ہماری خطاؤں کو بخش دے یہ کہ ہم پہلے مومن ٹھہرے'' انہوں نے ایمان اور جرات سے کہا: ''ہم اپنے رب پر ایمان لے آئے تا کہ وہ ہماری خطاؤں کو بخش دے۔

فرعون کی حماقت

فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو بہت زیادہ اہمیت دی اور اس کی نیند اڑ گئی۔ فرعون کو کھانا اور پانی اچھا نہیں لگتا ہے۔ دوسروں نے بھی اس کے غصے کو بھڑکایا اور کہا: ''کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو یونہی چھوڑ دے گا۔ تا کہ وہ زمین میں فساد برپا کریں اور وہ تجھے اور تیرے خداؤں کو چھوڑے رکھے؟ فرعون ناراض ہوا اور بھڑکا۔ ''اس نے کہا ہم ان کے بیٹوں کو قتل کر دیں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دیں گے بے شک ہم ان پر غالب ہیں۔'' فرعون نے ارادہ کیا کہ بنی اسرائیل اور اہل مصر کو موسیٰ علیہ السلام سے ہر حیلے روکے رکھے۔ فرعون نے اپنی قوم میں اعلان کیا اور کہا! اے میری قوم کیا یہ ملک مصر اور یہ دریا جو میرے ماتحت چلتے ہیں میرے نہیں کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو'' ''کیا میں بہتر ہوں اس شخص سے جو ذلیل ہے اور کھل کر بات بھی نہیں کر سکتا'' فرعون نے بڑی نرمی اور بردباری سے کہا: ''اے سرداران قوم میں اپنے علاوہ تمہارا معبود کسی کو نہیں جانتا''! گویا اس نے بہت تحقیق کی بہت سوچا اور اپنی قوم کو نصیحت کی اور حماقت و دیوانگی کی حالت میں کہا: اے ہامان میرے لیے اینٹیں تیار کر دو اور ایک اونچا محل بناؤ ممکن ہے کہ میں وہاں سے موسیٰ کے معبود کو جھانک سکوں میں اسے جھوٹا خیال کرتا ہوں'' فرعون تو بڑا دور رہا وہ تو بادلوں تک نہ پہنچ سکا چاند تو در کنار وہ تو چاند تک نہ پہنچ سکا سورج تو در کنار۔ وہ سورج تک نہ پہنچ سکا چہ جائیکہ ستارے۔ فرعون خائب و خاسر ہوا شرمندہ ہوا فرعون عاجز آ گیا اور بیٹھ گیا۔ بیچارا فرعون کیا وہ جانتا نہیں کہ اللہ نے زمیں اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا۔ ''اور اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو زمین کی گیلی مٹی کے نیچے ہے۔'' وہ آسمانوں میں بھی معبود حقیقی ہے اور زمین بھی معبود حقیقی ہے۔ فرعون نے کوئی حیلہ نہ پایا

مگر یہ کہ وہ موسیٰ کو قتل کر دے اور اس کے پاس دلیل یہ تھی کہ موسیٰ زمین میں فساد برپا کر رہا ہے۔ ''فرعون نے کہا مجھے چھوڑو کہ میں موسیٰ کو قتل کر دوں وہ اپنے رب کو بلا لے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہارے دین کو بدل ڈالے گا یا وہ زمین میں فساد برپا کرے گا''

آل فرعون کا مرد مومن

جب فرعون نے ارادہ کیا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دے تو آل فرعون کا ایک ایسا شخص کھڑا ہوا جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا۔ اس نے کہا: ''کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلائل لے کر آیا'' آل فرعون کے مرد حق آگاہ نے کہا: کہ تم موسیٰ کے درپے کیوں ہوتے ہو تم اسے کیوں تکلیف دیتے ہو؟ جب کہ تم ایمان ہی نہیں لائے تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دو اور اس کی راہ میں روڑے نہ اٹکاؤ۔ ''اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر ہوگا۔'' جب تم اسے تکلیف دو گے اور تم اس دلدل میں گر جاؤ گے۔ اور وہ نبی ہوا تو تباہی تمہارا مقدر ٹھہرے گی۔ ''اور اگر وہ سچا ہوا تو تمہیں وہ عذاب آ لے گا جس کا تم سے وہ وعدہ کرتا ہے۔'' میرے بھائیو! اپنی حکومت پہ گھمنڈ نہ کرو اور نہ ہی اپنی طاقت اور لشکر پر اتراؤ۔ ''اے میری قوم! تمہاری آج حکومت ہے اور تم روئے زمین پر غالب ہو۔ اگر اللہ کے عذاب نے ہمیں آ لیا تو پھر ہماری مدد کون کرے گا؟'' فرعون کا جواب یہ تھا۔ اس نے کہا: میں تو تمہیں وہی آئینہ دکھلاتا ہوں جو خود دیکھ رہا ہوں اور میں تمہیں ایک اچھے راستے کی طرف راہنمائی کرتا ہوں'' مرد حق آگاہ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنی قوم کو برے انجام اور ظالموں کے ٹھکانے سے ڈرائے تو کہا: ''اے میری قوم مجھے تمہارے بارے میں اندیشہ ہے کہ کہیں تمہیں دیگر اقوام کا دن دیکھنا نہ پڑ جائے جیسا کہ قوم نوح عاد اور ثمود کی حالت ہوئی اور جو لوگ ان اقوام کے بعد ہوئے اللہ بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتے'' مرد حق آگاہ نے انہیں قیامت کے دن سے ڈرایا قیامت کا دن کیا

ہے؟''جس دن انسان اپنے بھائی' ماں' باپ' بیوی بیٹوں سے بھاگے گا' اس دن ان میں سے ہر شخص کی ایک خاص حالت ہوگی جو اسے دوسروں سے بے نیاز کر دے گی'' ''اس دن نیک لوگوں کے علاوہ سبھی دوست ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے'' اس دن نہ ہی ان کے درمیان خاندانی روابط ہوں گے اور نہ ہی ایک دوسرے کے بارے میں کچھ دریافت کریں گے'' جس دن زبردست مالک حقیقی اعلان کرے گا ''آج حکومت کس کی ہے ایک غالب اللہ کی'' جس دن لوگ گھبرائیں گے' چیخیں چلائیں گے' ایک دوسرے کو آواز دیں گے' اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ اور اللہ کی طرف سے انہیں کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔'' مرد حق آگاہ نے کہا: ''اے میری قوم میں تمہارے بارے قیامت کے دن سے ڈراتا ہوں جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے تمہیں اللہ کی طرف سے کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔ جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔'' مرد حق آگاہ نے کہا! ''اللہ نے تمہیں ایک نعمت عطا کی لیکن تم نے اس کے فضل کو نہ پہچانا اور تم نے اس کی قدر نہ کی یہاں تک کہ جب وہ جاتی رہی تو تم افسردہ ہوئے'' وہ یوسف نبی علیہ السلام کو تم نے نہ پہچانا اور نہ اس کی قدر کی۔ لیکن جب وہ فوت ہو گئے تو تم نے کہا: سبحان اللہ نبی ہو تو یوسف جیسا! بادشاہ ہو تو یوسف جیسا مرد ہو تو یوسف جیسا! اس کے بعد ہمارا نبی کون ہوگا؟ اس جیسا ہمارے حق میں کون ہوگا؟ کوئی نہیں! اس جیسا ہرگز کوئی نہیں آئے گا! ''تمہارے پاس یوسف علیہ السلام واضح دلائل لے کر آئے اور جو کچھ وہ تمہارے پاس لے کر آئے تم اس کے بارے میں شک میں پڑے رہے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گئے تم نے کہا اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی رسول ہرگز نہیں بھیجے گا'' اس نبی کے بعد بھی تم ایسے ہی کرو گے' اور شرمندہ ہو گے!

آدمی کی نصیحت

مرد مومن نے اپنی قوم کو نصیحت کی اور ان کے لیے اپنی محبت اور نصیحت کو نثار کیا۔ ''اس شخص نے کہا جو ایمان لا چکا تھا اے قوم میری پیروی کرو میں تمہیں ایک

اچھے راستے کی راہنمائی کرتا ہوں" مرد حق آگاہ یہ بات جان چکا تھا کہ قوم دنیاوی زندگی کے نشے میں ہے۔ اور فرعون اپنے اقتدار اور طاقت کے گھمنڈ میں مبتلا ہے۔ لیکن یہ زندگی ایک خواب ہے اور دنیا ڈھلتی چھاؤں ہے۔ مرد حق آگاہ پہچان گیا کہ قوم کو موسیٰ علیہ السلام کی اتباع سے کون سی چیز روک رہی ہے۔ وہ دنیا کے نشے میں مدہوش ہیں۔ نشے میں سرشار شخص نہ سنتا ہے اور نہ ہی سمجھتا ہے۔ جب کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی آواز کو سنتے نہیں ہیں۔ تو اس نے ارادہ کیا کہ انہیں غفلت سے بیدار کرے تو کہا: "اے قوم یہ دنیاوی زندگی کچھ دیر کے لیے تو ایک فائدہ ہے اور دراصل آخرت ہی مستقل ٹھہرنے کا گھر ہے" اس کی قوم کے جاہل اسے کفر وشرک اور آبائی دین کی طرف بلانے لگے۔ جب وہ انہیں کہتا کہ اللہ کے دین کی طرف آجاؤ تو وہ اسے کہتے اپنے آبائی دین کی طرف پلٹ آؤ۔ جب وہ دعوت میں مبالغہ آرائی سے کام لینے لگے تو اس نے ان سے کہا: "اے میری قوم بڑے تعجب کی بات ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو" "تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ کے ساتھ کفر وشرک کروں جس کا مجھے علم نہیں اور میں تمہیں غالب بخشنے والے کی طرف دعوت دیتا ہوں" مرد حق آگاہ نے ان سے کہا: تمہارے خداؤں کی جانب سے کون سا نبی آیا ہے؟ کون سی کتاب نازل ہوئی ہے؟ کس نے اس کی طرف دعوت دی ہے؟ "یہ چند نام ہیں جو تم نے رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے آباؤ واجداد نے اللہ نے اس پر کوئی دلیل نہیں اتاری" اور جن اللہ کے رسولوں نے اللہ کی طرف دعوت دی وہ تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام اور یہ اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ہر چیز میں اسی کی نشانی ہے اور ہر جگہ اس کی دعوت ہے۔ جب مرد مومن ان کی ہدایت پانے سے مایوس ہوا اور ان کی حماقت سے اکتا گیا تو انہیں چھوڑ دیا اور ان سے کہا: "جو میں تمہیں کہتا ہوں تم عنقریب اسے یاد کرو گے میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں بلاشبہ اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے" لوگ ناراض ہوئے اور فرعون کے خاندان نے ارادہ کیا کہ اسے قتل کر دے لیکن اللہ نے اسے بچایا

اور اس کے دشمنوں کو تباہ و برباد کر دیا'' ''اللہ نے اسے بچا لیا ان بری تدبیروں سے جو انہوں نے اختیار کیں اور آل فرعون کو برے عذاب نے اپنی لپیٹ میں لے لیا''

فرعون کی بیوی

فرعون کا یہ نظریہ تھا کہ وہ عقلوں کا بادشاہ ہے جس طرح کہ وہ جسموں کا بادشاہ ہے۔ اس کی دلوں پر حکمرانی ہے جس طرح کہ اس کی زبانوں پر حکمرانی ہے۔ مصر میں کسی کا اختیار نہیں کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی نظریہ اپنائے یا کسی چیز پر ایمان لائے۔ سلطنت مصر کے کسی کونے کھدرے میں جب کوئی موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آتا تو فرعون پر دیوانگی طاری ہو جاتی۔ فرعون اٹھتا' بیٹھتا' چیختا اور گرجتا۔ اور کہتا کہ اسے جرات کیسے ہوئی کہ وہ موسیٰ پر ایمان لے آیا پہلے اس کے کہ میں اسے اجازت دوں۔ یہ میری سلطنت میں آباد ہے اور میری نافرمانی کرتا ہے میرا رزق کھاتا ہے اور میری ناشکری کرتا ہے؟'' میں سرزمین مصر میں ہر کسی سے اس کی ذات سے بڑھ کر ہوں۔'' فرعون بھولا ہوا ہے کہ وہ خود اللہ کی سلطنت میں آباد ہے اور اس کی نافرمانی کر رہا ہے وہ اس کا رزق کھاتا ہے اور اس کی ناشکری کر رہا ہے۔ اللہ نے ایک نشانی اسے اس کے گھر میں دکھلا دی اور ایک نشانی اسے اس کے خاندان میں دکھلائی۔ اللہ نے اسے دکھلایا کہ وہ خود عقلوں کا مالک ہے جیسا کہ وہ جسموں کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دلوں پر حکمرانی ہے جیسے کہ اس کی زبانوں پر حکمرانی ہے۔ اللہ انسان اور اس کے خاندان کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ ایمان فرعون کے گھر میں داخل ہوا وہ نہ شعور رکھتا ہے اور نہ ہی کسی چیز پر اختیار۔ فرعون کی بیوی اللہ پر ایمان لے آئی اور اس نے فرعون کا انکار کر دیا۔ وہ مصر کے بادشاہ اپنے خاوند کی خواہش کے برعکس موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی۔ وہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی جو فرعون کی نسبت اللہ کی مخلوق میں سب سے بڑے عالم تھے۔ اور سب لوگوں سے بڑھ کر اللہ کے محبوب تھے۔ فرعون کی پولیس کچھ نہ کر سکی وہ

یہ سب کچھ سمجھ ہی نہ سکے حالانکہ ان کی ناک چیونٹی اور آنکھیں کوے کی مانند تھیں۔ فرعون بھی نہ سمجھ سکا حالانکہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ اس کے قریب تھا۔ اگر فرعون یہ جان لیتا تو کیا کر لیتا؟ وہ جسم کا مالک ہے لیکن وہ عقل کا مالک تو نہیں ہے۔ عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنے خاوند کی اطاعت کرے۔ لیکن خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جا سکتی۔ بیٹے پر لازم ہے کہ وہ اپنے والدین کی اطاعت کرے اور وہ ان دونوں کا فرمانبردار اور اچھا سلوک کرنے والا ہو۔ لیکن اسے اجازت نہیں کہ وہ شرک میں ان کی اطاعت کرے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''اگر وہ دونوں تجھے مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی اطاعت نہ کرنا البتہ دنیاوی اعتبار سے ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور اس شخص کی راہ پر چلنا جس نے میری طرف رجوع کیا پھر تمہیں میری طرف لوٹنا ہے پھر میں تمہیں آگاہ کروں گا جو کچھ تم کرتے رہے'' فرعون کی بیوی ایمان پر ڈٹ گئی۔ وہ اللہ کے دشمن کے گھر میں اللہ کی عبادت کرتی تھی۔ وہ اللہ سے ڈرتی تھی۔ اور جو کچھ فرعون کرتا ہے اس سے اللہ کے حضور اپنی بریت کا اظہار کرتی تھی۔ اللہ فرعون کی بیوی سے راضی ہوا' اللہ نے اسے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دی۔ اللہ نے مومنوں کے لیے اس کے ایمان اور جرات کی مثال بیان کی۔ ''اللہ نے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کی ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے جب کہ اس نے کہا اپنے پاس جنت میں میرا گھر بنا دے مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات عطا کر اور مجھے ظالم قوم سے نجات عطا کر۔''

بنی اسرائیل کی آزمائش

جب لوگوں کو بنی اسرائیل کے ساتھ فرعون کی عداوت کا علم ہوا وہ اپنی عداوت اور ایذا رسانی کے بل بوتے پر فرعون کے قریب ہوئے۔ بنی اسرائیل کے خلاف بچوں نے جسارت کی اور ان کے کتے بھونکے۔ ہر روز ایک نئی آزمائش سامنے آتی اور ہر دن ایک مصیبت نازل ہوتی۔ موسیٰ علیہ السلام انہیں تسلی دیتے اور صبر کی

تلقین کرتے اور ان سے ارشاد فرماتے۔ ''اللہ کی مدد طلب کرو اور صبر کرو بلاشبہ زمین اللہ کی ہے اور وہی اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اسے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور انجام پرہیز گاروں کے لیے ہے'' بنی اسرائیل اس آزمائش اور تکلیف سے اکتا گئے اور انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: آپ نے ہمیں کچھ فائدہ نہ پہنچایا! آپ ہمارے کچھ کام نہ آئے!'' انہوں نے کہا آپ کے آنے سے پہلے اور آنے کے بعد ہمیں تکلیف دی گئی'' لیکن موسیٰ علیہ السلام نہ گھبرائے اور موسیٰ علیہ السلام مایوس نہ ہوئے!'' فرمایا! عنقریب تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور تمہیں زمین میں اقتدار سونپ دے گا۔ پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیا عمل کرتے ہو۔'' ''اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لا چکے تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم مسلمان ہو''؟ ''انہوں نے کہا ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا اے ہمارے پروردگار ہمیں ظالم قوم کی خاطر آزمائش میں نہ ڈالنا۔ اور ہمیں اپنی رحمت سے کافر قوم سے نجات عطا کر'' فرعون بنی اسرائیل کو اللہ کی عبادت سے روکا کرتا تھا جب انہیں اللہ کی عبادت کرتے ہوئے یا نماز پڑھتے ہوئے دیکھتا تو ناراض ہو جاتا تھا اور وہ انہیں اس کام سے روکتا کہ وہ اس کی سرزمین میں اللہ کی مسجدیں بنائیں۔ فرعون کس قدر نادان ہے! زمین اللہ کی ہے نہ کہ فرعون کی۔ بھلا اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے جس نے اللہ کے بندوں کو منع کیا کہ وہ اللہ کی زمین پر اللہ کی عبادت کریں؟ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے کہ جس نے اللہ کی زمین پر اپنی ذات کی عبادت کی طرف دعوت دی؟ لیکن فرعون اس بات پر قادر نہ تھا کہ کسی کو اس کام سے روک سکے جو وہ اپنے گھر میں کرنا چاہتا ہے۔ اللہ نے بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کی زبانی حکم دیا۔ ''اپنے گھروں کو قبلہ رخ بنالو اور نماز قائم کرو'' فرعون عاجز آ گیا' اس کی پولیس عاجز آ گئی کہ وہ بنی اسرائیل اور اللہ کی عبادت کے درمیان حائل ہو۔ بندے اور اس کے رب کے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے؟ مسلمان اور اللہ کی عبادت کے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے؟

قحط در قحط

جب فرعون سرکش ہوا اور اس نے غفلت اور عناد میں حد سے تجاوز کیا اللہ نے ارادہ کیا کہ اسے تنبیہہ کریں۔ اللہ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ زمین میں فساد کو پسند نہیں کرتا۔ فرعون بڑا ہی نادان تھا۔ اس کے حق میں حکمت اور نصیحت رائگاں ہو چکی تھی۔ گدھا پٹائی بغیر چوکس نہیں ہوتا! اللہ نے چاہا کہ فرعون کو تنبیہہ کرے! مصر سرسبز و شاداب ملک ہے' یہ برکات' پھلوں اور اناج والا ملک ہے۔ تم جانتے ہو کہ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے دور حکومت میں قحط سالی کے دنوں میں دور دراز ممالک کی کس قدر مدد کی تھی۔ مصر نے شام اور کنعان کے باشندوں کی کیسے مدد کی تھی۔ دریائے نیل سرزمین مصر کو سیراب کرتا ہے اور ان کے کھیتوں کو پانی دیتا ہے۔ وہ مصر میں سعادت اور بھلائی کا منبع ہے۔ فرعون اور مصر کے باشندے گمان کرتے تھے کہ مصر رزق کی چابی ہے۔ یہ کہ مصر نیل کے ہوتے ہوئے بارش اور ہر چیز سے بے نیاز ہے۔ وہ یہ حقیقت نہیں جانتے ہیں کہ رزق کی چابیاں اللہ کے پاس ہیں۔ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کی فراوانی کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے اس کا رزق تنگ کر دیتا ہے۔'' نیل اس کے حکم سے چلتا ہے اور اسی کے حکم سے اچھلتا ہے۔ اللہ نے دریائے نیل کو حکم دیا تو اس کا پانی خشک ہو گیا اور زمین میں نیچے چلا گیا اب اہل مصر کے کھیتوں کو کیا چیز سیراب کرے؟ ان کے پھل کم ہو گئے' ان کے غلے کم ہو گئے قحط در قحط آنے لگا! فرعون عاجز آ گیا' ہامان عاجز آ گیا۔ اور فرعون کی پولیس ہر تدبیر سے عاجز آ گئی۔ یہاں مصر کے باشندوں نے جان لیا کہ فرعون ان کا رب نہیں ہے اور رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن اس صورت حال نے فرعون کو کوئی فائدہ نہ دیا۔ اہل مصر کو کوئی فائدہ نہ دیا اور نہ ہی ان کو بیدار کیا۔ شیطان ان کے اور نصیحت و عبرت کے درمیان حائل ہو گیا۔ انہوں نے کہا یہ بھوک در بھوک اور قحط سالیاں موسیٰ اور اس کی قوم کی نحوست کی وجہ سے ہیں۔ واہ رے واہ! کیا موسیٰ علیہ السلام اس

سے پہلے نہیں تھے؟ کیا بنی اسرائیل زمانہ قدیم سے یہاں آباد نہیں تھے؟ بلکہ یہ صورت حال تو ان کے اعمال کی نحوست کی وجہ سے ہے۔ بلکہ یہ ان کے کفر کی نحوست کی وجہ سے ہے! فرعون اور اس کی قوم نے ہٹ دھرمی سے کام لیا اور کہا ہم اس جادو کے آگے سر نہیں جھکائیں گے۔'' انہوں نے کہا: جب بھی آپ ہمارے پاس کوئی نشانی لائیں گے کہ تم اس کے ذریعے ہم پر جادو کرو ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے''

پانچ نشانیاں

اللہ نے ان پر ایک دوسری نشانی بھیجی۔ ان پر لگاتار بارشیں بھیجیں تو دریائے نیل میں طغیانی آ گئی۔ آسمان سے موسلا دھار بارش برسی۔ یہاں تک کہ کھیت کھلیان ڈوب گئے' اناج اور پھل ضائع ہو گئے۔ بارش ان پر وبال بن کر لوٹی۔ درآنحالیکہ وہ پانی کی کمی کا شکوہ کر رہے تھے کہ اچانک پانی کی زیادتی کا رونا رونے لگے۔ پھر اللہ نے ان پر ٹڈی دل بھیج دیا۔ جو ان کے کھیت کھلیانوں کو کھانے لگا وہ درختوں پر بیٹھتا اور ان سے کوئی چیز بھی نہ چھوڑتا۔ فرعون کے لشکر اور اس کی پولیس اللہ کے لشکر سے لڑائی کرنے سے عاجز آ گئے۔ وہ اس سے کیسے لڑائی کریں کہ ان میں تلواریں اور تیر تو کام نہیں کرتے۔ یہاں مصر کے باشندے فرعون کی کمزوری ہامان کی عاجزی اور پولیس کی حیلہ سازی کی حقیقت کو جان گئے۔ لیکن انہوں نے عبرت حاصل نہ کی لیکن وہ غفلت سے بیدار نہ ہوئے۔

اللہ نے ان پر ایک اور لشکر بھیجا۔ یہ جوئیں تھیں۔ ان پر جوؤں کو مسلط کر دیا۔ اللہ کی پناہ بستر میں جوئیں' کپڑوں میں جوئیں' سر میں جوئیں' اور بالوں میں جوئیں۔ ان کی نیند اڑ گئی' وہ رات بھر جوؤں کو مارتے اور انہیں گالیاں دیتے یہاں تک کہ وہ صبح کرتے۔ وہ ان سے کیسے لڑائی کریں جوؤں میں تلواریں اور تیر تو کام نہیں آتے۔ اور اس سلسلے میں ان کے لشکر اور پولیس تو ان کی مدد نہیں کر سکتے۔ پھر اللہ نے ان پر مینڈک بھیج دیئے کھانے میں مینڈک' پانی میں مینڈک' اور ان کے کپڑوں میں

مینڈک' وہ ان مینڈکوں سے اکتا گئے ان کی زندگی اجیرن ہوگئی۔ مینڈک چھا گئے اور گھر کی تمام اطراف میں پھیل گئے۔ وہ ٹرا رہا ہے یہ پھدک رہا ہے اور وہ چھلانگیں لگا رہا ہے۔ وہ ایک کو قتل نہیں کرتے مگر اس کی جگہ دس اور آ جاتے ہیں۔ وہ ایک کو نکالتے نہیں مگر آ نکہ پانچ اور ظاہر ہو جاتے ہیں گویا کہ وہ گھر میں جنم لیتے ہیں۔ چوکیدار اور پولیس مینڈکوں سے عاجز آ گئے۔ اللہ نے ان پر ایک پانچویں نشانی بھیجی اور وہ خون کی صورت میں تھی۔ ان کے ناکوں سے نکسیریں بہہ پڑیں وہ کمزور ہو گئے اور بہت زیادہ تھک گئے۔ ڈاکٹر علاج سے عاجز آ گئے اور انہیں کسی دوا نے فائدہ نہ دیا۔ جب بھی انہوں نے کوئی نشانی دیکھی تو موسیٰ علیہ السلام سے کہا اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہم سے یہ بلاء ٹال دے۔ ہم توبہ کریں گے ہم ایمان لے آئیں گے اور آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کو روانہ کر دیں گے۔ جب اللہ نے ان سے بلاء کو ٹال دیا تو انہوں نے اپنا عہد توڑ دیا۔ اللہ نے ارشاد فرمایا: ''ہم نے ان پر طوفان' ٹڈی دل' جوئیں مینڈک' اور خون واضح نشانیوں کی صورت میں بھیجا انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم تھے''

روانگی

بنی اسرائیل پر مصر کی زمین تنگ آ گئی حالانکہ وہ بڑی وسیع تھی۔ وہ مصر کی شادابی اور اس کی برکات و خیرات کو کیا کریں' جب کہ وہ قید خانے میں ہیں ہر روز عذاب اور رسوائی کا عذاب چکھتے ہیں؟ وہ کب تک صبر کریں کیا آدم کے بیٹے تکلیف اور درد کو محسوس نہیں کرتے۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ وہ بنی اسرائیل کو لے کر چلیں اور ان کے ہمراہ مصر سے روانہ ہو جائیں۔ فرعون کی پولیس نے یہ محسوس کیا ان کی کوے کی آنکھیں اور چیونٹی کی ناک تھی انہوں نے فرعون کو یہ خبر دے دی۔ موسیٰ علیہ السلام رات کے وقت بنی اسرائیل کو لے کر پاکیزہ سرزمین کی طرف چل پڑے۔ وہ بارہ قبیلے تھے اور ہر قبیلے کا ایک سربراہ تھا۔ سرزمین شام کا راستہ روشن اور جانا پہچانا تھا۔ ایک صحراء جو دو صحراؤں سے ملتا ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام یہاں سے دو

دفعہ گزرے ہیں۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام نے ایک کام کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کام کا ارادہ کیا اور وہی ہوا جو اللہ نے چاہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام راستہ بھول گئے۔ جہاں موسیٰ علیہ السلام راستہ بھولے وہاں تقدیر نے درست فیصلہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گمان تھا۔ کہ وہ بنی اسرائیل کو لے کر شمال کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ اچانک رات کی تاریکی میں ان کا رخ مشرق کی جانب ہو گیا۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے سامنے بحر احمر ہے جس کی موجیں ٹھاٹھیں مار رہی ہیں۔ اے نگہبان! اے پردہ داری کرنے والے میرے اللہ ہم کہاں ہیں؟ جواب یہ تھا کہ ہم سمندر کے سامنے ہیں! انہوں نے پیچھے کی طرف جھانکا تو غبار اڑ رہی تھی۔ ایک بڑا لشکر افق پر چھایا ہوا تھا۔ یہاں آوازیں بلند ہوئیں۔ اے عمران کے فرزند' تو نے ہمارے ساتھ یہ بہت برا سلوک کیوں کیا کہ تو نے ہمارے قتل کی تدبیر کی۔؟ تو ہمیں سمندر کے کنارے لے آیا کہ فرعون ہمیں چوہوں کی طرح قتل کر دے جہاں سے کوئی راہ فرار اختیار نہ کر سکے اور نہ ہی نجات حاصل کر سکے۔ ہمیں یاد نہیں پڑتا کہ ہم نے تیرے ساتھ کوئی برا سلوک کیا ہو تو پھر یہ انتقام کیسا؟ کیا تیرے لیے یہ کافی نہیں تھا جو تیری وجہ سے ہمیں تکلیف اور مصیبت پہنچی کہ تو ہمیں یہاں لے آیا؟! یہ سمندر ہمارے سامنے ہے۔ وہ دشمن ہمارے پیچھے ہے اب ہمارے لیے موت کے سوا کچھ نہیں۔ یہاں پہ بنی اسرائیل کی آنکھوں میں دنیا تاریک ہو گئی۔ نگاہیں تارے لگ گئیں۔ ناامیدی غالب آ گئی' پھر آوازیں پست ہو گئیں۔ یہاں پر ہر کوئی کانپ اٹھا ایسے مواقع پر مضبوط پہاڑ بھی لرزنے لگتے ہیں۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کا اپنے رب پر ایمان متزلزل نہ ہوا۔ لوگوں نے ایک آواز سنی جس میں نبوت کا جاہ و جلال تھا۔ فرمایا: ''خبردار میرا رب میرے ساتھ ہے وہ عنقریب میری راہنمائی کرے گا'' اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی لاٹھی سمندر پر مارے اس نے اسے مارا تو سمندر پھٹ گیا اور پانی ہر طرف پہاڑ کی مانند ٹھہر گیا۔ اور اچانک بارہ قبیلوں کے لیے بارہ راستے بن گئے۔ ہر قبیلے کے لیے ایک راستہ ہے قوم بے خوف چلی اور امن و سلامتی کے ساتھ صحراء تک پہنچ گئی۔

فرعون کا ڈوبنا

فرعون نے دیکھا کہ بنی اسرائیل کیسے مزے سے چلے اور آرام سے سمندر کو عبور کر گئے۔ فرعون نے اپنے لشکروں سے کہا۔ سمندر کی طرف دیکھو کہ وہ میرے حکم کو مانتے ہوئے کیسے پھٹ گیا تاکہ میں ان بھگوڑوں کو پکڑ لوں۔ فرعون اپنے لشکروں کے ساتھ آگے بڑھا بنی اسرائیل دوسری مرتبہ گھبرائے۔ وہ دیکھو دشمن وہ دیکھو ظالم وہ ہم تک پہنچنے کے لیے راستے کو عبور کر لینا چاہتا ہے۔ ہماری طرف سے کوئی چیز اسے روک نہیں سکتی۔ عنقریب وہ ہمیں آلے گا اور ہمیں ذلیل قیدی بنا کر مصر لے جائے گا یا وہ اسی صحراء میں ہم پردیسیوں کو قتل کر دے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ اپنی لاٹھی خشک جگہ پر مارے تو وہ سمندر کی حالت میں لوٹ آئے جیسے کہ وہ پہلے تھا لیکن اللہ نے اس کی طرف وحی کی۔ سمندر کو ساکن رہنے دو۔ ''وہ غرق ہونے والا لشکر ہے'' جب فرعون اور اس کے لشکر سمندر کے خشک پاٹ میں پہنچے تو وہ ان پر بند ہو گیا۔ جب فرعون نے حقیقت دیکھی تو اس کا نشہ زائل ہو گیا۔ ''یہاں تک کہ جب وہ ڈوبنے لگا تو اس نے کہا: میں ایمان لایا کہ نہیں کوئی معبود حقیقی مگر وہی جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں'' لیکن ہائے افسوس! ''نہیں ہے توبہ ان لوگوں کے لیے جو برے عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی ایک کے پاس موت آ جاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نے اب توبہ کی'' ارشاد باری تعالیٰ ہے! ''اور جس روز آپ کے رب کی بڑی نشانی آ پہنچے گی کسی بھی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا۔ جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو۔'' فرعون سمندر میں ڈوب کر مر گیا۔ ظالم مر گیا جس نے ہزاروں بچے اور آدمی ذبح کر کے اور گلا دبا کر قتل کر دیئے تھے۔ وہ سرکش مر گیا جس نے لاکھوں افراد باندھ کر اور جھٹکا دے کر قتل کر دیئے تھے۔ مصر کا بادشاہ اپنے تخت سے دور' اپنے محل سے دور' اپنی سلطنت سے دور مر گیا' کوئی ڈاکٹر اس کا علاج نہ کر سکا کوئی دوست اس کی غم

خواری نہ کر سکا۔ اور کوئی آنکھ اس پر آنسو نہ بہا سکی۔ بنی اسرائیل اس کی موت کے بارے میں شک میں مبتلا تھے۔ وہ کہتے تھے کہ فرعون نہیں مرے گا۔ ہم اسے دیکھتے تھے کہ وہ کئی دن یونہی گزار لیتا ہے نہ وہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے! سمندر نے اس کا جسم باہر پھینک دیا تو انہوں نے اس کی موت کا یقین کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون سے کہا: آج ہم تیرے بدن کو بچا لیں گے تا کہ یہ تیرے بعد آنے والوں کے لیے نشانی بن جائے'' فرعون کا جسم دیکھنے والوں کے لیے ایک نشان بن گیا اور نصیحت پکڑنے والوں کے لیے ایک عبرت بن گیا۔ فرعون کا تمام لشکر غرق ہو گیا اور ان میں سے کوئی ایک بھی نہ بچا۔ انہوں نے مصر کو اپنے پیچھے چھوڑا اور اس کی وسیع زمین میں دو گز جگہ دفن کے لیے انہیں نہ ملی۔ ''انہوں نے کتنے باغات اور چشمے چھوڑے' کتنی کھیتیاں اور عمدہ جگہیں چھوڑیں اور کتنی نعمتیں چھوڑیں جن میں وہ خوش باش تھے اسی طرح ہم نے ایک دوسری قوم کو ان چیزوں کا وارث بنا دیا' آسمان و زمین نے ان پر آنسو نہ بہائے اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی'' (الدخان۔۲۵)

صحراء میں

بنی اسرائیل امن و سلامتی کے صحراء میں پہنچے اور اس کی فضا میں معزز آزاد لوگوں کی طرح سانس لینے لگے۔ وہاں وہ فرعون' ہامان اور اس کی پولیس سے ڈرتے نہ تھے۔ وہاں وہ بے خوف مطمئن چلتے ہیں اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ لیکن وہ شہری لوگ تھے صحراء میں دھوپ انہیں تکلیف دیتی تھی۔ وہ اللہ کے مہمان تھے کیا آپ نے بادشاہوں کو نہیں دیکھا کہ وہ اپنے مہمانوں کی کس طرح عزت کرتے ہیں۔؟ ان کے لیے وہ کس طرح خیمے نصب کرتے ہیں جو انہیں سورج کی گرمی سے بچاتے ہیں؟ بے شک اللہ کی عزت تمام عزتوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ نے بادل کو حکم دیا کہ وہ ان پر سایہ کرے۔ وہ بادل کے سائے میں چلتے تھے۔ بادل بھی ان کے ساتھ چلتا جہاں وہ چلتے ٹھہر جاتا جہاں وہ ٹھہرتے۔ بنی اسرائیل کو پیاس لگی صحراء میں پانی نہیں کوئی نہر

اور نہ ہی کوئی کنواں ۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گئے ان سے پیاس کی شکایت کی جس طرح کہ بچہ اپنی ماں سے شکایت کرتا ہے اور اس سے فریاد کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی ان کا اللہ کے سوا کون ہے؟ اللہ نے فرمایا ''اپنی لاٹھی پتھر پر مارو'' تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے ہر قبیلے نے اپنا گھاٹ پہچان لیا'' بنی اسرائیل کو بھوک لگی انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھوک کا شکوہ کیا جیسے بچہ اپنی ماں سے شکوہ کرتا ہے اور اس سے فریاد کرتا ہے۔ انہوں نے کہا تو نے ہمیں مصر سے نکالا جو میووں، پھلوں، برکات اور پاکیزہ چیزوں کی سرزمین تھی اس صحراء میں ہمیں کھانا کہاں سے ملے گا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی۔ اس کے علاوہ موسیٰ علیہ السلام کا اور کون ہے؟ اللہ نے ان پر کھانا نازل کیا۔ ان کے لیے درخت کے پتوں پر حلوے کی مانند کھانا نازل کیا۔ اور ان کی طرف پرندے بھیجے جنہیں وہ درختوں سے بڑے آرام کے ساتھ پکڑ لیتے تھے۔ یہی وہ من اور سلویٰ ہے۔ یہ صحراء میں بنی اسرائیل کے لیے اللہ تعالیٰ کی مہمان نوازی تھی۔

بنی اسرائیل کی ناشکری

عرصہ دراز کی غلامی نے بنی اسرائیل کے اخلاق اور ذوق کو برباد کر دیا تھا انہیں کسی چیز پر قرار نہ تھا اور نہ ہی انہیں کسی چیز میں سکون میسر تھا ان کی عادات بچوں کی مانند تھیں۔ وہ کم سے کم شکر کرنے والے اور زیادہ سے زیادہ شکوے شکایات کرنے والے تھے اور جلدی اکتا جانے والے تھے۔ جس سے انہیں منع کیا جاتا تھا اسے وہ پسند کرتے اور جو انہیں دیا جاتا وہ ناپسند کیا کرتے تھے۔ ابھی وہ تھوڑی دیر نہ ٹھہرے تھے کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا۔ ہم ایک کھانے سے اکتا گئے ہیں۔ ہم اس گوشت اور حلوے سے اکتا گئے ہیں۔ ''ہمیں سبزیاں کھانے کا شوق ہے'' ''اے موسیٰ ہم ایک کھانے پر ہرگز صبر نہیں کریں گے آپ اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کریں کہ وہ ہمارے ۔ یے نکالے جو زمین اگاتی ہے اپنی سبزیاں، ککڑیاں، گندم، مسور کی دال اور پیاز۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس انوکھے

سوال پر حیرانگی کا اظہار کیا۔ انہوں نے ایک ایسی آواز میں کہا: جس میں اجنبیت' حیرانگی اور عتاب کے ملے جلے تاثرات پائے جاتے تھے۔ ''کیا تم ایک بہتر چیز کے بدلے ایک معمولی چیز کا مطالبہ کرتے ہو'' کیا سبزیاں ایسے پرندوں اور حلوے کی جگہ جس کو انسانی ہاتھ بھی نہ لگا ہو؟ کیا کسانوں کا کھانا بادشاہوں کے کھانے کے بدلے؟ ارے یہ بدذوقی اور برا انتخاب! لیکن بنی اسرائیل اپنے مطالبے سے باز نہ آئے۔ وہ مسلسل سبزیوں کا مطالبہ کرتے رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو تم مانگتے ہو وہ ہر بستی اور شہر میں پایا جاتا ہے۔ ''شہر میں اترو تمہیں وہی کچھ ملے گا جو تم نے مانگا''

بنی اسرائیل کی ضد

بنی اسرائیل اپنی عادات کے اعتبار سے بچے تھے اور بچے بھی ضدی قسم کے۔ جب انہیں کسی کام کا حکم دیا جاتا وہ اس کا الٹ کرتے اور اس کا مذاق اڑاتے۔ گویا کہ وہ یہ فرض سمجھتے تھے کہ جو انہیں کہا جائے اسے بدل دیں۔ بالکل ضدی بچے کی طرح اسے کہا جاتا ہے کہ کھڑا ہو جا تو وہ بیٹھ جاتا ہے اسے کہا جاتا ہے کہ بیٹھ جاؤ تو وہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے کہ خاموش ہو جاؤ تو وہ بولنے لگتا ہے اسے کہا جاتا ہے کہ بولو تو وہ خاموش ہو جاتا ہے۔ ان میں بچوں کی ضد' شریروں کی خباثت دشمنوں کا مذاق اور دیوانوں کی حماقت پائی جاتی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ ایک دیہات میں رہیں اور سبزیوں سے تیار کیا گیا اپنا کھانا کھائیں۔ لیکن جب ان سے کہا گیا۔ ''اس بستی میں رہو اور اس میں جہاں سے چاہو خوب کھاؤ دروازے میں سجد کرتے ہوئے داخل ہونا ''حطتہ'' اور کا لفظ کہنا ہم تمہیں تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔ نیکی کرنے والوں کو ہم اور زیادہ دیتے ہیں۔'' وہ اس خدائی حکم سے ناراض ہو گئے۔ وہ بستی میں ناک منہ چڑاتے ہوئے مذاق کرتے ہوئے اور اپنی سرینوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے۔ ''ظالموں نے وہ بات جو انہیں کہی گئی تھی ایک دوسرے پیرائے میں بدل دی۔ اللہ نے ان پر ایک آزمائش نازل کی ان پر ایک وباء بھیجی جس سے وہ چوہوں کی

موت مر گئے۔ جب انہیں کسی کام کا حکم دیا جاتا تو بہت زیادہ سوال کیا کرتے اور کریدتے اس شخص کی طرح جو عمل کرنا نہیں چاہتا۔ یادہ سوال کرتا ہے اور بال کی کھال اتارتا ہے۔ بنی اسرائیل میں ایک قتل کا واقعہ پیش آیا۔ وہ قاتل تک نہ پہنچ پائے قاتل کے بارے میں سوال لوگوں کی گفتگو بن چکا تھا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی اس معاملے میں ہماری مدد کرو اللہ سے دعا کرو وہ ہمارے لیے قاتل کو آشکار کر دے۔

گائے

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تو اللہ نے اس کی طرف وحی کی کہ وہ انہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دے۔ اس سے مصیبت ٹل جائے گی۔ بنی اسرائیل سوال کرنے لگے اور مذاق کرنے لگے۔ ''جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم گائے ذبح کرو'' ''انہوں نے کہا کیا تو ہم سے مذاق کرتا ہے''؟ ''اس نے کہا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں سے ہو جاؤں'' یہاں انہوں نے سوالوں کی بچھاڑ کی۔ ''انہوں نے کہا ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہم پر واضح کرے کہ یہ گائے کیسی ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہو اور نہ ہی بچی بس درمیانی عمر کی ہو جو تمہیں حکم دیا جاتا ہے اسے بجالاؤ'' وہ اس سوال پر نہ رکے بلکہ وہ اس کے رنگ کے بارے میں پوچھنے لگے۔ ''انہوں نے کہا: اپنے رب سے دعا کرو وہ ہمارے لیے وضاحت کرے کہ اس کا رنگ کیسا ہو''؟ ''کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد رنگ کی ہو' اس کا رنگ گہرا ہو جو دیکھنے والوں کو خوش کرے'' انہیں کوئی اور سوال نہ ملا تو یونہی یہ سوال کر دیا۔ ''انہوں نے کہا: اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہمارے لیے وضاحت کرے کہ وہ گائے کیسی ہو۔؟ دراصل گائے ہم پر خلط ملط ہو گئی ہے۔ ہم اگر اللہ نے چاہا تو راہ راست پر آ جائیں گے'' ''کہا وہ فرماتا ہے کہ گائے نہ کمینی ہو کہ وہ زمین پر ہل چلاتی

ہو اور نہ کھیتی کو پانی دیتی ہو۔ ٹھیک ٹھاک ہو اس میں کوئی عیب نہ ہو۔'' اس دفعہ انہیں توفیق دی گئی۔ اس لیے کہ انہوں نے یہ کہا تھا۔ ''ہم اگر اللہ نے چاہا تو راہ راست پر آ جائیں گے تو انہوں نے راہ پالی۔ لیکن ان کے سوالوں نے ان پر معاملے کو تنگ کر دیا۔ اگر وہ کوئی سی بھی گائے ذبح کر دیتے تو کافی تھی۔ لیکن انہوں نے شدت اختیار کی تو اللہ نے ان کے لیے مشکل پیدا کر دی۔ انہوں نے جوان گہرے زرد رنگ کی ایسی گائے تلاش کی جو نہ تو زمین میں ہل چلاتی ہو اور نہ ہی کھیتی کو پانی دیتی ہو ٹھیک ٹھاک ہو اور اس میں کوئی عیب نہ ہو۔ ایسی عجیب و غریب گائے کا وجود نادر ہوا کرتا ہے۔ گائے یا بوڑھی ملتی ہے یا بچی۔ اگر جوان ہے تو وہ زرد رنگ کی نہیں۔ اگر گائے جوان زرد رنگ کی ہے تو اس کا رنگ گہرا نہیں۔ اگر گائے جوان، زرد گہرے رنگ کی ہے لیکن وہ گائے کمتر ہے جو زمین میں ہل چلاتی ہے۔ اگر گائے جوان، زرد گہرے رنگ کی جو زمین میں ہل نہیں چلاتی موجود ہے لیکن وہ کھیتی کو پانی دیتی ہے۔ انہوں نے بہت تلاش کیا وہ اس بال کی کھال اتارنے کا انجام جان گئے۔ کیسی ہو؟ اس کا رنگ کیسا ہو؟ وہ کس قسم کی ہو؟ وہ تھک گئے۔ اللہ نے ایک یتیم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا تو انہوں نے یہ گائے جس کے اوصاف اللہ نے بیان کیے تھے اس یتیم کے پاس پالی اور انہوں نے بڑی بھاری قیمت میں اسے خرید لیا۔'' انہوں نے اسے ذبح کیا اور قریب نہ تھا کہ وہ ایسا کرتے'' اللہ نے حکم دیا کہ مقتول کے جسم کے کسی حصے کے ساتھ گائے کے جسم کا کوئی حصہ لگایا جائے تو اس سے مقتول زندہ ہو جائے گا اور وہ اپنے قاتل کا نام بتا دے گا۔ اور ایسے ہی ہوا۔

شریعت

بنی اسرائیل جانوروں کی زندگی سے انسانوں کی زندگی کی طرف نکلے۔ وہ خشک سرزمین پر معزز آزاد لوگوں کی طرح زندگی بسر کرنے لگے۔ یہاں انہوں نے خدائی قانون کی ضرورت محسوس کی جو ان کے درمیان فیصلے کرے اور ان کے لیے

راستہ روشن کر دے۔ انسان خدائی قانون اور اپنے رب کے فراہم کردہ نور کے بغیر انسانوں کی طرح زندگی نہیں بسر کر سکتا جہاں تہہ در تہہ تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا مگر جس خوش نصیب کے لیے اس کے رب نے روشنی پیدا کر دی۔ یہ روشنی وہ انبیاء کی روشنی ہے جس سے لوگ راہ پاتے ہیں۔ اور جس نے اس نور سے ہدایت نہ پائی وہ اندھی اونٹنی کی طرح لڑکھڑاتا پھرتا ہے۔ اس روشنی کے بغیر عقائد اوہام و خرافات کا مجموعہ ہوتے ہیں جس پر بچے ہنستے ہیں۔ کیا تم نے مشرکین' کفار' یہودیوں عیسائیوں کے عقائد ان کے خرافات اور رام کہانیاں نہیں سنیں؟ ان کے ہاں علم' جہالت' گمان' تخمینہ اور شک کا نام ہے۔!'' وہ گمان کی پیروی کرتے ہیں اور گمان کچھ بھی تو حق سے بے نیاز نہیں کر سکتا'' عادات کمی' بیشی' کوتاہی اور اسراف پر مشتمل ہیں۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو انبیاء کی پیروی نہیں کرتے۔ وہ حقوق کو کیسے ہڑپ کرتے ہیں' حدود سے کیسے تجاوز کرتے اور خواہشات کی کس طرح پیروی کرتے ہیں؟ حکومت اور سیاست ظلم و استبداد لوگوں کے مال' حقوق اور خون ضائع کرنے کا نام ہے۔ کیا آپ نے ان حکمرانوں کو دیکھا۔ جو اللہ سے نہیں ڈرتے شریعت کی پیروی نہیں کرتے۔ وہ امانتوں میں کس طرح خیانت کرتے ہیں۔ اللہ کے اموال سے کس طرح کھیلتے ہیں لوگوں کے حقوق اور خون سے کیسے اٹھکیلیاں کرتے ہیں؟ انہوں نے لوگوں کو کیسے غلام بنایا اور انہیں گروہوں میں بانٹ دیا' وہ ان کے مردوں کو ذبح کرتے ہیں اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتے ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم میں کتنے انسان قتل کر دیئے گئے۔ جہان تمام تر تاریک در تاریک ہے۔ مگر جس خوش نصیب کے لیے اس کے رب کا نور راستہ روشن کر دے۔ اندھیرے تہہ بہ تہہ ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ہیں جب کوئی اپنا ہاتھ نکالتا ہے اسے دیکھ نہیں پاتا۔ جس کو اللہ نور عطا نہ کرے تو اسے کہیں سے بھی نور میسر نہیں آ سکتا'' نبی لوگوں کو تعلیم دیتا ہے کہ وہ کس طرح اللہ کی عبادت کریں۔ اسی طرح وہ انہیں تعلیم دیتا ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے سے کس طرح معاملات نپٹائیں۔ نبی لوگوں کو زندگی کے آداب کے ساتھ

ساتھ دین کے آداب بھی سکھلاتا ہے۔ وہ انہیں کھانے' پینے' سونے' بیٹھنے بلکہ ہر چیز کا ادب سکھلاتا ہے۔ وہ انہیں آداب سکھلاتا ہے جیسا کہ شفیق والد اپنے پیارے بچوں کو سکھلاتا ہے۔ لوگ چھوٹے بچوں کی مانند ہوتے ہیں وہ اپنے بڑھاپے میں انبیاء کی تربیت کے محتاج ہوتے ہیں اس سے بڑھ کر کہ وہ اپنے بچپن میں اپنے والدین کی تربیت کے محتاج ہوں۔ جو لوگ اس نبوی تربیت کو حاصل نہیں کرتے اور انبیاء علیہم السلام سے آداب نہیں سیکھتے وہ جنگل کے درختوں کی طرح ہوتے ہیں جو از خود اگتے نشوونما پاتے ہیں ہر کوئی ان میں ٹیڑھا پن کانٹے اور خرابی کے آثار دیکھتا ہے۔

تورات

اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بنی اسرائیل ان اقوام کی طرح ضائع نہ ہو جائیں جو اللہ کی ہدایت اور کتاب کے بغیر ضائع ہو گئی تھیں۔ اللہ نے چاہا کہ وہ اندھی اونٹنی کی طرح لڑکھڑاتے نہ پھریں جس طرح کہ پہلی قومیں اندھی اونٹنی کی طرح ٹامک ٹوئیے مارتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ نہائے دھوئے اور تیس دن روزے رکھے۔ پھر وہ طور سیناء کی طرف آئے تاکہ اس کا رب اس سے باتیں کرے اور وہ کتاب حاصل کرے جو ان کی امام ہو گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ستر افراد منتخب کیے۔ جو اس صورت حال کی گواہی دینے والے ہوں۔ اس لیے کہ بنی اسرائیل بڑی اڑیل ضدی اور انکاری قوم تھی۔ ''اور اس نے اپنے بھائی ہارون سے کہا: میری قوم میں میری نیابت کرنا' اور فسادیوں کے راستے کی پیروی نہ کرنا۔'' اس لیے کہ جماعت کے لیے کسی امام کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کی میقات کو طرف چلے۔ لیکن شوق نے اسے اپنے رب کی طرف برانگیختہ کیا۔ اس نے جلدی کی اور کوہ طور میں پہلے پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے موسیٰ اپنی قوم سے پہلے جلدی آنے کی کیا وجہ ہے؟ عرض کی وہ لوگ میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ میرے رب میں آپ کے پاس جلدی اس لیے چلا آیا کہ تو راضی ہو جائے'' اللہ

نے اسے حکم دیا کہ اپنے رب کے میقات کو چالیس دن پورے کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام طور سیناء میں پہنچے اس کے رب نے اس سے باتیں کیں اور سرگوشیاں کیں اسے اپنے قریب کیا اس سے اس کے شوق میں اضافہ ہوا تو کہا: ''میرے رب میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں'' اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اس کی طاقت نہیں رکھتے یہ اس لیے کہ اس کو آنکھیں نہیں پاسکتیں اور وہ آنکھوں کو پالیتا ہے۔ وہ باریک بین اور خبردار ہے'' پہاڑ بھی یہ طاقت نہیں رکھتے کہ وہ اللہ کے کلام کو اٹھاسکیں چہ جائیکہ وہ اس کے نور کو برداشت کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتار دیتے' تو تم اسے' اللہ کے ڈر کی وجہ سے جھکنے والا اور ریزہ ریزہ ہونے والا دیکھتے۔ اللہ نے فرمایا تم مجھے نہیں دیکھ سکتے البتہ پہاڑ کی طرف دیکھو اگر یہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو تم بھی مجھے دیکھ سکو گے۔ جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو اسے ریزہ ریزہ کردیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوکر گر پڑے۔

جب ہوش آئی تو کہا تو پاک ہے میری توبہ میں پہلا ایمان لانے والا ہوں۔ فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھے اپنی پیغام رسانی اور کلام کے لیے تمام لوگوں میں سے تجھے چن لیا ہے جو میں تجھے دوں وہ لے لو اور شکر گزاروں میں سے ہو جاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تختیاں لے لیں اور ان میں ہر وہ چیز تھی جس کی بنی اسرائیل کو ضرورت تھی۔ اس میں پند و نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل بیان کی گئی تھی۔ اللہ نے اسے حکم دیا کہ ان تختیوں کو پورے زور سے تھام لے اور اپنی قوم کو حکم دے کہ انہیں اچھے انداز میں تھام لے۔ جب موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ستر افراد کے پاس گئے اور انہیں بتایا جو اللہ نے ان پر انعام کیا انہوں بیہودگی اور جسارت کا انداز اپنایا۔ ''ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے' یہاں تک کہ اللہ کو بظاہر دیکھ لیں'' اللہ تعالیٰ اس بیہودگی اور جسارت پر ناراض ہوئے انہیں ایک دھماکے نے آلیا اور وہ دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ اس دھماکے کو برداشت نہیں کر سکتے جسے اللہ نے پیدا کیا وہ اللہ کے نور کو کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی اور کہا

میرے پروردگار اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے انہیں ہلاک کر دیتا اور مجھے بھی۔ کیا تو اب مجھے ہلاک کرے گا اس کے بدلے جو ہم میں سے احمقوں نے کہا؟ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کر لی۔ ان کے مر جانے کے بعد انہیں اٹھا دیا تا کہ وہ شکر ادا کریں۔

بچھڑا

بنی اسرائیل صدیوں سے مصر میں مشرکین کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے۔ مصر میں قبطی قبیلے کے لوگ بہت سی چیزوں کی پوجا کیا کرتے تھے' بنی اسرائیل یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ ان سے شرک کی کراہت زائل ہوگئی ان میں اس کی محبت سرایت کر گئی جس طرح کمزور اور پرانے گھر میں پانی سرایت کر جاتا ہے۔ جب بھی وہ فرصت پاتے تو شرک کی طرف اس طرح لڑکھڑاتے جس طرح پانی ڈھلوان کی طرف گرتا ہے۔ ان کے دل ٹیڑھے ہو گئے' ان کا ذوق خراب ہو گیا۔ اگر وہ اچھائی کا راستہ دیکھ لیتے تو وہ اسے اپنا راستہ نہ بناتے۔ اور اگر وہ گمراہی کا راستہ دیکھتے تو وہ اسے اپنا راستہ بنا لیتے۔ وہ سمندر سے گزرے ''تو وہ ایک ایسی قوم کے پاس آئے جو اپنے بتوں کے آگے جھکے ہوئے ہیں انہوں نے کہا: اے موسیٰ ہمارے لیے بھی ایک معبود بناؤ جیسا ان کا معبود ہے'' حضرت موسیٰ علیہ السلام ناراض ہوئے اور کہا '' تم جاہل قوم ہو'' حیرانگی کی بات ہے بڑے ظلم کی بات ہے! اللہ نے تم پر انعام کیا اور فضل و کرم کیا۔ تمہیں وہ کچھ دیا جو جہانوں میں سے کسی کو بھی نہیں دیا گیا۔ ''کیا اللہ کے علاوہ تمہارے لیے کوئی معبود تلاش کروں حالانکہ اس نے جہانوں پر تمہیں فضیلت عطا کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے اور چند دن ان سے غیر حاضر رہے تو وہ شیطان کا شکار اور مشرک بن گئے۔ ان میں سے ایک شخص اٹھا جسے سامری کہا جاتا ہے۔ اس نے قوم کے لیے ایک بچھڑا ایجاد کیا ایک ایسا جسم جس کی آواز بھی ہے جس نے کہا یہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے وہ تو بھولے رہے۔ بنی اسرائیل اس بچھڑے کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہو گئے۔ اور اس کے آگے بہرے اور اندھے ہو کر گر پڑے۔

''کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ ان کی طرف بات کو لوٹا نہیں سکتا۔ اور وہ ان کے لیے نقصان کا مالک ہے اور نہ ہی نفع کا'' کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ بچھڑا نہ ان سے بات کر سکتا ہے اور نہ ہی راستے کی راہنمائی کر سکتا ہے'' ہارون نے انہیں روکا اور بڑی محنت کی اور کہا: ''اے میری قوم تم اس بچھڑے کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہو گئے تمہارا رب رحمان ہے تم میری پیروی کرو اور میرا حکم مانو'' لیکن بنی اسرائیل سامری کے جادو کے دیوانے ہو چکے تھے ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت گھر کر چکی تھی انہوں نے کہا: ''ہم اس کے آگے جھکتے رہیں گے جب تک موسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس واپس نہیں آجاتے''

سزا

جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ اطلاع دی کہ بنی اسرائیل کو سامری نے گمراہ کر دیا ہے تو وہ اپنی قوم کی طرف ناراضگی کی حالت میں کف افسوس ملتے ہوئے لوٹے۔ اپنی قوم سے ناراض ہوئے اور اللہ کی خاطر اپنے بھائی ہارون سے ناراض ہوئے۔ اے ہارون جب تو نے انہیں دیکھا کہ وہ گمراہ ہو چکے ہیں کس چیز نے تجھے روکا تم میرے پاس کیوں چلے نہ آئے۔ کیا تو نے میری نافرمانی کی'' ہارون نے معذرت پیش کی اور کہا: میں اس بات سے ڈر گیا کہ آپ مجھے کہیں گے کہ تو نے بنی اسرائیل کے درمیان تفریق ڈال دی۔ اور میری بات کا خیال نہ رکھا'' ''قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ وہ لوگ مجھے قتل کر دیتے'' ''موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر لے۔'' ''تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے'' پھر موسیٰ علیہ السلام سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے سامری تو نے یہ کیا ناٹک رچا رکھا ہے؟ سامری نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور کہا: یونہی میرے دل نے یہ افسانہ گھڑ لیا تھا۔ ''موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا دفعہ ہو جاؤ زندگی بھر تیری سزا یہ ہے کہ تو کہتا پھرے گا دیکھنا مجھے کوئی ہاتھ نہ لگائے۔'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے تنہائی کی سزا دی وہ اکیلا چلتا ہے

اور وحشی جانور کی طرح اکیلا زندگی بسر کرتا ہے۔ نہ وہ خود کسی سے مانوس ہوتا ہے اور نہ کوئی اس سے مانوس ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا سزا ہو سکتی ہے؟ جس شخص نے ہزاروں لوگوں کو شرک کی نجاست سے آلود کیا ضرور لوگ اسے گندہ سمجھیں اور اسے دور بھگائیں۔ جس شخص نے اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان تفریق ڈالی ضروری ہے کہ اس کے اور لوگوں کے درمیان جدائی پیدا کر دی جائے۔

جس نے اللہ کی سرزمین میں شرک کی طرف دعوت دی وہ ایک گنہگار ہے ضروری ہے کہ ساری زمین اس کے لیے قید خانہ بن جائے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام ملعون بچھڑے کی طرف متوجہ ہوئے اسے جلانے کا حکم دیا تو اسے جلا دیا گیا۔ پھر آپ نے اسے سمندر میں پھینک دیا۔ بنی اسرائیل نے پوجا کیے جانے والے بچھڑے کا انجام دیکھا اس کی کمزوری اور عاجزی دیکھی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا: ''اے میری قوم تم نے بچھڑے کو اپنا معبود بنا کر اپنے اوپر بڑا ظلم کیا۔ تم اپنے خالق کے حضور توبہ کرو۔ اپنے آپ کو قتل کر ڈالو۔ یہ تمہارے خالق کے ہاں تمہارے لیے بہتر ہے'' انہوں نے اسی طرح کیا جن لوگوں نے بچھڑے کی پوجا نہیں کی انہوں نے ان لوگوں کو قتل کیا جنہوں نے اس کی پوجا کی تھی اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا' انہیں ان کے رب کی ناراضگی آلے گی اور دنیاوی زندگی میں ذلت و رسوائی ان کا مقدر ہو گی اسی طرح ہم افتراء پردازوں کو سزا دیا کرتے ہیں۔'' قیامت تک بچھڑے کے پجاریوں سے ایسا ہی سلوک ہوگا اور قیامت تک مشرکین کے ساتھ یہی سلوک روا رکھا جائے گا!

بنی اسرائیل کی بزدلی

بنی اسرائیل نے مصر میں غلامی' ذلت اور رسوائی کی بنیاد پر پرورش پائی۔ اسی بنیاد پر ان کے بچے جوان ہوئے اور جوان بوڑھے ہوئے۔ ان کی رگوں میں خون ٹھنڈا ہو گیا۔

ان کی صورت حال یہ ہو گئی کہ اب وہ سرداری اور قیادت کا خواب بھی نہیں دیکھتے اور نہ ہی جنگ اور جہاد کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل اپنی زندگی کے دن اجنبیت میں گذار رہے تھے نہ ان کا کوئی وطن ہے اور نہ ہی حکومت۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعے مقدس سرزمین میں گزاریں۔ اور وہاں بادشاہوں اور آزادوں کی طرح آباد ہوں۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی کمزوری اور بزدلی کو پہنچانتے تھے۔ آپ نے ارادہ کیا کہ انہیں شوق دلائیں اور ان کے لیے معاملے کو آسان کریں۔ اس لیے کہ مقدس سرزمین پر ایک طاقت ور اور جنگجو قوم کا غلبہ تھا۔ بنی اسرائیل مقدس سرزمین میں داخل نہیں ہو سکتے تھے تاوقتیکہ وہ جابر و ظالم لوگ وہاں سے نکل نہ جائیں۔ اللہ نے ان کو اپنی نعمتیں جتلائیں اور جہانوں پر ان کو فضیلت دی اس کا تذکرہ کیا۔ تاکہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے چوکس ہو جائیں۔ اور وہ اس رسوا کن، غیر مناسب زندگی کو ناپسند کرنے لگیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہوئی۔ جب اس نے تم میں انبیاء بنائے، بادشاہ بنائے۔ اور تمہیں وہ کچھ دیا جو جہانوں میں اور کسی کو نہ دیا۔'' پھر ان سے کہا، تمہارے سامنے مقدس سرزمین ہے۔ تم پر لازم ہے کہ تم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو اور دشمنوں سے اسے چھین لو۔ اللہ تعالیٰ کسی کے لیے جب کوئی چیز لکھ دیتا ہے اور وہ اس کے لیے مقدر کر دیتا ہے تو اسے حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے اللہ کے فیصلے کو کوئی مسترد کرنے والا نہیں۔ قرآن حکیم میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''اے میری قوم مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے'' حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اندیشہ ہوا کہ کہیں ان پر بزدلی کی عادت غلبہ نہ پالے۔ آپ نے فرمایا: ''پیٹھ پھیر کر نہ بھاگنا ورنہ تم نقصان اٹھانے والے بن کر پلٹو گے'' وہی ہوا جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈرتے تھے ان لوگوں کا جواب ہو بہو وہی تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں مذکور ہے۔ ''اے موسیٰ اس میں جابر قوم آباد ہے ہم اس میں ہرگز داخل نہیں

ہوں گے۔ تاوقتیکہ وہ اس سے نکل نہ جائیں'' انہوں نے بڑے نخرے اور سکون سے کہا! ''اگر وہ نکل جائیں تو پھر ہم داخل ہو جائیں گے'' ''ان لوگوں میں سے جو ڈرتے تھے دو آدمیوں نے کہا جن پر اللہ نے انعام کیا تھا دروازے میں سے ان کے پاس اندر آؤ جب تم داخل ہو گے تو تم ہی غالب ہو گے۔'' اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم مومن ہو'' لیکن ان پہ یہ بات اثر انداز نہ ہوئی۔ اور انہوں نے کہا: اگر اندر جانا ہی ضروری ہے۔ تو تم معجزانہ طور پر داخل ہو جاؤ۔ جب ہم یہ سن لیں گے کہ تم داخل ہو چکے ہو۔ ہم آئیں گے داخل ہوں گے پھر ہم بھی تو امن پسند اور درست حال معزز لوگ ہیں۔ قرآن حکیم میں مذکور ہے۔'' انہوں نے کہا: اے موسیٰ جب تک وہ اس بستی میں موجود ہیں ہم ہرگز اس میں داخل نہیں ہوں گے تو اور تیرا رب جاؤ دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں'' یہاں موسیٰ علیہ السلام ناراض ہوئے اور ان لوگوں سے مایوس ہو گئے۔'' فرمایا میرے رب میں اپنا اور اپنے بھائی کا ذمے دار ہوں' ہمارے اور فاسق قوم کے درمیان علیحدگی کر دے'' ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' ''ان پر یہ سرزمین چالیس سال تک کے لیے حرام قرار دے دی گئی ہے۔ وہ زمین میں بے خانماں پریشان پھرتے رہیں گے۔ فاسق قوم سے مایوس نہ ہو' اس مدت میں یہ نسل مر جائے گی جس نے غلامی اور ذلت کی حالت میں پرورش پائی۔ ایک دوسری نسل پیدا ہوگی جو اس میدان تیہہ میں سخت اور تنگ حالات میں پلے بڑھے گی۔ یہ مستقبل کی امت ہوگی۔ یہی ہر دور میں یہودیوں کا انجام ہوتا ہے یہودی ایک بے چین امت ہے جو غلامی اور ذلت کی زندگی بسر کرتی ہے۔

علم کی راہ پر

نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا: موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے آپ سے پوچھا گیا: کہ دنیا میں سب سے بڑھ کر عالم کون ہے؟ فرمایا: میں! اللہ تعالیٰ نے اس پر ڈانٹ پلائی جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے علم کو اللہ کی طرف منسوب نہ کیا۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی۔

کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ مجمع البحرین کے مقام پر موجود ہے وہ تجھ سے بڑھ کر عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار اس کے پاس کیسے پہنچوں؟ ان سے کہا گیا کہ ٹوکری میں ایک مچھلی لے لو جہاں وہ غائب ہو جائے گی وہیں وہ ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے جوان یوشع بن نون کو ساتھ لے کر مسلسل چلتے رہے۔ ٹوکری میں دونوں نے ایک مچھلی ڈال کر اٹھالی جب کہ دونوں ایک چٹان کے پاس تھے دونوں نے اپنے سر اس چٹان پر ٹکائے اور سو گئے۔ مچھلی ٹوکری سے کھسکی اور اس نے سمندر میں اپنا راستہ بنا لیا۔ موسیٰ علیہ السلام اور نوجوان یوشع بن نون انگشت بدنداں رہ گئے۔ بقیہ دن رات چلتے رہے جب صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان سے کہا: ہمارا کھانا لاؤ اس سفر میں ہم بہت تھک گئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب تک اس جگہ سے آگے گزر نہیں گئے جہاں کا انہیں حکم دیا گیا تھا انہوں نے کوئی تھکاوٹ محسوس نہیں کی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام سے آپ کے نوجوان نے کہا: کیا آپ نے دیکھا جب ہم چٹان پر ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کو بھول گیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: وہی تو ہمارے جائے مقصود تھی! وہ اپنے نشانات قدم پر واپس ہوئے۔ جب دونوں چٹان تک پہنچے تو اچانک چادر اوڑھے ہوئے شخص ملا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے سلام کہا: خضر نے کہا اس سرزمین پر یہ سلام کیسا؟ فرمایا میں موسیٰ ہوں۔ اس نے کہا! بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ فرمایا! ہاں! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: کیا میں اس بنیاد پر آپ کی پیروی اختیار کر سکتا ہوں کہ جو رشد و ہدایت کا علم آپ کو عطا کیا گیا ہے۔ آپ مجھے بھی سکھلا دیں۔؟ اس نے کہا آپ میرے ساتھ صبر و تحمل کے ساتھ ہرگز نہیں رہ سکتے! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا علم دیا ہے جو تم نہیں جانتے اور تجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا علم دیا ہے جسے میں نہیں جانتا! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے میں آپ کی حکم عدولی نہیں کروں گا! سمندر کے کنارے دونوں چلنے لگے ان کے پاس کشتی نہ تھی۔ ان کے پاس سے ایک کشتی گذری انہوں نے کشتی والوں سے بات کی وہ

انہیں اپنے ساتھ سوار کرلیں۔ خضر علیہ السلام جانے پہچانے تھے۔ ان دونوں کو بغیر کرائے کے سوار کرلیا۔ ایک چڑیا آئی کشتی کے کنارے پر بیٹھی سمندر سے ایک دو چونچ پانی لیا۔ خضر علیہ السلام نے کہا: اے موسیٰ میرے اور تیرے علم نے اللہ کے علم میں اتنی کمی بھی نہیں کی جتنی اس چڑیا کی چونچ نے سمندر کے پانی میں کمی کی ہے۔ خضر کشتی کے تختے کی طرف لپکے تو اسے توڑ دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ان لوگوں نے بغیر کرائے کے ہمیں سوار کیا آپ نے ان کی کشتی توڑ دی تاکہ تو کشتی والوں کو ہلاک کر دے؟ خضر نے کہا! کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کرسکتا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا! جو میں بھول گیا اس پر میری گرفت نہ کیجئے۔ مجھے کسی مشکل میں نہ ڈالیے۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کی پہلی بھول تھی۔ دونوں چلتے چلے گئے بہت سے لڑکوں میں ایک لڑکا کھیل رہا تھا۔ خضر نے اسے سر کے بالائی جانب سے پکڑا اپنے ہاتھ سے اس کا سر اکھیڑ دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ نے بغیر کسی جرم کے ایک پاکیزہ جان کو قتل کر دیا۔ اس نے کہا کیا میں نے تجھے یہ نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کرسکتا؟ دونوں پھر چل پڑے۔ یہاں تک کہ ایک بستی کے باشندوں کے پاس آئے بستی والوں سے کھانا طلب کیا انہوں نے ان دونوں کی مہمان نوازی کرنے سے انکار کر دیا۔ دونوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرنا ہی چاہتی تھی۔ خضر نے اپنے ہاتھ کا سہارا دے کر اسے سیدھا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اگر آپ چاہتے تو اس کام کی مزدوری لے سکتے تھے اس نے کہا: اب میرے اور تیرے راستے جدا ہیں۔ نبی کریم حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ ہماری دلی خواہش تھی کہ کاش وہ صبر کرتے یہاں تک کہ خضر ہمیں دونوں کے بارے میں صحیح صورت حال سے آگاہ کرتے۔!

تعبیر

خضر نے پھر موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی۔ کہا: رہی کشتی تو وہ مساکین کی تھی۔ جو سمندر میں

کام کرتے تھے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس میں عیب پیدا کردوں ان کے پیچھے ایک بادشاہ ہر اچھی کشتی کو چھین رہا تھا۔ رہا لڑکا اس کے والدین مومن تھے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ انہیں سرکشی اور فکر میں مبتلا کردے گا۔ ہم نے ارادہ کیا کہ اس کے والدین کا رب انہیں اس سے بڑھ کر پاکیزہ و بہتر اور ہمدردی و رحمدلی کے قریب تر نعم البدل عطا کردے۔ رہی دیوار تو وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی۔ ان دونوں کا باپ بڑا نیک آدمی تھا۔ تیرے رب نے چاہا کہ دونوں بالغ جواں ہو جائیں اور اپنا خزانہ خود نکالیں' اے موسیٰ یہ سب کچھ تیرے رب کی رحمت کی بنا پر ہوا۔ یہ میں نے اپنی طرف سے نہیں کیا یہ تعبیر ہے ان تمام امور کی جنہیں دیکھ کر تم صبر نہ کر سکے۔ یہاں موسیٰ علیہ السلام پہچان گئے۔ کہ کوئی بھی اللہ کے علم کو اپنے گھیرے میں نہیں لے سکتا۔ اس کا دیا ہوا کچھ علم کسی کے پاس ہے اور کچھ کسی دوسرے کے پاس۔ ہر صاحب علم سے دوسرا عالم فوقیت لے جانے والا موجود ہے۔

بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کے بعد

حضرت موسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل اپنے اعمال کی سزا پاتے ہوئے اللہ کے عذاب میں گرفتار زمین میں پراگندہ حال پھرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ذلت اور مسکنت مسلط کردی اور غضب الٰہی میں گرفتار ہو گئے۔ انہوں نے اللہ کو ناراض کر دیا جس نے ان میں انبیاء اور بادشاہ بنائے۔ اور انہیں وہ کچھ دیا جو ان کے زمانے میں جہانوں میں سے کسی اور کو نہ دیا تھا۔ جس نے انہیں آل فرعون سے نجات دی جو انہیں برا عذاب چکھاتے تھے۔ وہ اس طرح کہ ان کے بیٹوں کو ذبح کر دیتے اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ جس نے سمندر کو ان کے لیے پھاڑ دیا تو انہیں نجات دی اور آل فرعون کو اس حال میں غرق کر دیا کہ وہ دیکھ رہے تھے۔ جس نے ان پر بادل کا سایہ کیا اور ان پر من اور سلویٰ اتارا۔ وہ اللہ جس نے ان کے لیے زمین میں چشمے نکالے۔ اور ان کے کھانے' پینے کے مقامات میں فراوانی اور وسعت

پیدا کی۔ اس سب کچھ کے بدلے میں انہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا' نافرمانی کی اور زیادتی کا ارتکاب کیا۔ انہوں نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ناراض کر دیا جو تمام مخلوق میں ان پر زیادہ شفقت کرنے والے تھے۔ ان کے والدین سے بھی زیادہ ان پر محبت پیار اور شفقت کرنے والے تھے۔ وہ ان پر اس طرح کے شفیق تھے جس طرح ایک دودھ پلانے والی ماں اپنے دودھ پیتے بچے پر شفیق ہوتی ہے۔ یا ایک رحم دل ماں اپنے یتیم بیٹے پر شفیق ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ عظیم المرتبت نبی تھے کہ جسے ان لوگوں نے گالی دی تو اس نے ان کے لیے دعا کی۔ جب یہ لوگ اس پر ہنسے تو انہوں نے ان کے لیے آنسو بہائے۔ جب انہوں نے اس کے ساتھ بے وفائی کی تو انہوں نے ان کے لیے ہمدردی کا اظہار کیا۔ یہ وہ عظیم الشان نبی جس نے انہیں فرعون کی قید سے چھڑایا' مصر کی جیل سے نکال کر آزادی اور عزت کے میدان میں لے آئے بدبخت غلاموں کی زندگی سے نکال کر معزز آزاد لوگوں کے ماحول میں لے آئے۔ انہوں نے اسے ناراض کر دیا۔ اسے تکلیف دی اس سے دشمنی کی' اسے مذاق کیا' اور اسے اپنے میں سب سے کم تر شخص قرار دیا۔ اور حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بارعب انسان تھے۔ کیا وہ سزا' رسوائی' ذلت' مسکنت مسلسل پریشانی کے مستحق نہیں تھے۔ کہ وہ کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکیں؟ کیوں نہیں وہ اس سب کچھ کے مستحق تھے۔ بلکہ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اس سے بڑھ کر بھی وہ سزا کے مستحق تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن وہ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدنا شعیب علیہ السلام کا قصہ

۱- پہلے قصوں پر ایک نظر
۲- حق و باطل کے درمیان کشمکش
۳- شعیب علیہ السلام مدین کی جانب
۴- شعیب علیہ السلام کی دعوت
۵- رحمدل باپ اور دانا استاد
۶- اس کی قوم کا جواب
۷- شعیب علیہ السلام اپنی دعوت کی وضاحت کرتے ہیں
۸- جو تم کہتے ہو ہمیں اس کی زیادہ سمجھ نہیں ہو آتی
۹- شعیب علیہ السلام اپنی قوم پر حیران ہوتے ہیں
۱۰- آخری تیر
۱۱- قطعی دلیل
۱۲- بلکہ انہوں نے وہ کچھ کہا جو پہلوں نے کہا تھا
۱۳- امت کا انجام جس نے اپنے نبی کو جھٹلایا تھا
۱۴- پیغام پہنچا دیا اور امانت ادا کر دی

پہلے قصوں پر ایک نظر

آپ نے ہمارے آقا حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت یوسف علیہ السلام' حضرت نوح علیہ السلام' حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام کے قصے پڑھ لیے' لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ آپ نے قدرے تفصیل سے پڑھا۔ آپ نے یہ سب کچھ بڑے شوق دلی رغبت اور تعظیم و تکریم سے پڑھا۔ آپ کے دلوں میں ان پیارے اثر انگیز قصوں نے جگہ بنا لی۔ تمہارے حافظے نے انہیں یاد کر لیا۔ تمہاری زبانوں پر یہ قصے عام طور پر بیان ہونے لگے۔ لوگوں نے تمہیں دیکھا کہ تم اپنے چھوٹے بھائیوں کے سامنے انہیں بیان کرتے ہو۔ اور تم اپنے والدین اور بھائیوں کو یہ قصے بار بار سناتے ہو۔ اور تم ان کے بیان کرنے سے مزے لیتے ہو اور ان کے بیان سے دلوں میں جوش' ولولہ اور جرات پیدا کرتے ہو۔

حق و باطل کے درمیان کشمکش

یہ کوئی تعجب یا حیرانی کی بات نہیں۔ بلاشبہ یہ دلچسپ اور اثر انگیز کہانیاں ہیں۔ بلاشبہ یہ حق اور باطل' علم اور جہالت' روشنی اور تاریکی' انسانیت اور حیوانیت' جزم و یقین اور ظن و تخمین کے درمیان معرکہ آرائی کی دلپذیر داستانیں ہیں۔ پھر یہ حق کے باطل پر' علم کے جہالت پر' کمزور کے طاقتور پر تھوڑے کے زیادہ پر غالب آ جانے کی روداد کے قصے ہیں۔ پھر ان دلنشین کہانیوں میں علم و حکمت اور نصیحت و یاد دہانی کا دلکش انداز اپنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا: ''لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب" ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل کل شئی وھدی ورحمة لقوم یومنون'' (یوسف۔ ۱۱۱)

''بلاشبہ ان انبیاء کے قصوں میں دانشمندوں کے لیے نصیحت ہے۔ یہ کوئی ایسی بات

نہیں جسے جھوٹ موٹ بنا لیا گیا ہو لیکن یہ تصدیق ہے جو اس کے سامنے ہے۔ اور ہر چیز کی تفصیل ہے اور یہ سراپا ہدایت اور رحمت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے''

شعیب علیہ السلام مدین کی جانب

انبیاء علیہم السلام کے جو قصے ہم نے تمہیں بتائے وہ سب کے سب وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے قصے کہانیاں قرآن حکیم میں بیان کی ہیں' قرآن حکیم میں ان داستانوں کے علاوہ اور بھی بہت سے قصے مذکور ہیں۔ قرآن حکیم میں اللہ کے نبی حضرت شعیب علیہ السلام کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے مدین اور ایکہ والوں کی طرف بھیجا۔ وہ تجارت پیشہ اور سیاح لوگ تھے۔ وہ بحر احمر کے ساحل پر واقع بڑی تجارتی شاہراہ پر گامزن تھے جو یمن اور شام نیز عراق اور مصر کے درمیان واقع تھی۔ وہ اللہ کے ساتھ کسی غیر کو بھی شریک ٹھہراتے تھے' جس طرح کہ انبیاء علیہم السلام کی امتیں ہر دور میں کرتی رہی ہیں۔ وہ کم ناپا کرتے' قافلوں کے درپے ہوتے' انہیں ڈراتے دھمکاتے' زمین میں فساد برپا کرتے اور ان دولت مندوں' طاقت وروں کی سی ٹھاٹھ باٹھ سے رہتے' جو حساب کی امید نہیں رکھتے اور عذاب سے ڈرتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف اپنے رسول شعیب علیہ السلام کو بھیجا جو انہیں دعوت دیتے ہیں اور ڈراتے ہیں ان سے کہتے ہیں۔ ''اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود حقیقی نہیں اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو۔ میں تمہیں خیر سگالی کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ مجھے تمہارے بارے میں گھیرے میں لینے والے دن کا اندیشہ ہے'۔ اے میری قوم ناپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا پورا کیا کرو۔ لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔ اور نہ پھیلو زمین میں فسادی بن کر'' (ھود۔ ۸۷)

حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت

وہ ان سے کھل کر بات کرتے ہیں اور ان کے دلوں کی گرہ کھولتے ہیں' وہ گرہ

مال کی محبت اوراس کی فراوانی کے حوالے سے تھی۔آپ فرماتے ہیں۔پورا پورا ناپ تول کے بعد جو تمہارے لیے نفع بچے وہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے بہ نسبت لوگوں سے ظلم وخیانت کے ذریعے مال حاصل کرنے سے۔جب تم اپنی زندگی اوران لوگوں کی زندگی جنہوں نے مال ودولت جمع کیا۔پر نگاہ ڈالتے ہو۔تو تم ان لوگوں کو جنہوں نے کمی بیشی' خیانت اورکھوٹے سکوں سے مال کمایا۔ان کا انجام تباہی' ضیاع' بربادی اورمصیبت کی صورت میں ہوا۔یا تو وہ مال چوری کرلیا گیا یا اسے لوٹ لیا گیا' یا کسی ایسی مد میں خرچ کیا گیا جس سے اللہ راضی نہیں ہوتا۔یا اس پر کسی ایسے شخص کو مسلط کر دیا گیا۔جس نے اسے ضائع کر دیا اوراس سے اٹھکیلیاں کیں۔جو تھوڑا مال فائدہ مند ہوتا ہے وہ اس زیادہ مال سے کہیں بہتر ہوتا ہے جو فائدہ مند نہیں ہوتا۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔''کہہ دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہوتے اگرچہ آپ کو ناپاک مال کی کثرت پسند ہی کیوں نہ ہو۔'' (المائدۃ۔۱۰۰)

میری تمہارے لیے بالکل خالص نصیحت ہے۔اللہ اکیلا ہی تمہارا نگہبان ہے۔وہ نرمی' دانائی' علم اوربصیرت کے تناظر میں فرماتا ہے۔اللہ کی دی ہوئی بچت تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مومن ہو' اور میں تمہارے اوپر کوئی نگران نہیں ہوں۔'' (ہود۔۸۶)

رحم دل باپ اوردانا استاد

وہ ان کو خطاب کرتے ہوئے مختلف انداز اپناتے اورنصیحت کرتے ہوئے طرح طرح کے اسلوب اختیار کرتے۔بالکل رحم دل باپ اوردانا استاذ کی طرح قوم کے ساتھ پیش آتے قرآن حکیم میں ان کی نصیحت آموز گفتگو کو درج ذیل الفاظ کا جامہ پہنایا گیا۔آپ فرماتے ہیں۔''اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں' تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے واضح دلیل آچکی ہے۔ ناپ تول پورا پورا کیا کرو۔لوگوں کو ان کی اشیاء میں نقصان نہ دیا کرو' زمین میں اس کی اصلاح ودرستگی کے بعد فساد برپا نہ کیا کرو' یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مومن ہو۔

تم ہر راستے پر اس غرض سے بیٹھا نہ کرو کہ تم ہر اس شخص کو دھمکیاں دیتے پھرو اور اسے اللہ کی راہ سے روکنے لگو جو اللہ پر ایمان لے آیا اور تم ٹیڑھے پن اور کجی کا ارادہ رکھتے ہوئے یاد کرو جب تم تھوڑے تھے' تو اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا' دیکھو فساد برپا کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا'' (الاعراف۔۸۵۔۸۶)

اس کی قوم کا جواب

قوم کے زیرک لوگوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کے استفسار میں بڑی باریک بینی سے کام لیا۔ انہوں نے بڑے طمطراق سے کہا۔ گویا کہ وہ کسی راز پر آگاہ ہو گئے یا انہوں نے کوئی عقدۃ وا کر دیا۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں مذکور ہے۔ ''اے شعیب کیا تجھے تیری نماز حکم دیتی ہے کہ ہم انہیں چھوڑ دیں۔ جن کی ہمارے آباؤ و اجداد پوجا کیا کرتے تھے۔ یا ہم اپنے مالوں میں اپنا حق استعمال نہ کیا کریں جیسے چاہیں بس تو ہی ایک بردبار اور ہونہار رہ گیا ہے'' (ہود۔۸۷)

شعیب علیہ السلام اپنی دعوت کی وضاحت کرتے ہیں

حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا' نہ سختی کی اور نہ ہی ناراض ہوئے اور انہیں سمجھایا کہ بڑی طویل خاموشی کے بعد انہیں اس دعوت و نصیحت پر کس چیز نے برہم کیا' اور جو انہوں نے بری عادات اور ظالمانہ رویے اختیار کر رکھے تھے حضرت شعیب علیہ السلام نے اس کی بھی پرواہ نہیں کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو نبوت اور وحی سے سرفراز فرمایا۔ ان کا سینہ کھول دیا اور اپنے پاس سے انہیں نور عطا فرمایا۔ شعیب علیہ السلام کو اس پر حسد بھی لاحق نہیں ہوتا ہے۔ اللہ نے اسے بے نیاز کر دیا' اور اسے پاکیزہ اور حلال رزق عطا کیا۔ وہ ان خوبیوں کی بنا پر سعادت مند' خوش دل' خوش حال اور دل و زباں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بن گئے۔ پھر وہ ایسے باکردار تھے کہ کسی بھی شخص کو کسی ایسے کام سے

روکتے نہیں تھے جس کے وہ خود مرتکب ہوتے ہوں۔ وہ نہ ہی انہیں کسی ایسی چیز سے باز رکھتے کہ خود اس کا ارتکاب کرتے ہوں۔ وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے۔ جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں۔ اور نہ ہی ان لوگوں میں سے ہیں جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ وہ تو ان کی اصلاح' خوش بختی اور عذاب سے چھٹکارے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جو عذاب ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے۔ تمام تر فضل و کرم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتا ہے۔ اور اسی پر حضرت شعیب علیہ السلام کا اعتماد ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں مذکور ہے۔ شعیب علیہ السلام نے کہا: ''اے میری قوم تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک کھلی شہادت پر تھا اور اس نے مجھے اپنی طرف سے اچھا رزق عطا کیا اور میں ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ جن باتوں سے میں تم کو روکتا ہوں' ان کا خود ارتکاب کروں میں تو اصلاح کرنا چاہتا ہوں' جہاں تک بھی میرا بس چلے اور یہ جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں اس کا سارا انحصار اللہ کی توفیق پر ہے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور ہر معاملے میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔'' (ہود۔ ۸۸)

جو تم کہتے ہو ہمیں زیادہ اس کی سمجھ نہیں آتی

حضرت شعیب علیہ السلام نے جو کچھ چاہا قوم نے جانتے بوجھتے ہوئے اس سے نادانی و جہالت کا ثبوت دیا۔ گویا کہ وہ ان سے کسی اجنبی زبان میں بات کر رہے تھے۔ حالانکہ وہ اس شہر کے باشندے اور قوم کے بھائی بند تھے۔ گویا کہ وہ اپنی بات کو دوٹوک اور واضح انداز' میں بیان نہیں کر سکتے تھے۔ حالانکہ وہ بات کرنے اور بیان دینے کے لحاظ سے ان سے زیادہ فصیح و بلیغ تھے۔ لوگ ایسے ہی کہا کرتے ہیں' جب کہ انہیں نصیحت گراں گذرے اور کام دشوار دکھائی دیتا ہو۔

شعیب علیہ السلام اپنی قوم پر حیران ہوتے ہیں

اس کی کمزوری اور تنہائی کی وجہ سے وہ لوگ اس سے اٹھکیلیاں کرنے لگے۔

اگر اس کا قبیلہ اور قرابت داری نہ ہوتی تو اسے پتھروں سے رجم کر ڈالتے۔ اور اس سے گلو خلاصی کرا لیتے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کے رویے پر تعجب کا اظہار کیا کہ اللہ غالب' قادر' طاقت ور اور زبردست' ان کے ہاں قبیلے سے کم تر ہے جو قبیلہ' بیماریوں' ہلاکت' کمزوری اور عاجزی کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں مذکور ہے۔ ''انہوں نے کہا: اے شعیب جو تم کہتے ہو وہ ہمیں زیادہ سمجھ نہیں آتا ہم تجھے اپنے ہاں کمزور گردانتے ہیں۔ اگر تیرا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تجھے رجم کر دیتے' اور تو ہم پر غالب نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: اے میری قوم کیا میرا قبیلہ اللہ تعالیٰ کی نسبت تمہیں زیادہ عزیز ہے۔ تم نے اسے پس پشت ڈال دیا ہے۔ بلاشبہ میرا رب جو تم کرتے ہو اس کا احاطہ کرنے والا ہے۔ (ہود۔۹۱-۹۲)

آخری تیر

جب ان کی دلیل کٹ گئی۔ تو انہوں نے وہ آخری تیر چھوڑا جو ہر امت کے منکر اپنے نبی اور اس کے پیروکاروں پر چھوڑتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''اس کی قوم کے سرداروں نے کہا جنہوں نے تکبر کیا تھا۔ اے شعیب ہم تجھے اور تیرے ساتھ جو ایمان لانے والے ہیں اپنی بستی سے ضرور نکال دیں گے یا تم ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ گے'' (الاعراف۔۸۸)

قطعی دلیل

حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب اپنے دین پر فخر کرنے والے اور اپنے عقیدہ وضمیر کے اعتبار سے غیرت مند کا سا جواب تھا۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں مذکور ہے۔ ''فرمایا کیا اگرچہ ہم ناپسند کرتے ہوں۔ تب تو ہم نے اللہ پر جھوٹ باندھا۔ اگر ہم تمہارے مذہب میں لوٹ آئیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات عطا کر دی۔ ہمارے لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ اب اس کی طرف لوٹیں مگر یہ کہ ہمارا رب اللہ ایسا چاہے۔ ہمارے رب

کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ اسی پر ہم نے بھروسہ کیا۔ اے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ (ہود۔۸۹)

بلکہ انہوں نے وہی کچھ کہا جو پہلوں نے کہا تھا

اس بات نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ انہوں نے اسی طرح کہا جس طرح پہلے لوگوں نے کہا تھا۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں مذکور ہے۔ ''انہوں نے کہا: تجھ پر تو جادو ہو چکا ہے'' تو ہماری طرح کا ایک انسان ہے۔ ہمارے خیال میں تو جھوٹا ہے' اگر تو سچا ہے تو پھر ہم پر آسمان کا ٹکڑا گرا دے۔ (الشعراء۔۱۸۵)

امت کا انجام جس نے اپنے نبی کو جھٹلایا

ہر امت جس نے اپنے نبی کو جھٹلایا اور اپنے اللہ کی نعمت کی ناشکری اختیار کی اس کا انجام ایک جیسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''انہیں زلزلے نہ آ لیا تو وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گر گئے۔ جن لوگوں نے شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا ان کی حالت یہ بن گئی گویا کہ وہ وہاں تھے ہی نہیں۔ جنہوں نے شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔ (الاعراف۔۹۰۔۹۱)

پیغام پہنچا دیا اور امانت ادا کر دی

شعیب علیہ السلام کی شان ویسی ہی تھی جیسی ہر نبی کی ہوتی ہے آپ نے پیغام پہنچایا امانت کا حق ادا کیا اور حجت قائم کر دی۔ ان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور تمہیں نصیحت کی پھر میں کافر قوم پر کیسے افسوس کروں۔ (الاعراف۔۹۳)

سیدنا داؤد اور سیدنا سلیمان علیہ السلام کا قصہ

✽ ابتدائیہ

۱۔ قرآن اللہ کی نعمتیں بیان کرتا ہے
۲۔ داؤد علیہ السلام پر اللہ کی نعمت
۳۔ اس نعمت پر اس کا شکر ادا کرنا
۴۔ سلیمان علیہ السلام پر اللہ کی نعمت
۵۔ باریک بینی اور گہرا علم
۶۔ سلیمان علیہ السلام پرندوں اور جانوروں کی بولی پہچانتے ہیں
۷۔ ھد ھد کا قصہ
۸۔ سلیمان علیہ السلام ملکہ سباء کو اپنے دین کی دعوت دیتے ہیں
۹۔ ملکہ اپنی حکومت کے اعیان سے مشورہ کرتی ہے
۱۰۔ بہلاوے کا تحفہ
۱۱۔ ملکہ سر جھکائے آتی ہے
۱۲۔ شیشے کا ایک بڑا محل
۱۳۔ میں سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ رب العالمین کی فرمانبردار بن گئی
۱۴۔ قرآن سلیمان علیہ السلام کا قصہ بیان کرتا ہے
۱۵۔ سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے کفر کیا

ابتدائیہ

قرآن حکیم نے ایام الٰہی کے تذکرے پر بس نہیں کیا اور نہ ہی ان حالات کے بیان کرنے پر اکتفا کیا۔ جو انبیاء اور رسولوں کی ان اقوام کی طرف سے جھٹلانے' مذاق کرنے' توہین آمیز سلوک کرنے اور دھتکارنے کی صورت میں پیش آئے جن کی طرف ان کو مبعوث کیا گیا تھا اور نہ ہی ان امتوں کو رسولوں کے جھٹلانے انہیں مذاق کرنے ان کے ساتھ داؤ کھیلنے اور انہیں قتل کا ارادہ کرنے کے جرم میں پیش آنے والی سزا' عذاب' ہلاکت اور تباہی کے تذکرے پر ہی اکتفا کیا گیا۔ جیسا کہ انبیاء کی داستانوں میں پہلے گذر چکا ہے۔

قرآن اللہ کی نعمتیں بیان کرتا ہے

بلکہ قرآن نے بڑی کثرت کے ساتھ اللہ کی نعمتوں کو بیان کیا ہے۔ کبھی وضاحت کے ساتھ اور کبھی اختصار کے ساتھ بہت سی ایسی نعمتیں بیان کیں۔ جو نعمتیں بہت سے انبیاء علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ نے کیں' ان میں سے خاص طور پر داؤد' سلیمان' ایوب' یونس زکریا اور یحییٰ علیہم السلام ہیں۔ رہے داؤد اور سلیمان ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں اقتدار سونپا۔ اور حکومت میں وسعت و فراخی عطا کی اور ان دونوں کو وافر مقدار میں علم سے نوازا۔ ان دونوں کو بہت سی ایسی چیزوں کا علم دیا جن سے لوگ جاہل و ناواقف تھے۔ طاقتوروں اور سرکشوں کو ان دونوں کے تابع کر دیا۔ اور ان حیوانات و جمادات کو مطیع کر دیا جو کسی کے تابع فرمان نہیں ہوتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''اور ہم نے داؤد و سلیمان کو علم عطا کیا اور انہوں نے کہا شکر اس اللہ کا جس نے ہم کو اپنے بہت سے بندوں پر فضیلت عطا کی اور داؤد کا وارث

سلیمان ہوا۔ اور اس نے کہا: لوگو! ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھلائی گئی ہیں اور ہمیں ہر طرح کی چیزیں دی گئی ہیں۔ بے شک یہ اللہ کا نمایاں فضل ہے۔" (النمل: ۱۵۔۱۶)

داؤد علیہ السلام پر اللہ کی نعمت

حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے پہاڑ اور پرندے مطیع کر دیئے۔ وہ دعا اور تسبیح میں ان کا ساتھ دیتے ہیں اور لوہے کو ان کے لیے نرم کر دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "ہم نے داؤد علیہ السلام کو اپنے ہاں سے بڑا فضل عطا کیا تھا۔ ہم نے حکم دیا کہ اے پہاڑ (اس) کے ساتھ ہم آہنگی کرو، اور یہی حکم ہم نے پرندوں کو دیا۔ ہم نے لوہے کو اس کے لیے نرم کر دیا اس ہدایت کے ساتھ کہ زرہیں بنا اور ان کے دائرے ٹھیک اندازے پر رکھ اے آل داؤد نیک عمل کرو جو کچھ تم کرتے ہو میں اس کو دیکھ رہا ہوں" (سباء: ۱۰۔۱۱)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ داؤد علیہ السلام کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا جو تسبیح کرتے تھے اور یہ کچھ کرنے والے ہم ہی تھے اور ہم نے اس کو تمہارے فائدے کے لیے زرہ بنانے کی صنعت سکھلا دی تھی تاکہ تم کو ایک دوسرے کی مار سے بچائے پھر کیا تم شکر گزار ہو۔" (الانبیاء: ۷۹۔۸۰)

اس نعمت پر اس کا شکر ادا کرنا

حضرت داؤد علیہ السلام اس وسیع تر حکومت اور ہنر مندو طاقت ور ہاتھ کے باوجود عاجزی و انکساری کرنے والے، بارگاہ الٰہی میں رجوع کرنے والے، اللہ کا ہمیشہ ذکر کرنے والے، لمبی دعا اور تسبیح کرنے والے اللہ کے بندے تھے۔ وہ ایسے انصاف کرنے والے حکمران تھے کہ وہ لوگوں کے درمیاں حق پر مبنی فیصلہ کرتے اور وہ انصاف کے تقاضوں سے سرمو انحراف نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

"اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ لہذا تو لوگوں کے درمیان حق کے

ساتھ حکومت کر اور خواہش نفس کی پیروی نہ کر کہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی' جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹکتے ہیں۔ ان کے لیے سخت سزا ہے۔ کہ وہ حساب کا دن بھول گئے۔'' (ص۔۲۶)

سلیمان علیہ السلام پر اللہ کی نعمت

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہوائیں مطیع کر دیں وہ اس کے حکم سے چلتیں اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھا لے جاتیں۔ وہ وہاں کم وقت اور جلدی پہنچ جاتے۔ اور اللہ نے طاقت ور ماہرین جنوں کو اور سرکش شیاطین کو اس کے تابع فرمان کر دیا تھا وہ اس کے احکامات کو نافذ کرتے۔ اور اس کے آبادکاری کے منصوبہ جات اور دیو ہیکل بلڈنگوں کی تکمیل کرتے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

''اور سلیمان علیہ السلام کے لیے ہم نے تیز ہوا کو مسخر کر دیا تھا جو اس کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی جس میں ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔ ہم ہر چیز کا علم رکھنے والے تھے۔ اور شیاطین میں سے جو اس کے لیے غوطے لگاتے اور اس کے علاوہ دوسرے کام کرتے تھے ان سب کے نگران ہم ہی تھے۔ (الانبیاء۔۸۲)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اور سلیمان کے لیے ہم نے ہوا کو مسخر کر دیا۔ صبح کے وقت اس کا چلنا ایک مہینے کی راہ تک' اور شام کے وقت اس کا چلنا ایک مہینے کی راہ تک۔ ہم نے اس کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور ایسے جن اس کے تابع کر دیئے جو اپنے رب کے حکم سے اس کے آگے کام کرتے تھے ان میں سے جو ہمارے حکم سے سرتابی کرتا اس کو ہم بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھاتے۔ وہ اس کے لیے بناتے تھے جو کچھ وہ چاہتا اونچی عمارتیں' تصویریں' بڑے بڑے حوض جیسے لگن اور اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی بھاری دیگیں۔ اے آل داؤد عمل کرو شکر کے طریقے پر میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہیں۔ (سباء:۱۲۔۱۳)

باریک بینی اور گہرا علم

حضرت سلیمان علیہ السلام کی ذہانت اور درست فیصلے کی صلاحیت اس معاملے میں آشکار ہوئی جو اس کے والد گرامی قدر کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔ ایک قوم کے انگور تھے۔ جس کے گچھے نکل آئے تھے۔ ایک دوسری قوم کی بکریاں انگوروں کے باغ میں داخل ہوئیں اور انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فیصلہ دیتے ہوئے بکریاں انگور والے کے سپرد کر دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اللہ کے نبی یہ فیصلہ علاوہ ازیں ایک اور صورت میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ فرمایا وہ کیسے؟ عرض کی! انگور کا باغ بکریوں والے کے سپرد کر دیجئے۔ وہ اس کی دیکھ بھال کرے۔ اور بکریاں انگوروں والے کے سپرد کر دیجئے وہ ان سے فائدہ اٹھائے یہاں تک انگور اپنی اس حالت پہ آ جائیں جس طرح پہلے تھے۔ تو انگور اس کے مالک کو دید یجئے۔ اور بکریاں ان کے مالک کے سپرد کر دیجئے۔ اللہ نے اسے باریک بینی اور گہرے علم سے نوازا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اس نعمت سے ہم نے داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو سرفراز کیا' یاد کرو وہ موقع جب کہ وہ دونوں ایک کھیت کے مقدمے میں فیصلہ کر رہے تھے۔ جس میں رات کے وقت دوسرے لوگوں کی بکریاں پھیل گئی تھیں۔ اور ہم ان کی عدالت خود دیکھ رہے تھے اس وقت ہم نے صحیح فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا۔ حالانکہ حکم اور علم ہم نے دونوں کو ہی سمجھا دیا تھا۔'' (الانبیاء۔ ۷۸۔ ۷۹)

سلیمان علیہ السلام پرندوں اور جانوروں کی بولی پہچانتے ہیں

قرآن مجید نے ایک حکیمانہ و دلاویز کہانی بیان کی ہے۔ جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی اپنی حکومت چلانے اور اپنی حکمرانی کے رعب و دبدبے کو قائم کرنے کے حوالے سے بیدار مغزی آشکار ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے دنیا و آخرت کی سعادت' حکومت' اقتدار' نبوت اور رسالت کو ان کے لیے کیسے ایک ساتھ اکٹھا کر دیا۔

وہ پرندوں اور جانوروں کی بولی پہنچانتے تھے۔ اس نے ایک مرتبہ جن وانس اور پرندوں کے لشکر اکٹھے کیے۔ اور انہیں بڑے سلیقے اور وقار کے ساتھ ترتیب دیا۔ وہ پورے نظم ونسق کے پابند تھے۔ وہ اپنے سرداروں کی کمان میں تھے۔ سلیمان علیہ السلام کا گذر ایک چیونٹیوں کی وادی کے پاس سے ہوا۔ ایک چیونٹی کو اپنی برادری کے بارے میں اندیشہ ہوا کہ گھوڑے اپنے سموں سے انہیں روند ڈالیں گے۔ سلیمان علیہ السلام اور اس کے لشکروں کو اس کا شعور تک نہ ہوگا۔ اس چیونٹی نے انہیں اپنی بلوں میں داخل ہو جانے کا حکم دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام یہ بات سمجھ گئے انہیں کوئی پریشانی یا فخر لاحق نہیں ہوا۔ اس لیے کہ وہ اللہ کے انبیاء میں سے ایک نبی تھے۔ بلکہ اس صورت حال نے انہیں اللہ کی تعریف اور اس کی نعمت کے شکر پر انگیخت کیا۔ اور عمل صالح کی توفیق کے لیے دعا اور اللہ کے نیک بندوں کی لڑی میں پروئے جانے کی تمنا کرنے پر آمادہ کیا۔

ھد ھد کا قصہ

ھد ھد پرندہ سلیمان علیہ السلام کا گائڈ اور جاسوس تھا' جو آپ کو پانیوں کے مقامات کی راہنمائی کرتا اور لشکر کے پڑاؤ کی جگہوں کی نشاندہی کرتا۔ آپ نے اسے نہ پایا' تو بہت برا محسوس کیا اور اسے ڈانٹ پلائی۔ وہ تھوڑی دیر غیر حاضر رہا پھر آ گیا۔ اس نے سلیمان علیہ السلام سے کہا: مجھے ایک ایسی بات معلوم ہوئی ہے۔ جس سے آپ اور آپ کے لشکر آگاہ نہیں ہیں۔ میں قوم سبا اور اس کی ملکہ کے بارے میں ایک سچی خبر لے کر آیا ہوں۔ ان کا ایک بڑا ملک اور وسیع مملکت ہے۔ میں نے انہیں عقل و دانش اور حکومت و سرداری سے متصف ہونے کے باوجود احمق و جاہل پایا ہے۔ وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے نہیں ہیں اور نہ ہی ایک اللہ کی عبادت کی طرف راہ پاتے ہیں۔

سلیمان علیہ السلام ملکہ سباء کو اپنے دین کی دعوت دیتے ہیں

اللہ کے نبی کو یہ بات بڑی ناگوار محسوس ہوئی۔ کہ اس کی مملکت کے پڑوس میں ایک ملک اور ایک امت ایسی ہے جس کو وہ جانتے نہیں اور نہ ہی ان کی دعوت اس تک پہنچی ہے۔ اور وہ اب تک سورج کی پوجا کرتی ہے۔ ان کی پیغمبرانہ دینی حمیت نے جوش مارا انہوں نے یہی درست جانا کہ اس مملکت کی مشرک حکمران خاتون کو خط لکھیں اسے اسلام کی دعوت دیں اور اپنے لشکر جرار کے ہمراہ اس کے ملک پر حملہ آور ہونے سے پہلے اسے طاعت اور فرمانبرداری اختیار کرنے کی دعوت دیں اس کی طرف فصاحت و بلاغت سے لبریز خط تحریر کیا اور اس میں اسے اسلام و اطاعت گذاری کی دعوت دی۔ خط میں نرم دلی' صراحت' انبیاء کی انکساری اور بادشاہوں کی غیرت کا امتزاج تھا۔

ملکہ اپنی حکومت کے اعیان سے مشورہ کرتی ہے

سلیمان علیہ السلام میں بیک وقت تواضع' انکساری اور شاہانہ غیرت وخودداری پائی جاتی تھی یعنی آپ ان دونوں اوصاف سے آراستہ تھے۔ وہ عورت جو اس ملک پر حکومت کرتی تھی نہایت عقلمند تھی لیکن وہ حکم دینے میں جلد باز نہ تھی' اسے بادشاہوں کی سیرت اور فاتحین کے واقعات کے بارے میں وسیع تجربات تھے' لیکن اس کی عقل و دانش نے معبود حقیقی کی معرفت اور اس کی عبادت کے بارے میں اسے دھوکے میں رکھا۔ اسے بادشاہوں کے گھمنڈ وخودداری نے اپنی لپیٹ میں نہ لیا اور نہ ہی وہ اپنی رائے پر جمی رہنے والی تھی۔ اس نے اپنی حکومت کے صاحب رائے ارکان کو اس خط کے بارے میں اطلاع دی جو عام خطوط کی طرح کا نہ تھا۔ یہ اس وقت کے سب سے بڑے بادشاہ اور ایسے نبی کا خط تھا جو اللہ کی طرف دعوت دینے والا ہے۔ جب اس کی حکومت کے ارکان ملکہ کو خوش کرنے اور اس کی چاپلوسی کرنے کی غرض سے اپنی

طاقت اور اپنے لشکروں کی کثرت کے بارے میں دلائل دینے لگے۔ جیسا کہ ہر دور اور ہر جگہ میں بادشاہوں کے ہم نشینوں کی عادت ہوتی ہے۔ ملکہ نے ان کی بات کو قبول نہ کیا اور نہ ہی ان سے اتفاق کیا۔ بلکہ انہیں برے انجام سے ڈرایا انہیں فاتح بادشاہوں کا سلوک یاد دلایا جو وہ مفتوح قوموں میں اختیار کرتے ہیں اور شکست و ذلت کے بعد مفتوح اقوام کا انجام ہوتا ہے۔ ملکہ نے ان سے کہا: یہی حالت ہمارے ملک اور قوم کی ہوگی۔ ملکہ نے ان سے کہا: میں سلیمان کی طرف تحائف بھیجتی ہوں اور ان کے ذریعے اس کا امتحان اور جائزہ لیتی ہوں۔ اگر اس نے تحفہ قبول کر لیا تو وہ بادشاہ ہے تو تم اس سے لڑائی کرنا اگر اس نے تحفہ قبول نہ کیا تو وہ یقیناً نبی ہے بایں صورت تم اس کی پیروی کرنا۔

بہلاوے کا تحفہ

ملکہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف ایک عظیم الشان تحفہ بھیجا جو بادشاہوں کے شایان شان ہوتا ہے۔ جب وہ تحفہ سلیمان علیہ السلام تک پہنچا آپ نے اس سے پہلوتہی اختیار کی اور اس کے قبول کرنے میں بے رغبتی کا اظہار کیا۔ اور فرمایا: کیا تم مجھے مال دے کر بہلاتے ہو کہ میں تمہیں شرک پر ملک سمیت چھوڑ دوں؟ اور جو مجھے اللہ تعالیٰ نے ملک' مال اور لشکر عطا کیے ہیں وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ معاملہ حقیقت پسندانہ ہے۔ کوئی مذاق نہیں! اور مسئلہ دعوت و اطاعت کا ہے۔ یہ کوئی بہلاوے کا مسئلہ نہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہیں اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور ان کے ملک پر چڑھائی کی دھمکی دی۔

ملکہ سر جھکائے آتی ہے

جب یہ شاہی وفد ملکہ کے پاس واپس پہنچا۔ اور اسے کہانی سنائی' اس نے سنی وہ اور اس کی قوم مطیع ہوگئی۔ اور وہ اپنے لشکروں کے ساتھ سر جھکائے سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہوئی۔ جب سلیمان علیہ السلام کو ان کی آمد کا یقین ہوگیا وہ اس سے

خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ اسے اللہ کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی دکھلائے۔ تاکہ وہ اللہ کی قدرت اور سلیمان علیہ السلام پر اس کی نعمتوں کی دلیل ہو۔ آپ نے ارادہ کیا کہ اس کا وہ عرش جو طاقت ور اور دیانتدار آدمیوں کے سپرد کر رکھا تھا حاضر کریں تو اپنے سرداروں سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کا عرش اس بڑے قافلے کی آمد سے پہلے لے آئیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو ارادہ کیا تھا تھوڑے ہی وقت میں وہ پورا ہو گیا۔ یہ ایک معجزہ تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا تو اس کی بعض علامات وصفات بدل دی گئیں۔ تاکہ آپ اس کی پہچان اور نگاہ کے ثبات کا امتحان لیں۔ اگر ملکہ پر یہ معاملہ خلط ملط ہو جاتا ہے۔ تو اس کی اس سے زیادہ باریک اور دور رس معاملات میں کوتاہ نظری کی دلیل ہوگی۔

شیشے کا ایک بڑا محل

حضرت سلیمان علیہ السلام نے انسانوں اور جنوں میں سے معماروں کو حکم دیا۔ انہوں نے اس ملکہ کے لیے شیشے کا ایک بڑا محل تعمیر کر دیا اور اس کے نیچے پانی جاری کر دیا۔ جو اس معاملے کی حقیقت کو نہیں جانتا وہ خیال کرے گا کہ یہ پانی ہے۔ لیکن شیشہ چلنے والے اور پانی کے درمیان حائل ہے۔ یہ ایک پختہ بات ہے کہ ملکہ کو اس کے پانی ہونے کا وہم ہوگا تو وہ اپنی پنڈلیوں سے کپڑا سرکائے گی۔ اس مقام پر غلطی واضح ہو جائے گی۔ اس سے اس کی کوتاہ نظری اور مظاہر سے دھوکا کھا جانے کی عادت کا پتہ چل جائے گا۔ وہ اور اس کی قوم سورج کو سجدہ کرتے تھے۔ اس لیے کہ یہ روشنی اور زندگی کا سب سے بڑا مظہر ہے۔ جو کہ اللہ کی آیات میں سے ہے۔ اس سے اس کی آنکھوں کا پردہ ہٹ جائے گا۔ وہ پہچان جائے گی کہ جس طرح اس نے شیشے کو پانی سمجھنے کے معاملے میں غلطی کی ہے۔ اور اس نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا دیا۔ اسی طرح سورج کو خالق سمجھ لینے کے معاملے میں بھی غلطی کا ارتکاب کیا ہے کہ اس نے سورج کو سجدہ کیا اور اس کی عبادت کرتی رہی۔ یہ انداز سو خطبوں اور ہزار دلیلوں سے

زیادہ فصیح و بلیغ تھا۔

میں سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ رب العالمین کی فرمانبردار بن گئی

اور ایسے ہی ہوا' وہ ملکہ اپنی چالاکی ہوشیاری اور ذہانت کے باوجود ایک واضح غلطی کا شکار ہوئی۔ اس نے شیشے کو چمکدار پانی سمجھا جو بہتا ہے اور ٹھاٹھیں مارتا ہے۔ اس نے اپنی پنڈلی سے کپڑا ہٹا دیا' اور اس نے ارادہ کیا وہ اس پانی میں داخل ہو۔ اس موقع پر اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام نے ملکہ کو اس کی غلطی پر آگاہ کیا اور فرمایا: یہ ایک محل ہے جو شیشے سے بنایا گیا ہے۔ اس کی آنکھ سے پردہ ہٹ گیا۔ اس نے مظہر کو ظاہر پر قیاس کرنے کی اپنی نادانی کو پہچان لیا اور سورج کی پوجا اور اسے سجدہ کرنے کے بارے میں اپنی جہالت کا پتہ چل گیا۔ اور وہ جلدی سے کہنے لگی: ''میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ میں سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ رب العالمین پر ایمان لائی۔'' (النمل۔۴۴)

قرآن سلیمان علیہ السلام کا قصہ بیان کرتا ہے

قرآن حکیم میں یہ دلاویز اور مفید قصہ پڑھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''سلیمان نے پرندوں کا جائزہ لیا اور کہا: کیا بات ہے کہ میں فلاں ھد ھد کو نہیں دیکھ رہا ہوں؟ کیا وہ کہیں غائب ہو گیا؟ میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر دوں گا! ورنہ اسے میرے سامنے معقول وجہ پیش کرنا ہوگی۔ کچھ زیادہ دیر نہ گذری تھی تو اس نے کہا: میں نے وہ معلومات حاصل کی ہیں۔ جو آپ کے علم میں نہیں ہیں۔ میں سبا (قوم) کے متعلق یقینی اطلاع لے کر آیا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت دیکھی جو اس قوم کی حکمران ہے۔ اس کو ہر طرح کا سروسامان بخشا گیا ہے اور اس کا تخت بڑا عظیم الشان

ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کی بجائے سورج کے آگے سجدہ کرتی ہے۔ شیطان نے ان کے اعمال ان کے لیے خوشنما بنا دیئے۔ اور انہیں شاہراہ سے روک دیا' اس وجہ سے وہ یہ سیدھا راستہ نہیں پاتے' کہ اس اللہ کو سجدہ کریں۔ جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزیں نکالتا ہے۔ اور وہ سب کچھ جانتا ہے جسے تم لوگ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو۔ اللہ جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے۔ سلیمان نے کہا اب ہم لوگ دیکھ لیتے ہیں کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ میرا یہ خط لے جا اور اسے ان لوگوں کی طرف ڈال دے۔ پھر الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا ردعمل ظاہر کرتے ہیں۔ ملکہ نے کہا: اے اہل دربار میری طرف ایک بڑا اہم خط بھیجا گیا ہے۔ وہ سلیمان کی جانب سے ہے۔ اور اللہ رحمان و رحیم کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔ پیغام یہ ہے کہ میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو۔ اور مسلم ہو کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔ ملکہ نے کہا اے سرداران قوم میرے اس معاملے میں مجھے مشورہ دیں' میں کسی معاملے کا فیصلہ اس وقت کرتی ہوں جب تم حاضر ہوتے ہو۔ انہوں نے کہا: ہم طاقت ور اور لڑنے والے لوگ ہیں۔ آگے فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ خود دیکھ لیں کہ آپ نے کیا حکم دینا ہے؟ ملکہ نے کہا: بادشاہ جب کسی ملک میں گھس آتے ہیں تو اسے خراب اور اس کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ یہی کچھ وہ کیا کرتے ہیں۔ میں ان لوگوں کی طرف ایک تحفہ بھیجتی ہوں۔ پھر دیکھتی ہوں کہ میرے ایلچی کیا جواب لے کر واپس آتے ہیں۔ جب وہ (یعنی ملکہ کا سفیر) سلیمان علیہ السلام کے ہاں پہنچا۔ تو اس نے کہا: کیا تم لوگ مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو؟ جو کچھ اللہ نے مجھے دے رکھا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ جو تمہیں دیا ہے۔ بلکہ تمہارا تحفہ تمہیں کو مبارک ہو۔ اے سفیر واپس جا اپنے بھیجنے والوں کی طرف ہم ان پر ایسے لشکر لے کر آئیں گے جن کا مقابلہ وہ نہ کر سکیں گے۔ اور ہم انہیں ایسی ذلت کے ساتھ وہاں سے نکالیں گے کہ وہ خوار ہو کر رہ جائیں گے۔

سلیمان علیہ السلام نے کہا: اے اہل دربار تم میں سے کون اس کا تخت میرے پاس لائے گا۔ پہلے اس سے کہ وہ لوگ مطیع ہو کر میرے پاس آئیں۔ جنوں میں سے ایک طاقتور دیو ہیکل نے عرض کیا! میں اسے آپ کے پاس لاؤں گا پہلے اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں۔ میں اس کی طاقت رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں۔ جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ اس نے کہا: میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے اسے آپ کے پاس لائے دیتا ہوں۔ جب سلیمان علیہ السلام نے وہ تخت اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا۔ وہ پکار اٹھا یہ میرے رب کا فضل ہے۔ تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں۔ یا کفران نعمت کا کرتا ہوں۔ جو کوئی شکر کرتا ہے۔ اس کا شکر اس کے اپنے لیے ہی مفید ہے۔ ورنہ کوئی ناشکری کرے تو میرا رب بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ بزرگ ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا: انجان طریقے سے اس کا تخت اس کے سامنے رکھ دو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ صحیح بات تک پہنچتی ہے۔ یا ان لوگوں میں سے ہے جو راہ راست نہیں پاتے۔ ملکہ جب آئی اس سے کہا گیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ وہ کہنی لگی' یہ تو گویا وہی ہے۔ ہم تو پہلے ہی جان گئے تھے اور ہم نے سر اطاعت جھکا دیا تھا۔

اس کو ایمان لانے سے جس چیز نے روک رکھا تھا وہ ان معبودوں کی عبادت تھی جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی کیونکہ وہ ایک کافر قوم سے تھی۔ اس ملکہ سے کہا گیا کہ محل میں داخل ہو۔ اس نے جو دیکھا تو سمجھیں کہ پانی کا ایک حوض ہے اور اس میں اترنے کے لیے اس نے اپنے پائنچے اٹھا لیے سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ یہ شیشے کا چکنا و چمک دار محل ہے۔ اس پر وہ پکار اٹھی اے میرے رب میں اپنی جان پر بڑا ظلم کرتی رہی میرے رب میں نے سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت قبول کر لی'' (النمل: ۱۹۔۴۴)

سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے کفر کیا

یہود نے سلیمان علیہ السلام کی طرف ایک ایسی بات منسوب کر دی جو کسی توحید پرست مومن کے لیے مناسب نہ تھی جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لیے

کھول دیا ہو۔ چہ جائے کہ نبی رسول جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا کی ہو۔ اسے نبوت سے عزت بخشی ہو' اور خلافت سے سرفراز کیا ہو۔ انہوں نے آپ کی طرف جادو' کفر' شرک کے لیے مداہنت اور توحید کے معاملے میں بیویوں کے سبب اضطراب و بے چینی کی نسبت کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام الزامات سے بری کر دیا اور ارشاد فرمایا: ''سلیمان علیہ السلام نے کفر کا ارتکاب نہیں کیا۔ بلکہ شیاطین نے کفر کیا' وہ لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا۔ وہ ایک اچھا بندہ اور بہت ہی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا۔ ''بے شک اس کا ہمارے ہاں بڑا مرتبہ اور بہترین ٹھکانہ ہے''

یہ اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام ہیں۔ آپ حضرات نے دعوت الی اللہ اور توحید کے بارے میں ان کے نکتہ ہائے نگاہ کو دیکھ لیا۔ نیز ان کی حکمت' دانائی' سوجھ بوجھ اور دین وعقیدے کے بارے میں ان کی غیرت و خودداری بھی ملاحظہ کر لی ہے۔

سیدنا ایوب اور سیدنا یونس علیہما السلام کا قصہ

۱- ایوب علیہ السلام کا قصہ کہانیوں کا ایک دوسرا پیرایہ ہے۔
۲- ایوب علیہ السلام کا صبر
۳- مشقت اور انعام
۴- یونس علیہ السلام کا قصہ اور اس کی حکمت
۵- یونس علیہ السلام اپنی قوم کے درمیان
۶- یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں
۷- اللہ نے اس کی دعا قبول کی

ایوب علیہ السلام کا قصہ کہانیوں کا ایک دوسرا پیرایہ ہے

قرآن حکیم میں حضرت ایوب علیہ السلام کی کہانی کہانیوں کے ایک دوسرے پیرائے میں بیان کی گئی ہے۔ یہ کہانی اللہ تعالیٰ کی اپنے مومن' صابر اور شاکر بندوں اور محبوب انبیاء علیہم السلام پر نعمتوں کے مناظر میں سے ایک منظر ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس چوپائے' مویشی اور کھیتی باڑی وافر مقدار میں تھے۔ اولاد پسندیدہ تھی۔ ان سب چیزوں میں انہیں آزمایا گیا۔ سب چیزیں بالکل ختم ہو گئیں۔ پھر انہیں جسمانی طور پر آزمائش میں مبتلا کیا گیا۔ جسم کا دل اور زبان کے علاوہ کوئی حصہ بیماری سے محفوظ نہ رہا۔ وہ دل و زبان سے اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ وہ شہر کے ایک کونے میں تنہا چھوڑ دیئے گئے۔ لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ رہا۔ جو اس پر رحم کھائے سوائے اس کی بیوی کے جو اس کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ آخر ایک دن وہ بھی محتاج ہو گئی وہ ان کی وجہ سے لوگوں کا کام کاج کیا کرتی تھی۔

ایوب علیہ السلام کا صبر

اس سب کچھ کے باوجود وہ صابر و شاکر تھے ان کی زبان ذکر و شکر سے تر رہتی۔ یہ نہ تو شکوہ شکایت کرتے نہ کسی کو ڈانٹ پلاتے' نہ تلخ ہوتے اور نہ ہی ناراض ہوتے۔ وہ اس حالت میں کئی سال مبتلا رہے' اور بنی اسرائیل کے کوڑے کرکٹ کے پاس پڑے رہے اور کیڑے ان کے جسم میں چلتے پھرتے رہے۔

مشقت اور انعام

جب وہ آزمائش پوری ہو گئی جس کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا تھا۔ اور جب وہ آزمائش پوری ہو گئی جس کے ذریعے درجہ کمال تک پہنچانے' درجات کی بلندی اور تقدیر پر راضی ہونے کے اظہار کا ارادہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں دعائے

مستجاب کا الہام کردیا۔ جس میں ان کی عاجزی اور درماندگی ظاہر ہوئی۔ اور جس سے یہ ثابت ہو رہا تھا۔ کہ اللہ کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدن اور اہل وعیال پر عافیت فرمائی۔ مال انہیں واپس دے دیا اور اس سب کچھ میں برکت عطا کی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ ''اور ایوب کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے۔ اور تو ارحم الراحمین ہے۔'' ہم نے اس کی دعا قبول کی۔ اور جو تکلیف اسے تھی اسے دور کر دیا۔ اور صرف اس کے اہل وعیال ہی اس کو نہیں دیئے۔ بلکہ ان کے ساتھ اتنے ہی اور بھی دیئے اپنی خاص رحمت کے طور پر اور اس لیے کہ یہ ایک سبق ہو عبادت گزاروں کے لیے۔'' (الانبیاء: ۸۳-۸۴)

یونس علیہ السلام کا قصہ اور اس کی حکمت

حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ حضرت ایوب علیہ السلام کے قصے سے ملا ہوا آتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت' اپنے بندوں پہ لطف وکرم اور ان کی فریاد رسی کے اثبات میں پہلے قصے کی تائید کرنے والا ہے۔ جب کہ امید منقطع ہو جاتی ہے' جان لیوا ناامیدی اور اتھاہ اندھیرہ چھا جاتا ہے۔ تمام روشندان بند ہو جاتے ہیں۔ کوئی روشنی اور ہوا کا گذر نہیں ہوتا' کوئی امید باقی نہیں رہتی۔ طاقت ور' تیز رفتار موت کی چکی گھومتی ہے۔ جو نرم ونازک زندگی کے اناج کو پیس کر رکھ دیتی ہے۔ اس موقعے پر قدرت الہیہ کا طاقت ور غالب شفقت وحکمت بھرا ہاتھ نمودار ہوتا ہے۔ اس کمزور انسان کو شیر کی خونخوار داڑھوں سے اور قاتلانہ موت کے پنجے سے نکال لاتا ہے۔ انسان صحیح سالم بغیر کسی خراش کے نکل آتا ہے۔ وہ بغیر کسی نقصان کے کامل باہر آجاتا ہے۔ گویا کہ وہ اپنے گھر میں بستر پر تھا اور اپنے اہل وعیال میں محفوظ تھا۔

یونس علیہ السلام اپنی قوم کے درمیان

یہ یونس علیہ السلام کا قصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نینوا بستی والوں کی طرف بھیجا۔ آپ نے انہیں اللہ کی طرف دعوت دی' انہوں نے انکار کر دیا۔ وہ اپنے کفر میں سرکشی پر اتر آئے۔ وہ ناراض ہو کر ان کے سامنے سے نکل گئے۔ اور انہیں تین دن کے بعد عذاب کی وعید سنا دی۔ جب آپ کی جانب سے حقیقت پر مبنی یہ بات انہیں معلوم ہوئی۔ اور وہ جان گئے کہ نبی جھوٹ نہیں بولتا۔ تو وہ لوگ اپنے بچے' اور جانور اور مویشی لے کر صحرا کی طرف نکل پڑے۔ انہوں نے ماؤں اور بچوں کو الگ الگ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑائے اور اس کی پناہ طلب کی۔ اونٹ اور ان کے بچے بلبلائے' گائیں اور ان کے بچے ڈکرائے' بکریاں اور ان کے بچے ممیائے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو ٹال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پھر کیا کوئی ایسی مثال ہے کہ ایک بستی عذاب دیکھ کر ایمان لائی ہو۔ اور اس کا ایمان اس کے لیے نفع بخش ثابت ہوا ہو؟ یونس کی قوم کے سوا (اس کی کوئی نظیر نہیں) وہ قوم جب ایمان لے آئی تھی' تو البتہ ہم نے اس پر سے دنیا کی زندگی میں رسوائی کا عذاب ٹال دیا تھا۔ اور اس کو ایک مدت تک زندگی سے بہرہ مند ہونے کا موقع دے دیا تھا۔'' (یونس۔ ۹۸)

یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں

یونس علیہ السلام گئے کچھ لوگوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے' وہ سواروں کے ساتھ ڈولنے لگی۔ وہ ڈر گئے کہ ڈوب جائیں گے۔ انہوں نے ایک شخص کے بارے میں قرعہ ڈالا کہ اپنے درمیان میں سے اسے دریا میں پھینک دیں' تاکہ وہ اس سے ہلکے پھلکے ہو جائیں۔ قرعہ یونس علیہ السلام کے نام کا نکلا۔ انہوں نے انکار کیا کہ وہ اسے دریا میں پھینکیں۔ پھر انہوں نے دوبارہ قرعہ ڈالا وہ بھی اس کے نام کا نکلا' انہوں نے انکار کیا' پھر انہوں نے قرعے کا اعادہ کیا پھر بھی اس کے نام کا نکلا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد

فرمایا: ''تو یونس قرعے میں شریک ہوئے تو یہی ملزم ٹھہرے'' (الصافات : ۔۱۴۱) یہ کہ قرعہ انہی کے نام کا نکلا۔ یونس علیہ السلام کھڑے ہوئے۔ اپنے کپڑے سمیٹے پھر اپنے آپ کو سمندر میں پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دیو ہیکل مچھلی کو بھیجا وہ پانی چیرتی ہوئی آئی اور اس نے یونس علیہ السلام کو اسی وقت لقمہ بنا لیا جب انہوں نے کشتی سے چھلانگ لگائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کی طرف وحی کی کہ تو نے اس کا گوشت نہیں کھانا' اور نہ اس کی کوئی ہڈی پسلی توڑنی ہے۔

اللہ نے اس کی دعا قبول کی

حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ کے اندھیرے' سمندر کے اندھیرے اور رات کے اندھیرے میں تھے۔ اندھیرے تہہ بتہہ چھائے ہوئے تھے۔ اندھیرے کس قدر شدید تھے! سلامتی کس قدر دور تھی! جس قدر اللہ نے چاہا وہ ٹھہرے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے کلمات کا اسے القاء کیا۔ جن سے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں۔ مصائب ٹل جاتے ہیں اور سات آسمانوں کے اوپر سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ قرآن کو سنو! وہ اس عجیب وغریب اور انوکھے قصے کو بیان کرتا ہے۔ جس میں ہر اس تنگ دست' مصیبت زدہ ناامید اور پریشان حال کے لیے تسلی کا سامان ہے۔ جس کے لیے زمین اپنی کشادگی کے باوجود تنگ ہو جاتی ہے۔ اس کے لیے اس کی جان تنگ ہو جاتی ہے' وہ بچشم خود دیکھ لیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور مچھلی والے کو بھی ہم نے نوازا۔ یاد کرو جب کہ وہ بگڑ کر چلا گیا تھا اور سمجھا تھا کہ ہم اس پر گرفت نہ کریں گے۔ آخر اس نے تاریکیوں میں پکارا نہیں ہے کوئی معبود حقیقی مگر وہی' پاک ہے تیری ذات' بے شک میں نے ظلم کیا تھا' تب ہم نے اس کی دعا قبول کی۔ اور غم سے اس کو نجات بخشی اور اسی طرح ہم مومنوں کو بچالیا کرتے ہیں۔'' (الانبیاء ۸۷۔۸۸)

سیدنا زکریا علیہ السلام کا قصہ

۱۔ نیک بیٹے کے لیے زکریا علیہ السلام کی دعا
۲۔ عمران کی بیوی کی نذر
۳۔ اس نے کہا میرے رب میں نے بچی کو جنم دیا ہے
۴۔ نیک دوشیزہ پر اللہ کی عنایت
۵۔ رب رحیم کی طرف سے الہام
۶۔ بیٹے کی بشارت
۷۔ اللہ کی نشانیاں اور قدرت
۸۔ یحییٰ علیہ السلام دعوت وارشاد کا بوجھ اٹھاتے ہیں

نیک بیٹے کے لیے زکریا علیہ السلام کی دعا

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر نعمتوں کا ایک دوسرا رنگ اور اس کی قدرت کی نشانیاں جس نے ہر چیز کو اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے۔ زکریا علیہ السلام کی دعا میں ایک ایسے نیک' پسندیدہ' فرمانبردار اور پرہیزگار بیٹے کی وضاحت تھی۔ جو آپ کا اور آل یعقوب کا وارث بنے۔ اور دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دے۔ یہ اس وقت ہوا جب کافی عمر بیت گئی۔ ہڈیاں کمزور ہوگئیں۔ بڑھاپا غالب آ گیا اور امید منقطع ہوگئی تھی کہ اس کی بیوی بچے کو جنم دے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول کیا لوگوں کے گمان جھٹلا دیئے اور پرانے تجربے باطل کر دیئے۔ اسے ایک ہونہار بیٹا عطا کیا۔ جسے بچپن ہی میں فوقیت' دانائی' بردباری' علم اور کتاب الٰہی سے نمایاں کیا۔ اور اسے شفقت' راست بازی' تقویٰ' والدین کی فرمانبرداری' نرم دلی' خوش اخلاقی اور انکساری جیسے اوصاف حمیدہ سے آراستہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے دل کو ڈھارس بندھائی۔ اور اسے ایسی نشانیاں دکھلائیں جو اللہ تعالیٰ کی بے پایاں قدرت پر دلالت کرتی تھیں۔ کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اسے اپنی مخلوق میں اپنا اختیار دکھلایا۔ اور اس کے جسم کے اعضاء میں اپنا تصرف دکھلایا جس عضو کو چاہتا ہے حرکت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے معطل کر دیتا ہے۔ اسے حقیقت حال معلوم ہوگئی کہ تمام کائنات اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے اور جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔

عمران کی بیوی کی نذر

سیدنا زکریا علیہ السلام کے خاندان میں سے عمران کی بیوی نے نذر مانی۔ یہ ایک نیک عورت تھی جو اللہ اور اس کے دین سے محبت کرتی تھی۔ جب وہ بیٹے کو جنم دے گی تو اسے اللہ اور اس کے دین کی خدمت کے لیے وقف کر دے گی۔ اس نے

اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ وہ اس بیٹے کو قبول کر لے اور اس کے ذریعے اپنے دین اور اپنے بندوں کو فائدہ پہنچائے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والا ہو نیز وہ ہدایت کے آئمہ میں سے ایک امام ہو۔

اس نے کہا میرے رب میں نے لڑکی کو جنم دیا ہے

نیک خاتون نے ایک معاملے کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے معاملے کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مصلحت کو زیادہ جانتا ہے۔ جب اس خاتون نے ایک لڑکی کو جنم دیا تو وہ اس وجہ سے غمگین ہوئی۔ اس پر اداسی چھا گئی۔ لیکن نومولود عام لڑکیوں جیسی نہ تھی۔ بلکہ وہ عبادت میں زیادہ طاقت ور تھی۔ اور وہ بہت سی دوشیزاؤں سے۔ اطاعت گزاری اور خیرات کرنے میں بلند ہمت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جب ایک خاص حکمت کے پیش نظر مقدر کیا جسے وہ خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ اس خاتون کے ہاں بیٹی ہو۔ اور صورت حال یہ ہے کہ نبوت کا بارگراں تو مرد ہی اٹھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا کہ نومولود بچی آگے چل کر ایک صالح نبی کی ماں بنے جس کی بڑی شان ہوگی۔ قرآن حکیم میں ہے: ''جب عمران کی بیوی نے کہا: اے میرے رب میں نے تیرے لیے نذر مانی ہے۔ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے اسے آزاد رکھنے کی۔ میری طرف سے قبول فرمالینا۔ بے شک تو سننے والا جاننے والا ہے۔ جب اس نے اسے جنم دیا تو کہا: میرے رب میں نے بیٹی کو جنم دیا ہے۔ اللہ خوب جانتا ہے جو اس نے جنم دیا۔ اور بیٹا بیٹی کی مانند نہیں ہوتا۔ میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا ہے۔ میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں'' (آل عمران: ۳۵۔۳۶)

نیک دوشیزہ پر اللہ کی عنایت

وہ سیدنا زکریا علیہ السلام کی کفالت میں تھی۔ اس کے ساتھ اپنے رشتہ داری کی بنا پر۔ اور وہ دوشیزہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں تھی۔ اللہ تعالیٰ اسے غیر موسمی اور غیر علاقائی

پھلوں اور میوؤں سے نوازتے تھے۔ وہ ان میں سے جتنا چاہتی کھالیتی اور جتنا چاہتی کسی کو عنایت کردیتی۔ قرآن حکیم میں ہے: ''اس کے رب نے اسے بخوبی قبول فرما لیا اور اسے ایک اچھی پنیری کی صورت پروان چڑھایا۔ اور زکریا کو اس کا کفیل بنایا۔ جب بھی زکریا علیہ السلام اس کے پاس جاتے تو اس کے ہاں کچھ نہ کچھ کھانے پینے کا سامان پاتے۔ کہتے اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا۔ کہتی اللہ کے ہاں سے بے شک اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے۔ (آل عمران: ۔۳۷)

رب رحیم کی طرف سے الہام

اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے دل میں القاء کیا۔ وہ انبیاء میں سے ایک نبی ہیں۔ وہ دانشوروں اور ذہین لوگوں میں سے ہیں۔ کہ جو ذات قدرت رکھتی ہے کہ ایک نیک دوشیزہ پر اپنا فضل وکرم کرے جس کی والدہ نے اس کی نذر ماننے میں اخلاص کا مظاہرہ کیا' اور اس کے لیے مخلصانہ دعا کی اور اس دوشیزہ نے بھی اطاعت گزاری اور عبادت گزاری میں اخلاص کا ثبوت دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس دوشیزہ کو ایسے میوؤں سے نوازے جن کا وقت بہت پہلے گذر چکا ہے۔ یا وہ اپنے وقت سے بہت متاخر ہیں! وہ ذات اس بات پر بھی قدرت رکھتی ہے۔ ایک ایسے بوڑھے کو بیٹا عطا کر دے۔ جو بہت عمر رسیدہ ہو چکا ہے' بڑھاپا اس پر غالب آ چکا ہے۔ اور کمزوری اس میں اثر انداز ہو چکی ہے جس کی زیادہ بڑھاپے اور بیوی کے بانجھ ہونے کی بنا پر امید منقطع ہو چکی ہے۔ عادت تو اسی ڈگر پر چلتی ہے کہ ان حالات میں انسان کے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ اس کے دل نے جوش مارا' ہمت بلند ہوئی' امید نے انگڑائی لی۔ رب تعالیٰ پہ امید قوی ہوئی۔ تو اس کی زبان یہ دعا جاری ہوئی جس پر فرشتوں نے آمین کہی۔

اللہ کی رحمت حرکت میں آئی۔ یہ سب کچھ مہربان پروردگار کی طرف سے الہام تھا۔ اور غالب وعلیم پروردگار کی جانب سے مقدر تھا۔'' یہاں زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا اس نے کہا: اے میرے رب اپنی جانب سے مجھے پاکیزہ اولاد عطا کر

دیجیے۔ بے شک تو دعا سننے والا ہے“ (آل عمران: ۳۸)

بیٹے کی بشارت

اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول کیا۔ایک صالح لڑکے کی بشارت نے اس کی طرف رخ کیا اس کی ولادت کا وقت قریب آیا۔انسان جلد باز پیدا کیا گیا ہے۔اس بڑے واقعہ کے رونما ہونے اور اس کے ظہور پذیر ہونے کے قریبی وقت کی نشانی کا مطالبہ کر دیا۔اور عرض کی: ”میرے رب میرے لیے کوئی نشانی مقرر کر دے‘فرمایا تیرے لیے نشانی یہ ہے۔کہ تم تین دن تک لوگوں سے اشارہ کے سوا بات چیت نہ کر سکو گے۔اس دوران اپنے رب کو بہت یاد کرنا۔اور شام صبح تسبیحات بیان کرنا۔“ (آل عمران: ۴۱)

وہ قادر مطلق جو یہ طاقت رکھتا ہے کہ اشیاء کے خواص کو سلب کر دے۔بولنے والی زبان کو گونگا کر دے کہ وہ زبان یہ طاقت ہی نہ رکھے کہ کسی بات پر حرکت کر سکے۔وہ ذات یہ بھی طاقت رکھتی ہے کہ اپنی مخلوقات میں سے جسے چاہے کچھ خواص عطا کر دے۔وہ طاقت ور جو یہ استطاعت رکھتا ہے کہ کسی کو کچھ نہ دے وہ یہ بھی استطاعت رکھتا ہے کہ وہ کسی کو عطا کرے۔

اللہ کی نشانیاں اور اس کی قدرت

اللہ تعالیٰ کی نشانیاں اور اس کی قدرت اس کے جسم میں ظاہر ہوئی۔پھر اس کے گھر اور خاندان میں ظاہر ہوئی اور یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔اس سے اس کی آنکھ ٹھنڈی ہوئی۔اس سے اس کی طاقت میں اضافہ ہوا۔اس سے اس کی دعوت و تبلیغ زندہ ہوئی۔قرآن کو سنو وہ یہ قصہ کبھی اختصار کے ساتھ اور کبھی تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔”اور زکریا جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ اے پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور بہترین وارث تو ہی ہے۔پس ہم نے اس کی دعا کو قبول کی اور اسے ہم نے یحییٰ عطا کیا۔اور اس کی بیوی کو اس کے لیے درست

کر دیا۔ یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے۔ اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے۔" (الانبیاء۔۹۰)

یحییٰ علیہ السلام دعوت کا بوجھ اٹھاتے ہیں

یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ تو اپنے والدین کی آنکھ کی ٹھنڈک بنے۔ اور اپنے عظیم المرتبت والد کے جانشین بنے۔ وہ دعوت الی اللہ اور دین خالص کی دعوت کے بارگراں کو اٹھانے لگے۔ اس میں بچپن ہی سے شرافت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ وہ علم پر پورے انہماک سے توجہ دینے لگے۔ حالانکہ وہ لڑکپن میں ہیں۔ وہ نیکی اور تقوے سے آراستہ ہونے لگے' جب کہ ابھی وہ بھرپور جوان ہیں۔ وہ اپنے ہمجولیوں سے امتیاز حاصل کر جاتے ہیں۔ محبت' شفقت اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کے حوالے سے اس سلسلے میں ان کی طرف انگلیوں سے اشارے کیے جانے لگے۔ اللہ تعالیٰ اسے مخاطب ہوتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ "اے یحییٰ کتاب الٰہی کو مضبوطی سے تھام لے۔ ہم نے اسے بچپن ہی میں حکم سے نوازا اور اپنی طرف سے اس کو نرم دلی اور پاکیزگی عطا کی۔ اور وہ بڑا پرہیزگار اور اپنے والدین کا حق شناس تھا وہ ظالم اور نافرمان نہ تھا۔ سلام اس پر جس روز کہ وہ پیدا ہوا۔ اور جس دن وہ مرے اور جس روز وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔" (مریم:۱۲۔۱۵)

سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا قصہ

ایک حیرت انگیز قصہ

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا دور آتا ہے وہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ سے پہلے آنے والے آخری پیغمبر ہیں۔ اس قصے میں اللہ کا غالب ارادہ' اللہ کی قدرت مطلقہ اور اللہ کی لطیف حکمت ظاہر ہوتی ہے۔عیسیٰ علیہ السلام کا سارا معاملہ ہی خلاف عادت ظہور پذیر ہوا۔اس کی پیدائش خلاف عادت وقوع پذیر ہوئی' جس سے عقلیں دنگ رہ گئیں۔ جس سے طبعی قانون منسوخ ہو گئے۔اس خلاف عادت عجیب وغریب واقع پر ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا اس شخص کے لیے مشکل ہوگیا جو طبعی قوانین پر اس طرح یقین رکھتا ہے۔جس طرح معبود حقیقی پر یقین ہوتا ہے۔جس کی ذات لازوال ہے۔جو تجربے' مشاہدے' طبی اور طبعی احکامات پر یقین رکھتا ہے جس طرح کہ اس کا فرشتے پر یقین ہوتا ہے جس میں کوئی تبدیلی وقع پذیر نہیں ہوتی۔وہ شخص اللہ کی قدرت کو نہ جان سکا۔جو ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے اور وہ شخص اللہ کے اراوے سے بھی ناواقف رہا جس کے راستے میں کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی۔قرآن حکیم میں اللہ کا ارشاد ہے۔''بلاشبہ اس کا معاملہ یہ ہے جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے۔ ہوجا تو وہ کام ہوجاتا ہے۔''

اس قسم کے واقعات پر اس شخص کے لیے ایمان لانا آسان ہوتا ہے جو قادر مطلق ارادہ کرنے والے' خالق' صانع' معبود حقیقی پر ایمان لایا ہو۔وہ اللہ خالق باری اور مصور ہے۔اس کے نام ہیں بہترین۔اس کی تسبیح بیان کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔'' (الحشر)

اور جو شخص آدم علیہ السلام کی پانی اور مٹی اور بغیر ماں باپ کے تخلیق پر ایمان رکھتا ہو۔'' بغیر باپ کے ماں سے پیدائش کی تصدیق زیادہ آسان ہے بہ نسبت بغیر ماں اور باپ کی پیدائش کے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آدم کی مانند ہے اسے مٹی سے پیدا کیا پھر فرمایا ہوجا پھر وہ ہوگیا۔''

معاملہ تمام تر عجیب ہے

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا تمام تر معاملہ عجیب وغریب ہے۔ اس کی ولادت ایسے زمانے میں ہوئی جب کہ یونان عقلی اور ریاضی کے علوم میں بلند مقام پر فائز تھا۔ اور اس دور میں طب کی حکمرانی اور غلبہ تھا۔

ظاہری اسباب کے لیے یہودیوں کا جھکاؤ

یہودی اپنے زمانے کے رائج علوم کے آگے جھک گئے' حالانکہ وہ ایسی قوم تھے جن میں کثرت سے انبیاء ہوئے۔ روح اور اس کے متعلقات کا انکار ان میں مشہور ہوا۔ وہ اس بات کے عادی بن گئے کہ جس چیز کو دیکھیں اس کی مادی تفسیر کریں۔ ان کے ہاں کسی چیز کا وجود اور نہ ہی کسی واقعے کا امکان بغیر کسی سبب یا علت کے وقوع پذیر ہوتا۔ وہ معجزات جن سے اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو سرفراز کیا وہ مادیت اور تنگ عقلی کا علاج تھے۔ وہ زمانے کی ضرورت اور وقت کی پکار تھے۔ یہود نے ظاہر پہ ٹھہر جانے کو اپنا نقطہ نگاہ بنا لیا۔ اور مغز کی بجائے چھلکوں سے چمٹے رہنے کا وطیرہ اپنا لیا۔ نیز حقیقت کی بجائے مظاہر پہ جمے رہنے کا طرز عمل اختیار کر لیا۔ عنصر اور خون کی تقدیس اور مال و مادیت کی محبت میں حد سے تجاوز کر گئے۔ زندگی میں بہت زیادہ منہمک ہو گئے اور ان کے دل سخت ہو گئے۔ ان کی طبیعتیں خشک ہو گئیں' نہ کمزور کے لیے ان کے دل نرم ہوتے ہیں اور نہ ہی فقیر پر وہ ترس کھاتے ہیں۔ جس کی رگوں میں اسرائیلی خون گردش نہیں کرتا۔ وہ اس کے ساتھ جانوروں اور کتوں جیسا سلوک کرتے ہیں یا ان جمادات جیسا جن میں روح نہیں ہوتی۔ وہ طاقت ور مالداروں کے آگے جھک جاتے ہیں۔ وہ چھوٹوں' فقیروں پر ظلم ڈھاتے ہیں۔ قدرت پانے پر وہ سخت دل ہو جاتے ہیں۔ اور عاجز آنے پر وہ نرم ہو جاتے ہیں۔ ان میں ذلت اور غلامی کی زندگی سرایت کر چکی تھی جو انہوں نے رومی حکومت کے تحت

عرصہ دراز تک شام اور فلسطین میں گذاری۔ ان میں منافقت' انکساری' حیلہ سازی' مکروفریب۔ باہمی مشاورت اور رازداری کی طرف رجحان پیدا ہوا۔

حقارت اور سرکشی

ان میں انبیاء علیہم السلام کی تحقیر اور ان کے خلاف زباں درازی پروان چڑھی۔ یہاں تک کہ وہ انبیاء علیہم السلام کو قتل کرنے کے درپے ہوتے سودی کاروبار دینی تعلیمات کو فضول گردانا سخت دلی خشک مزاجی اور انسانی ہمدردی کی کمزوری جیسی عادات ان میں پنپنے لگیں۔ ان میں سے بہت لوگوں کے دل اللہ کی خالص محبت انسان پر رحمت وشفقت اور احترام انسانیت سے خالی ہو چکے تھے۔ چاہے اس کا اصل اور فضل کتنا ہی کیوں نہ ہو۔ وہ تقریباً غم خواری' مساوات' نیکی اور کرم کے معانی بھول چکے تھے۔ وہ نبوتوں اور رسالتوں پر ایمان رکھتے تھے۔ ان میں بہت سے انبیاء ہوئے' ان کے صحیفے ان خبروں سے مالا مال تھے' لیکن وہ آخری وقت میں یوں ہو گئے کہ وہ صرف اسی بات پر ایمان لاتے جو ان کی خواہشات کے مطابق ہوتی اور ان کے کردار اور عادات کی تائید کرتی۔ جس نے بھی ان پر تنقید کی اور ان کا محاسبہ کیا۔ انہیں صحیح دین' واضح حق اور اصلاح احوال کی طرف دعوت دی یہ اس کے دشمن بن گئے اور اس سے نبرد آزما ہوئے۔ بہتان تراشی' افتراء پردازی' حق کو چھپانے اور جھوٹی گواہی دینے میں وہ بڑے جری ہو چکے تھے۔

بنی اسرائیل پر اللہ کی نعمت

بنی اسرائیل ایک ایسی امت تھے جو ہر دور میں اپنی ہم عصر اقوام سے عقیدہ توحید کی بنا پر ممتاز تھے یہ ان کا اپنے غیر پر فضیلت و برتری کا راز تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے بنی اسرائیل یاد کرو میری نعمت کو جو میں نے تم پر کی اور میں نے تمہیں جہانوں پر فضیلت و برتری عطا کی۔'' (البقرۃ۔۴۷)

حسن سلوک کی ناقدری

ان میں بت پرست اور مشرک قبائل کے پڑوس‘ میل جول اور انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات سے عرصہ دراز تک محرومی کی وجہ سے خراب عقائد اور جاہلانہ عادات سرایت کر چکی تھیں۔ انہوں نے مصر میں بچھڑے کی پوجا کی۔ عزیر علیہ السلام کی تقدیس و تعظیم میں مبالغہ آرائی سے کام لیا۔ یہاں تک کہ وہ انسانی حدود کو بھی پامال کر گئے۔ ان کی بیہودگی اس حد تک پہنچ گئی۔ کہ انہوں نے بعض شرک کے کاموں‘ بت پرستی جادو اور کفر کے کاموں نیز برے افعال کو بعض انبیاء کی طرف منسوب کر دیا اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرے۔

فخر و مباہات

وہ سب کچھ کے باوجود اپنے نسب پر بڑے اتراتے تھے انہیں خواہشات اور خوابوں پر بڑا اعتماد تھا۔ وہ کہا کرتے تھے۔ ”ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں“ وہ کہتے تھے۔ ”ہمیں چند دن کے علاوہ آگ نہیں چھوئے گی“

مسیح علیہ السلام کی ولادت (عرف عام کے لیے چیلنج)

حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت اور ان کی زندگی‘ ان کی دعوت اور معیشت اس سب کچھ کے لیے چیلنج تھی۔ طے شدہ محسوسات کے لیے چیلنج تھی۔ نیز عرف عام‘ قابل اتباع عادات‘ مروجہ قوانین اور بلند تر اقدار کے لیے چیلنج تھی۔ جن پر یہودی یقین رکھتے تھے۔ اور وہ عادات جن میں وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ جن کی خاطر وہ ایک دوسرے سے نبرد آزما ہو جاتے تھے۔ وہ غیر مانوس طریقے پر پیدا ہوئے۔ اس نے پنگھوڑے میں لوگوں سے باتیں کیں۔ ایک تہی دست گوشہ نشین ماں کی گود میں پرورش پائی۔ اس نے طعن و تشنیع اور جرح قدح

سے بھری ہوئی فضا میں عظمت اور تونگری کے ماحول سے دور رہتے ہوئے زندگی بسر کی۔ فقراء و مساکین کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ انہیں کھلاتے پلاتے' ان پر شفقت کرتے' کمزوروں اور پردیسیوں کی غم خواری کرتے' فقیر اور مالدار حاکم اور محکوم چوہدری اور کم تر کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے تھے۔

مسیح علیہ السلام کے معجزات

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت اور وحی سے عزت بخشی' اسے انجیل عطا کی اور اس کی روح القدس حضرت جبریل علیہ السلام اور روشن معجزات کے ذریعے مدد کی۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ان بیماروں کو شفا دے دیتا جن کے علاج سے طبیب عاجز آ گئے اندھے اور کوڑھے کو ٹھیک کر دیتے۔ اور وہ اللہ کے حکم سے مردے کو زندہ کر دیتے۔ اور وہ لوگوں کے لیے مٹی سے پرندے کی شکل بناتے پھر اس میں پھونک مارتے تو وہ اللہ کے حکم سے سچ مچ کا پرندہ بن جاتا۔ وہ لوگوں کو بتا دیتے تھے جو کچھ وہ کھاتے ہیں اور جو کچھ وہ اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہیں۔ وہ اس سب کچھ کے ذریعے جو کچھ تورات میں رسولوں کے معجزات اور قدرت الٰہیہ کے بارے میں اطلاعات تھیں اعتماد پیدا کرتے ان پر ایمان و یقین کی تجدید کرتے محسوسات و تجربات کی بندگی و جھٹلاتے۔ لوگ قدرت الٰہیہ کی وسعت اور ربانی ارادے کی طاقت کا انکار کرنے لگے۔ انہوں نے یہ طے کر لیا کہ جس چیز کا انہیں علم ہو چکا ہے۔ یا اس چیز کا انہوں نے مشاہدہ کر لیا ہے۔ اس میں کسی نئی' چیز یا اضافی چیز کی گنجائش نہیں ہو گی۔

مسیح علیہ السلام کی طرف سے دین کی دعوت

اور اس کا یہودیوں کو جھٹلانا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کو بہت سے ایسے مسائل میں جھٹلایا جو انہوں نے اپنے خیالوں میں بسا لیے تھے اور ان میں غلو سے کام لیا۔ جسے اللہ نے

حلال کیا اسے انہوں نے حرام قرار دے دیا اور جسے اللہ نے حرام کیا اسے انہوں نے حلال قرار دے دیا۔ آپ نے انہیں دین کی روح اور مغز' اس کی اصل اور حقیقت کی طرف دعوت دی۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی محبت اختیار کرنے کی دعوت دی جو ہر محبت پر غالب آ جائے۔ انہیں انسانیت پر رحم کھانے احترام انسانیت کو ملحوظ خاطر رکھنے اور فقراء کے ساتھ غم خواری کرنے کی دعوت دی۔ آپ انہیں توحید خالص کی دعوت دیتے ہیں۔ اور ہر وہ چیز جو جاہلانہ عادات اور باطل عقائد میں سے انبیاء علیہم السلام کے دین میں داخل ہوگئی اس کو چھوڑنے کی تلقین کرتے ہیں۔

یہودی عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ لڑائی مول لیتے ہیں

یہ سب کچھ یہودیوں پر گراں گزرا۔ اور انہوں نے آپ کے ساتھ لڑائی چھیڑ لی۔ انہوں نے ایک کمان سے اس پر تیر پھینکے۔ انہوں نے اس پر الزامات اور بہتانوں کی بوچھاڑ کر دی۔ انہوں نے اسے گندی گالیوں اور بے ہودہ باتوں سے نوازا۔ انہوں نے اس کی پاک دامن ماں مریم کو تہمت اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا۔ انہوں نے اس کی مخالفت کی اسے دھتکارا اس کے لیے بدمعاشوں کو بھڑکایا اور اس کے آگے سب راستے بند کر دیئے۔

عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ قرآن حکیم میں

پھر انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل اور اس سے گلوخلاصی کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی اور ان کی تدبیر کو انہیں پر لوٹا دیا۔ اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اسے عزت بخشی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ قرآن حکیم میں پڑھیے۔ ''اور جب فرشتوں نے کہا'' اے مریم' اللہ تجھے اپنے ایک فرمان کی خوشخبری دیتا ہے۔ اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا' دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا' اللہ کے مقرب بندوں میں شمار کیا جائے گا۔ لوگوں سے گہوارے میں بھی کلام کرے گا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی' اور وہ ایک صالح مرد ہوگا۔'' یہ سن کر مریم بولی! ''پروردگار' میرے ہاں بچہ کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی مرد

نے ہاتھ تک نہیں لگایا'' جواب ملا'' ایسا ہی ہوگا'' اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔''

(پھر فرشتوں نے اپنے سلسلہ کلام میں کہا) ''اور اللہ اسے کتاب اور حکمت کی تعلیم دے گا۔ تورات اور انجیل کا علم سکھلائے گا۔ اور بنی اسرائیل کی طرف اپنا رسول مقرر کرے گا'' (اور جب وہ بحیثیت رسول بنی اسرائیل کے پاس آیا تو اس نے کہا) ''میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں۔ میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی صورت کا ایک مجسمہ بناتا ہوں۔ اور اس میں پھونک مارتا ہوں' وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔ میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھروں میں ذخیرہ کر کے رکھتے ہو۔ اس میں تمہارے لیے کافی نشانی ہے۔ اگر تم ایمان والے ہو۔ اور میں اس تعلیم و ہدایت کی تصدیق کرنے والا بن کر آیا ہوں۔ جو تورات میں سے اس وقت میرے زمانہ میں موجود ہے۔ اور اس لیے آیا ہوں کہ تمہارے لیے بعض ان چیزوں کو حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں۔ دیکھو' میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں۔ لہذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اللہ میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی' لہٰذا تم اسی کی بندگی اختیار کرو' یہی سیدھا راستہ ہے۔'' جب عیسیٰ نے محسوس کیا کہ بنی اسرائیلی کفر و انکار پر آمادہ ہیں تو اس نے کہا'' کون اللہ کی راہ میں میرا مددگار ہوتا ہے''؟ حواریوں نے جواب دیا ''ہم اللہ کے مددگار ہیں'' ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں' آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اے ہمارے رب جو فرمان تو نے نازل کیا ہے' ہم نے اسے مان لیا اور رسول کی پیروی قبول کی ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ پھر بنی اسرائیل (مسیح کے خلاف) خفیہ تدبیریں کرنے لگے جواب میں اللہ نے بھی اپنی خفیہ تدبیر کی اور ایسی تدبیروں میں اللہ سب سے بڑھ کر ہے۔ (وہ اللہ کی خفیہ تدبیر ہی تھی) جب اس نے کہا

کہ "اے عیسیٰ! اب میں تجھے واپس لے لوں گا۔ اور تجھ کو اپنی طرف اٹھا لوں گا۔ اور جنہوں نے تیرا انکار کیا ہے ان سے یعنی ان کی معیت سے اور ان کے گندے ماحول میں ان کے ساتھ رہنے سے تجھے پاک کر دوں گا' اور تیری پیروی کرنے والوں کو قیامت تک ان لوگوں پر بالا دست رکھوں گا' جنہوں نے تیرا انکار کیا ہے۔ پھر تم سب کو آخر کار میرے پاس آنا ہے' اس وقت میں ان باتوں کا فیصلہ کر دوں گا۔ جن میں تمہارے درمیان اختلاف ہوا ہے۔

جن لوگوں نے کفر و انکار کی روش اختیار کی ہے۔ انہیں دنیا اور آخرت دونوں میں سخت سزا دوں گا۔ اور وہ کوئی مددگار نہ پائیں گے۔ اور جنہوں نے ایمان اور نیک عملی کا رویہ اختیار کیا ہے انہیں ان کے اجر پورے پورے دے دیئے جائیں گے اور (خوب جان لے کہ) ظالموں سے اللہ ہرگز محبت نہیں کرتا۔" اے نبیؐ یہ آیات اور حکمت سے لبریز تذکرے ہیں جو ہم تمہیں سنا رہے ہیں۔

اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی سی ہے۔ کہ اللہ نے مٹی سے پیدا کیا اور حکم دیا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا۔ یہ اصل حقیقت ہے جو تمہارے رب کی طرف سے بتائی جا رہی ہے اور تم ان لوگوں میں شامل نہ ہو جو اس میں شک کرتے ہیں۔ (آل عمران:۔ ۴۵۔۶۰)

عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت اور اس کی دعوت قرآن حکیم میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت اور اس کی دعوت کے اوصاف اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں پڑھیے۔ "عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں اللہ کا بندہ ہوں' اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔ اس نے مجھے بابرکت بنایا' جہاں بھی میں رہوں۔ اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی تلقین کی جب تک میں زندہ رہوں۔ اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنایا اور اس نے مجھے ظالم بد بخت نہیں بنایا۔ سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا' جس دن میں مروں اور جس دن میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں۔ (مریم: ۳۰۔۳۳)

پرانی کشمکش

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ وہی کچھ پیش آیا جو پہلے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ پیش آیا۔ اس سے سردار اور زعماء دور ہٹ گئے۔ دولت مندوں اور طاقت وروں نے اسے چھوڑ دیا۔ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے اور اس کی اتباع کرنے میں اپنے لیے پستی اور معیوب خیال کیا۔ سرداری' قیادت' امتیازی حیثیت اور سیادت کے جس مقام پر وہ فائز تھے اس سے نیچے اترنا ان پر دشوار گزرا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان میں سچ کہا: ''اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر آنکہ اس کے خوشحال طبقے نے یہی کیا: بے شک ہم جو کچھ تمہیں دے کر بھیجا گیا ہے اس کے منکر ہیں۔ اور انہوں نے کہا ہم زیادہ مال واولاد والے ہیں اور ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔'' (السباء:۔۳۴۔۳۵)

عوام الناس اور فقراء کا ایمان

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان سے مایوس ہو گئے۔ آپ نے ان میں سرکشی اور کفر کا مشاہدہ کیا اور آپ نے دیکھ لیا کہ وہ اس سب کچھ کے انکاری ہیں جو وہ واضح آیات اور روشن معجزات لے کر آئے ہیں۔ حالانکہ ان کے دل ان حقائق پر یقین لا چکے ہیں۔ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو کم تر سمجھا اس لیے کہ وہ طاقت ور اور مالدار نہ تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے عوام الناس اور ان کے فقراء و مساکین کی طرف توجہ کی۔ ان کے دل نرم ہو گئے اور طبیعتیں مائل ہو گئیں اس لیے کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کی محنت اور خون پسینے کی کمائی سے کھاتے تھے۔ وہ خاندانی اعتبار سے آپس میں ایک دوسرے پر فخر نہیں کرتے تھے۔ اور نہ ہی عزت وعہدے کے اعتبار سے ایک دوسرے پر فخر کا اظہار کرتے۔ ان میں سے ایک گروہ ایمان لایا۔ ان میں دھوبی مچھلیوں کے شکاری' پیشہ ور اور محنتی لوگ تھے۔

ہم اللہ کے انصار ہیں

وہ مسیح علیہ السلام پر ایمان لائے اور اس کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے۔ اور اپنے ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیئے۔ اور انہوں نے کہا: "ہم اللہ کے انصار ہیں" اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "جب عیسیٰ علیہ السلام نے محسوس کیا کہ بنی اسرائیل کفر وانکار پر آمادہ ہیں۔ تو اس نے کہا: "کون اللہ کی راہ میں مددگار ہوتا ہے۔" حواریوں نے جواب دیا۔ ہم اللہ کے انصار ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لائے۔ آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہمارے رب جو فرمان تو نے نازل کیا ہے ہم نے اسے مان لیا۔ اور رسول کی پیروی قبول کی۔ ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔" (آل عمران: ۵۲۔۵۳)

عیسیٰ علیہ السلام سیاحت اور اس کی دعوت

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اکثر اوقات سیر و سیاحت اور ایک جگہ سے دوسری جگہ میں منتقل ہونے میں گزارتے۔ بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف دعوت دیتے اور آپ ان کی گم شدہ بھیڑوں کو ان کے رب اور آقا کے راستے کی راہنمائی کرتے۔ آپ کو ان دوروں اور سفریات میں آسانی اور تنگی تنگ دستی اور خوشحالی دیکھنے کا اتفاق ہوتا۔ آپ یہ سب کچھ صبر سے برداشت کرتے ان حالات کو قدر دانی سے قبول کرتے۔ آپ بھوک پر صبر کرتے۔ اور وہ اتنے پر اکتفا کرتے جس سے زندگی کی ڈور قائم رہے۔

حواری آسمانی دسترخواں کا مطالبہ کرتے ہیں

حواری صبر و تحمل، محنت و مشقت، تنگ دستی اور دنیا سے بے رغبتی کے حوالے سے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرتبے کو نہیں پہنچے تھے۔ انہوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا۔ کہ وہ اللہ سے سوال کرے یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے آسمان سے دستر خواں اتارے وہ اس سے کھائیں اور بھوک کے بعد شکم سیر ہو جائیں۔ اور مشقت

کے بعد خوشحال و شاد کام ہوں۔

بے ادبی

انہوں نے اپنے سوال میں ادب و احترام کا انداز اختیار نہ کیا۔ بلکہ انہوں نے کہا: ''کیا تیرا رب استطاعت رکھتا ہے۔ کہ وہ ہم پر آسمان سے دستر خوان اتارے۔'' عیسیٰ علیہ السلام کو ان کا سوال اچھا نہ لگا۔ اور آپ نے اس اسلوب کو ناپسند کیا جس سے وہ مخاطب ہوئے۔ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں سے ایمان بالغیب کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور خاص اسی بات کا انہیں پابند بناتے ہیں۔ معجزے کھلونے نہیں جن سے بچوں کو بہلایا جاتا ہے۔ جن کے ذریعے جاہلوں کو کھیل کود میں مشغول کیا جاتا ہے۔ بلاشبہ یہ معجزات اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ جن کا اظہار اپنے انبیاء علیہم السلام کے ہاتھوں پر جب چاہتا ہے کرتا ہے۔ ان معجزات کے ذریعے بندوں پر اللہ تعالیٰ کی محبت قائم ہو جاتی ہے۔ اور معجزات کے ظہور اور انکار کے بعد پھر بندوں کو مہلت نہیں دی جاتی۔

برے انجام سے اپنی قوم کو ڈرانا

اس لیے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ان کے بارے میں خوفزدہ ہوئے۔ اور انہیں برے انجام سے ڈرایا۔ آپ نے انہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آزمائش میں مبتلا ہونے سے روکا۔ وہ بلندتر اور سب سے بڑھ کر جلیل القدر ذات ہے۔

الحاح اور اصرار

حواری اپنے سوال پر ڈٹے رہے' انہوں نے اس بات کا تذکرہ کیا کہ وہ اس سوال کے کرنے میں سنجیدہ ہیں۔ وہ کسی کو آزمانے کا ارادہ نہیں رکھتے' وہ تو محض دلی اطمینان چاہتے ہیں۔ تاکہ آنے والی نسلوں کے لیے یادگار بن جائے۔ اور ایک ایسی

داستان ہو جسے ایک زمانہ بیت جانے کے باوجود بیان کیا جائے۔ تو وہ اس دین کی صداقت اور پیش رو مومنوں اور سچائی کے خوگر حواریوں کی قدر و منزلت پر دلیل ہو۔

قرآن قصہ بیان کرتا ہے

دیکھیے قرآن حکیم یہ قصہ بیان کرتا ہے: ''جب حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ بن مریم کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے کھانے کا ایک خوان اتار سکتا ہے؟ تو عیسیٰ نے کہا اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ انہوں نے کہا ہم بس یہ چاہتے ہیں۔ کہ اس خوان سے کھانا کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہوں اور ہمیں معلوم ہو جائے کہ آپ نے جو کچھ ہم سے کہا ہے۔ وہ سچ ہے اور ہم اس پر گواہ ہیں۔ اس پر عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے اللہ' ہمارے رب ہم پر آسمان سے خوان نازل کر جو ہمارے لیے اور ہمارے اگلوں پچھلوں کے لیے خوشی کا موقع قرار پائے۔ اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو' ہم کو رزق دے اور تو بہترین رازق ہے۔ اللہ نے کہا: میں اس کو تم پر نازل کرنے والا ہوں۔ مگر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے گا اسے میں ایسی سزا دوں گا جو میں نے جہانوں میں کسی کو نہ دی ہوگی۔ (المائدہ: ۱۱۲۔۱۱۵)

یہودی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے چھٹکارے کا ارادہ کرتے ہیں

یہودیوں کا صبر جاتا رہا۔ ان کی دشمنی اور عناد کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ انہوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے چھٹکارا پانے کا ارادہ کر لیا۔ تو وہ اپنا معاملہ رومی حکمران کے پاس لے گئے۔ انہوں نے کہا: یہ جوشیلا اور تخریب کار آدمی ہے جو ہمارے دین کے دائرے سے نکل گیا ہے۔ اس نے ہمارے نوجوانوں پر پٹو پا لیا ہے اور وہ اس پر فریفتہ ہو چکے ہیں۔ اس نے ہمارے کام میں تفریق پیدا کی' ہماری عقلوں کو تشویش میں مبتلا کیا اور ہمارے دل اچاٹ کر دیے۔

انتقام لینے والوں اور سیاستدانوں کا طرز عمل

وہ حکومت کے لیے ایک خطرہ بن چکا ہے۔ وہ کسی نظام کا تابع نہیں اور نہ ہی وہ کسی قانون کا پابند ہے۔ وہ کسی بڑے کی تعظیم نہیں کرتا اور نہ ہی کسی پرانی چیز کی تقدیس بجا لاتا ہے۔ وہ ایک انقلابی آدمی ہے۔ اگر اس کے شر کو روکا نہ گیا تو وہ تباہی برپا کر دے گا۔ ایک چنگاری کو چھوٹا نہ سمجھا جائے جب کہ اس میں طوفان برپا کرنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔

چالبازی اور سیاست

گفتگو مکروفریب اور چالبازی سے بھری ہوئی تھی۔ تمام تر گفتگو سیاسی رنگ میں رنگی ہوئی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ دینی پہلو نہ حکمرانوں کو بھڑکاتا ہے اور نہ ہی انہیں جوش دلاتا ہے۔ ان کی سیاست یہ تھی کہ وہ یہودیوں کے دینی معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ اس لیے انہوں نے گفتگو میں سیاست کی آمیزش کی۔

ایک دشواری

اجنبی مشرک حکمرانوں کے لیے معاملے کی تہہ تک پہنچنا دشوار تھا۔ وہ یہودیوں کے مقاصد اور مسیح علیہ السلام کے ساتھ ان کی دشمنی کا سبب جانتے تھے۔ وہ اپنے انتقامی امور میں سرتاپا مشغول تھے۔ لیکن یہودیوں کا اصرار بہت بڑھ گیا۔ اور ان کا تردد دراز ہو گیا۔ تو انہوں نے اس معاملے سے گلوخلاصی کا ارادہ کیا جو شہر بھر کی گفتگو بن چکا تھا۔

مسیح علیہ السلام عدالت میں

جمعے کا دن تھا' عصر کے بعد ہفتے کی شام کا وقت تھا۔ یہودی ہفتے کے روز کچھ بھی کام نہیں کیا کرتے تھے۔ چھٹی اور کام سے بالکل رک جانے کا دن تھا۔ وہ تمام تر

اس لالچ میں مبتلا تھے کہ جمعے کے دن غروب آفتاب سے پہلے حکم صادر ہو جائے۔ اور وہ مسیح علیہ السلام کے معاملے سے آرام پائیں۔ تو وہ اطمینان قلب سے سوئیں اور خوش دلی سے صبح کریں۔ اور انہیں کوئی چیز بے چین نہ کرے۔ حاکم وقت اس معاملے سے تنگ پڑ چکا تھا۔ اسے اس میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اور نہ اس میں اس کی امت کے لیے کوئی مصلحت تھی۔ یہودی حکم سننے کے لیے جمع ہو چکے تھے۔ وہ چیخ و پکار کرنے اور ڈرانے دھمکانے کا روپ دھار چکے تھے۔ حاکم وقت اس روز کی کل کل سے تنگ آ چکا تھا۔ وقت تھوڑا تھا' اور سورج غروب ہونے والا تھا۔ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف سولی پر لٹکا کر قتل کرنے کا حکم صادر کر دیا۔

اس زمانے میں دیوانی قانون

اس زمانے میں جرم کے قانون کے مطابق اس شخص پر یہ واجب ہوتا تھا جسے پھانسی کا حکم ہو چکا ہو کہ وہ اپنی صلیب کو خود اٹھا کر لائے جس پر اسے پھانسی دی جائے گی۔ پھانسی گھاٹ دور واقع ہوتا تھا جیسا کہ مہذب ملکوں میں رواج ہوتا ہے۔ مجمع بہت زیادہ تھا لوگ ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ پولیس کے زیادہ تر آدمی اجنبی تھے۔ وہ ماموراور ملازم تھے۔ انہیں اس معاملے میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ان کے نزدیک اسرائیل ہم شکل تھے۔ وہ اس معاملے میں الجھ گئے تھے۔ وہ ان کے درمیان تمیز نہ کر پاتے تھے۔ جیسا کہ اجنبیوں کی حالت اجنبیوں کی نگاہ میں ہوتی ہے۔ شام کا وقت تھا۔ اندھیرے نے اپنی چادر تان لی تھی۔ بعض یہودی' جرات منداور احمق نوجوان حضرت مسیح علیہ السلام پر جھپٹ رہے تھے۔ اس پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ اسے گالی گلوچ دے رہے تھے۔ اسے عار دلا رہے تھے۔ وہ اس کی ایذا رسانی اور توہین چاہتے تھے۔

عیسیٰ علیہ السلام تکلیف برداشت کرتے ہیں

حضرت مسیح علیہ السلام کمزور ہو چکے تھے۔ کچہری میں دیر تک کھڑا رہنے

مشقت اور تکلیف نے اسے لاغر کر دیا تھا۔ صلیب بھاری تھی۔ انہیں اسے اٹھانے کی تکلیف دی گئی۔ وہ استطاعت نہیں رکھتے تھے کہ وہ تیز چل سکیں۔

تدبیرِ الٰہی

یہاں ایک ذمہ دار سپاہی نے ایک اسرائیلی جوان کو لکڑی اٹھالانے کا حکم دیا۔ جو اپنے دوستوں میں زیادہ جرات مند' بڑا بے وقوف' حضرت مسیح علیہ السلام کو ایذاء دینے میں زیادہ حریص اور اس کام کو سرانجام دینے میں زیادہ جلدی کرنے والا تھا۔ تاکہ یہ معاملہ جلد اپنے انجام کو پہنچے اور وہ اس ظالمانہ ذمے داری سے چھٹکارا پائے۔

لیکن ان کے لیے مشابہت پیدا کر دی گئی

اسی طرح سوار اور پیادہ قافلے پھانسی گھاٹ کے دروازے تک پہنچ گئے پھانسی دینے والی پولیس آگے بڑھی اور اس نے شہری پولیس سے معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ انہوں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ صلیب کو اٹھائے ہوئے ہے۔ کھوے سے کھوا چھلنے لگا چیخ و پکار بڑھ گئی۔ پولیس نے صلیب اٹھاتے ہوئے نوجوان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پولیس کو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس کے بارے میں ہی سولی پر چڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ بیچارا چیختا چلاتا ہے۔ اور اپنی برات کا اعلان کرتا ہے۔ کہ اس کا فیصلے اور سولی کے ساتھ کوئی تعلق واسطہ نہیں۔ اسے تو مذاق اور ظلم کے طور پر صلیب کی لکڑی کو اٹھانے کا حکم دیا گیا۔ پھانسی دینے والے سپاہی اس کی آہ وبکا کی طرف توجہ ہی نہیں کر رہے اور نہ ہی اس کی زبان سمجھتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ حکمران خاندان روم و یونان میں سے ہیں۔

ایک حکم کو نافذ کرنا

ہر مجرم اپنے آپ کو جرم سے بری کرتا ہے اور ہر مجرم چیختا چلاتا ہے۔ انہوں نے

اسے پکڑا اور اس پہ حکم نافذ کر دیا۔ اور صورت حال یہ تھی کہ یہودی دور کھڑے ہیں۔ دنیا اندھیری رات کی طرح تاریک ہے۔ اور وہ سب غالب گمان کیے ہوئے ہیں کہ تختہ دار پر لٹکایا گیا شخص وہ مسیح علیہ السلام ہی ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا

رہے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہودیوں کے مکرو فریب سے بچا لیا۔ اسے عزت افزائی کرتے ہوئے اور کافروں سے پاک کرتے ہوئے اپنی طرف اوپر اٹھالیا۔

قرآن یہ قصہ بیان کرتا ہے

اور یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور وہ یہودیوں کے بارے میں بیان کرتا ہے۔

''پھر اپنے کفر میں یہ اتنے بڑھے کہ مریم پر سخت بہتان لگایا۔ اور خود کہا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم' رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ فی الواقع انہوں نے نہ اس کو قتل کیا نہ صلیب پر چڑھایا۔ بلکہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ کر دیا گیا اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں۔ ان کے پاس اس معاملہ میں کوئی علم نہیں۔ محض گمان ہی کی پیروی ہے۔ انہوں نے مسیح کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے(النساء:۱۵۶۔۱۵۸)

عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں چاہتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی عجیب وغریب تھی۔ اس کی زندگی بھی عجیب وغریب ہے۔ اس کا اول تا آخر سارے کا سارا معاملہ ہی عجیب وغریب ہے۔ خلاف عادات' اور مطلق طور پر قدرت الٰہیہ کو ثابت کرنے والا ہے۔

قیامت کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

وہ آسمان سے ضرور نازل ہوں گے جس وقت اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔ اور وہ حجت قائم کریں گے ان یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے ان کے بارے میں افراط و تفریط سے کام لیا۔ وہ حق کی مدد کریں گے اور اہل باطل کو رسوا کریں گے جیسے کہ ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں خبر دی اور ان کے بارے میں صحیح خبریں اور متواتر احادیث وارد ہوتی ہیں۔ اور ہر دور میں مسلمانوں نے اس پر اعتقاد جمایا ہے۔ واقعی اللہ برتر نے سچ فرمایا: ''اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لے آئے گا۔ اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دے گا۔ (النساء۔ ۱۵۹)

عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت بسلسلہ بعثت حضرت محمد ﷺ

سیدنا مسیح علیہ السلام دعوت و ارشاد کی اپنی مہم کو یہودیوں کی شدید مخالفت اور ان کی سازش نیز اپنی کمزوری اور انصار کی قلت کی بنا پر مکمل نہ کر سکے۔ آپ نے لوگوں کو خیر باد کہا! اور اپنے رب کے حکم کی تعمیل کی۔ آپ نے لوگوں کو ایک رسول کی بشارت دی جو اس کے بعد تشریف فرما ہوگا۔ اور وہ اس مشن کی تکمیل کرے گا جس کی۔ اس نے ابتداء کی اور وہ اس دعوت کو عام کرے گا جسے اس نے مخصوص رکھا تھا۔ اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نعمت اس کے بندوں پر پوری ہو جائے گی۔ اور مخلوق پر اس کی حجت قائم ہو جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''اور یاد کرو عیسیٰ بن مریم کی وہ بات جو اس نے کہی تھی کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ تصدیق کرنے والا ہوں۔ اس تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی موجود ہے اور بشارت دینے والا ہوں۔ ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا۔ جس کا نام احمد ہوگا۔'' (سورۃ الصف۔ ٦)

توحید خالص سے گھٹیا عقیدے کی جانب

یہ تاریخ ادیان کے عجائبات میں سے ہے جس پر آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ اور دل پگھلے جاتے ہیں۔ کہ مسیح علیہ السلام کی دعوت جو توحید خالص آسان مرغوب ہر قسم کی پستی الجھاؤ اور تحریف و تاویل سے مبرا دین پر مشتمل تھی۔ وہ دعوت محض ایک اللہ کی طرف بلانے' اس سے سوال کرنے' اس کے حضور التجاء پیش کرنے اور اس کی خالص محبت پر مشتمل تھی۔ وہ گھٹیا عقیدے گرہ دار فلسفے میں تبدیل ہو گئی۔ اس سلسلے میں اس کے پیروکاروں نے غلو سے کام لیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔ جس سے وہ بشری حدود سے خدائی حدود کی طرف نکلے۔ انہوں نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے'' انہوں نے کہا: ''بے شک اللہ تو مسیح ابن مریم ہی ہے'' انہوں نے ایک بے نیاز یکتا معبود حقیقی جس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے کو تین ارکان پر مشتمل خاندان قرار دے دیا اس طرح کہ وہ سبھی معبود ہیں۔ انہوں نے کہا: اب باپ' بیٹا اور روح القدس تینوں الہ ہیں۔ انہوں نے مسیح علیہ السلام کی والدہ کے بارے میں اعتقاد بنا لیا اور اس کے ساتھ ایسا طرز عمل اختیار کیا جس سے وہ تقدیس کے درجے اور عبادت کے مقام پر پہنچ گئیں۔ انہوں نے کہا: کہ مریم تو ''اللہ کی والدہ ہے'' اس کی مورتیاں اور تصویریں' گرجا گھروں میں عام ہو گئیں۔ اس کے سامنے نصاریٰ التجاء' دعا' نذر اور انکساری کا انداز اپناتے ہوئے جھکتے ہیں۔ جو انہوں نے عقیدہ اختیار کیا اسے برا سمجھتے ہوئے اور جو انہوں نے طرز عمل اختیار کیا اسے ناپسندیدہ گردانتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول تھا اس سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گذر چکے تھے۔ اس کی ماں ایک راست باز عورت تھی۔ اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھو ہم کس طرح ان کے سامنے حقیقت کی نشانیاں واضح کرتے ہیں۔ پھر دیکھو یہ کدھر الٹے پھرے جاتے ہیں۔'' (المائدۃ۔ ۷۵)

عیسیٰ علیہ السلام ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں

عیسیٰ علیہ السلام نے دیگر انبیاء کی طرح ایک اللہ کی عبادت کرنے کی دعوت دی۔ ان کا فرمان انجیل میں درج ہے۔ ''رب تعالیٰ کے بارے میں لکھا گیا ہے' اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرو۔ اور اسی اکیلے کی عبادت کرو'' (بحوالہ متی ۴۔۱۰)

آپ کا فرمان ہے: ''رب تعالیٰ کے بارے میں لکھا گیا ہے' اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کر اور ایک اسی کی عبادت کر'' (لوقا۔۸)

''کسی انسان کا یہ کام نہیں کہ اللہ تو اس کو کتاب' حکم اور نبوت عطا فرمائے۔ اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے بجائے تم میرے بندے بن جاؤ وہ تو یہی کہے گا کہ سچے ربانی بنو جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو۔ وہ تم سے ہرگز نہ کہے گا کہ فرشتوں کو یا پیغمبروں کو اپنا رب بنالو۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک نبی تمہیں کفر کا حکم دے جب کہ تم مسلم ہو۔ (آل عمران: ۷۹۔۸۰)

قرآن عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت کی وضاحت کرتا ہے

قرآن حکیم نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی توحید خالص اور دعوت کے اعلان کو بڑے واضح اسلوب میں نقل کیا ہے جس میں مزید اضافے کی کوئی گنجائش نہیں۔ اور وہ قرآن حکیم ایک ایسی کتاب ہے۔ جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور نگہبان ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''*یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنھوں نے کہا: کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔* حالانکہ مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا۔ اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی۔ اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ (المائدہ۔۷۲)

عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت میں توحید کا مرتبہ

عیسیٰ علیہ السلام نے خوبصورت بلیغانہ اسلوب میں کہا۔ جس سے ہر وہ شخص لطف

اندوز ہوتا ہے جو توحید کے مقام و مرتبے اور انبیاء و رسل کی سیرت کو جانتا ہے اور جس کے طبیعت میں معرفت الٰہی کی روح بس گئی ہو جو اس کے آگے جھکتا ہو اور جو اس سے ڈرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''مسیح نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ مقرب ترین فرشتے اس کو اپنے لیے عار سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی اللہ کی بندگی کو اپنے لیے عار سمجھتا ہے۔ اور تکبر کرتا ہے۔ تو ایک وقت آئے گا جب اللہ سب کو گھیر کر اپنے سامنے حاضر کرے گا۔ اس وقت وہ لوگ جنہوں نے ایمان لا کر نیک طرز عمل اختیار کیا ہے اپنے اجر پورے پائیں گے۔ اور اللہ اپنے فضل سے ان کو مزید اجر عطا فرمائے گا۔ اور جن لوگوں نے بندگی کو عار سمجھا اور تکبر کیا ہے ان کو اللہ دردناک سزا دے گا۔ اور وہ اپنے لیے اللہ کے سوا کسی کو کارساز اور مددگار نہیں پائیں گے۔'' (النساء:۱۷۲-۱۷۳)

قیامت کے مناظر میں سے ایک دلفریب منظر

قرآن حکیم نے اپنی فصاحت و بلاغت اور اعجاز کے انداز میں قیامت کے دلفریب مناظر میں سے ایک منظر کی تصویر کھینچی ہے۔ اس میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اس سے بریت کا اظہار کرتے ہیں جو لوگوں نے باتیں بنائیں۔ اور جو انہوں نے طرز عمل اختیار کیا۔ وہ اپنی دعوت کی پوری طاقت اور صداقت کے ساتھ وضاحت پیش کرتے ہیں۔ اور اپنی امت کے حد سے تجاوز کرنے والوں کے معاملے کا قرض چکاتے ہیں۔ کہ درحقیقت وہی تنہا اس جرم کے ذمے دار ہیں۔ قرآن پڑھئے اور اس موقف کی عظمت اور منظر کی دلکشی کو محسوس کیجئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور جب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی معبود بنالو۔ تو وہ جواب میں عرض کریں گے سبحان اللہ میرا یہ کام نہ تھا۔ کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا۔ اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی۔ تو آپ کو ضرور علم ہوتا آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے۔ اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے۔ آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کو جاننے والے ہیں۔ میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا:

جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا یہ کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی ہے۔ میں اسی وقت تک ان کا نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا۔ جب آپ نے مجھے واپس بلا لیا تو آپ ان پر نگران تھے اور آپ تو ساری چیزوں پر نگران ہیں۔ اگر اب آپ انہیں سزا دیں تو وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر آپ انہیں معاف کر دیں تو آپ غالب اور حکیم ہیں۔ تب اللہ فرمائے گا۔ یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کی سچائی نفع دیتی ہے۔ ان کے لیے ایسے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ یہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اپنے اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ بڑی کامیابی ہے' زمین اور آسمانوں اور تمام موجودات کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ (الانعام:۱۱۶-۱۲۹)

گھٹیا عقیدے سے مروجہ بت پرستی کی جانب

مسیحیت کے مبلغین اپنی مرضی سے یورپ منتقل ہو گئے۔ ایک عرصے سے ان میں مروجہ بت پرستی پھیل چکی تھی۔ اور وہ اپنی ٹھوڑیوں تک اس میں ڈوب گئے تھے۔ یونانی بت پرست تھے۔ انہوں نے اللہ کی صفات بہت سے معبودوں کی شکل میں متصور کر لیں۔ ان کی مورتیاں تراش لیں۔ ان کے لیے عبادت خانے اور ہیکل بنائے۔ رزق کا ایک خدا ہے۔ رحمت کا ایک خدا ہے اور قہر و غضب کا ایک خدا ہے۔ رومی بت پرستی اور خرافات میں غرق ہو چکے تھے۔ بت پرستی ان کے گوشت اور خون میں مل چکی تھی اور وہ ان کی روح اور خون میں رواں دواں تھی۔ رومی بہت سے خداؤں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ جب ان تک نصرانیت پہنچی تو قسطنطین نامی بڑا سربراہ مملکت ۳۰۶ میں نصرانی بن گیا۔ وہ نئے دین کی آغوش میں آ گیا' اور اس کا ہو کر رہ گیا اور اس نے اسے حکومت کا سرکاری مذہب قرار دے دیا۔ نصرانیت بت پرستی کے عقائد رومی روایات' اور یونانی فلسفے سے بہت کچھ حاصل کرنے لگی۔ نصرانیت اس کی طرف دھیرے دھیرے قریب آنے لگی۔ اس نے اپنی پیغمبرانہ

اصلیت مشرقی سادگی اور توحیدی جرات کو کھو دیا۔ اس میں بعض منافق داخل ہو گئے جنہوں نے ان کو پرانے عقائد اور بت پرستی کے ذوق کا لالچ دیا۔ ان میں ایک نیا دین پروان چڑھا جس میں نصرانیت اور بت پرستی شانہ بشانہ آشکار ہونے لگی۔ اسی طرح گھسٹنے والی نصرانیت ایک ایسے راستے پر چل پڑی جو اس راستے کے علاوہ تھا۔ جس پر مسیح علیہ السلام نے چلایا تھا۔ اور انہوں نے اس کی طرف دعوت دی تھی۔ وہ ایسے راہگیر کی طرح ہو گئی جو ارادی یا غیر ارادی طور پر رات کی تاریکی میں راستہ بھول جاتا ہے۔ اور وہ ایسے راستے پر چلتا ہے کہ وہ آخر تک پہلے راستے پر نہیں آ سکتا۔ اس باریک حکمت کو صرف وہی شخص جانتا ہے جس نے اس نصرانی مذہب کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے نصرانیوں کی ضلالت کا وصف بیان کیا۔ جب کہ یہودیوں کو مغضوب قوم قرار دیا۔ اللہ نے بزبان مسلم کہا:

﴿اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غيرالمغضوب عليهم ولاالضالين﴾

ہمیں سیدھی راہ پر چلا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا۔ نہ کہ ان کی راہ پر جن پر غضب کیا اور نہ ہی گمراہوں کی راہ پر۔ آمین

اس میں یورپ کے لیے عبرت ہے' انسانیت کے لیے عبرت ہے جس نے عرصہ دراز تک یورپ کی قیادت کی اور وہ لگاتار اس پر ... اور اس پر حکمران رہی۔ اللہ ہی کا حکم چلتا ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔

وصلى الله على النبي محمد وعلى آله واصحابه وسلم الحمد لله وبه تتم الصالحات۔

محمود احمد غضنفر

دسمبر ۱۹۹۸ء